



# تایخ علم فہ

از

جناب مولانا الحاج مفتی سید محمد عظیم الاحسان صاحب مجتہدی بریلی  
صاحب مدرسہ مدرسہ عالیہ ڈھاکہ

میر محمد کتب خانہ آرام باغ ہکراپی

# فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۶	اظہار ہری	۳۰	امام حسنؑ	۴	علم فقہ
۳۷	تبرہ	۳۱	دور تدوین میں فقہ حنفی کے دیگر ائمہ	۵	فقہ کے مائدہ
۳۸	دور تدوین میں خراسانی شیعہ	۳۲	فقہ حنفی میں فقہ حنفی کی کتابیں	۶	کتاب اللہ
۳۹	زبد	۳۳	کتاب اظہار الروایۃ	۷	اعادیت لہجہ
۴۰	الامیہ	۳۴	کتب نوادر	۸	صحابہ و تابعین کے اجتہادی فتوے
۴۱	اشعریہ	۳۵	دور تدوین میں اہل سنت کے دورہ	۹	تحریری مسائل میں اختلاف اہل سنت کے باب
۴۲	دور تدوین میں دور تقیید و تکمیل	۳۶	خراسانی فقہ حنفی کی کتابیں	۱۰	ضرورت تدوین فقہ
۴۳	تقلید	۳۷	امام مالکؑ و سوانح	۱۱	اہل اثناعشر و تابعین
۴۴	اسباب تقلید	۳۸	فقہ مالکی	۱۲	مکتبہ ائمہ سنی
۴۵	برگزیدہ ادوار اہل علم شاگرد	۳۹	امام مالک کے دورہ شاگرد	۱۳	مقلدین
۴۶	حدود قضاء	۴۰	مالکی کی اشاعت ہوئی	۱۴	حدیث کے حنفی صحابہ و تابعین
۴۷	خراسانی تدوین	۴۱	دور تدوین میں فقہ مالکی کی کتابیں	۱۵	مکتبہ کے مائدہ
۴۸	تقلید احمدیہ	۴۲	امام شافعیؑ و سوانح	۱۶	کوفہ کے مائدہ
۴۹	شجرہ علمی احمدیہ	۴۳	فقہ شافعی	۱۷	بصرہ کے مائدہ
۵۰	تبرہ	۴۴	امام شافعی کے	۱۸	شام کے مائدہ
۵۱	اس دور کے فقہاء	۴۵	دور تدوین میں سے فقہ شافعی کی	۱۹	مسرح کے مائدہ
۵۲	فقہاء حنفیہ	۴۶	اشاعت ہوئی	۲۰	بین کے مائدہ
۵۳	فقہاء مالکیہ	۴۷	دور تدوین میں فقہ مالکی کی کتابیں	۲۱	جامعہ تدوین فقہ
۵۴	فقہاء حنفیہ	۴۸	امام حنفیؑ	۲۲	تدوین و ادوار کے مختلف اعداد
۵۵	فقہاء حنفیہ	۴۹	فقہ حنفی	۲۳	پہلا دور - دور تدوین فقہ واجتہاد
۵۶	خراسانی اربعہ کے بار مقدس	۵۰	امام احمدؑ کے دورہ تلامذہ جنہوں نے	۲۴	امام ابو حنیفہؑ و سوانح
۵۷	اولیاء اشرہ	۵۱	فقہ حنفی کی روایت کی	۲۵	کیفیت تدوین فقہ حنفی
۵۸	تیسرا دور - دور تقلید حنفی	۵۲	فقہ حنفی کی کتابیں	۲۶	فقہ حنفی کی حقیقت
۵۹	احمدیہ فقہ	۵۳	امام احمدؑ	۲۷	فقہ حنفی کے چار علوم
۶۰	خاتمہ	۵۴	چند فضائل و مذاہب	۲۸	امام زفرؑ
۶۱	صحیح کتاب	۵۵	ادوار و اشی	۲۹	امام ابو حنیفہؑ
۶۲	ازوالفہرست تا سنی	۵۶	الطبری	۳۰	امام عمرؑ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَحْمَدٌ وَفَصَلِّ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۛ

پہلے خیر اندیش سے مراد اُن شخصوں و اقوام کی تائید یا نفی، معنی میں اسی قسم کی تائید نہیں کہتے تھے، پڑھانے والے میں ہی تائید نہیں کرتا تھے، انصاف یہ کہ اسی قسم کی تائید یا نفی داخل نہیں انصاف یہ ہے، اگر وہ باطن میں ان شخصوں و اقوام کی تائید سے گزر کر عوام و فتنوں کی تائید ہی، حق تائید کا جو بیج گئی۔

شعاع فتنوں علم کتب پیدا ہوا؟ پیدا ہونے کے سبب کیا تھے؟ اس میں ہم بعد کے کسی طرح جدید ہیں اور ترقیوں جو ہیں، ان کے مشاہیر کر رہی گئی تھے، اور غیر وہ غیر۔

۱۹۴۵ء میں مدرسہ عالیہ کلکتہ کے انصاف کیسٹ نے حدیث اربعہ کی تکمیل جماعتوں میں عام تائید کے ساتھ علم حدیث اور علم فقہ کی تائید کو بھی انصاف میں داخل کرنے کی سفارش کی تھی، مگر تقسیم ہند کے بعد مسئلہ ۱۹۴۵ء میں مدرسہ عالیہ دہلی میں اس سفارش پر عمل نہ آ سکا، چونکہ حال تک مدرسہ میں دوسرے ہندو فرقہ کے ساتھ تائید علم حدیث اور تائید علم فقہ کے یکپہلوں (تقریباً) بھی فقیر سے متعلق رہی، طلبہ کی آسانی کا خاطر فقیر نے مختصر دور مختصر دور سالے (ترجمہ کے) (۱) تائید علم حدیث اور تائید علم فقہ۔

پیارے سرگراہی میں چھپ چکا ہے، لفظ الحمد للہ مقبول ہے۔ دوسرے سال کے پہلوں کرنے کی اثر تھانے نے اپ تو فیض رحمت فرماتا ہے۔

تمنا ہے کہ انشاء اس کو بھی مقبول فرمائے اور ہمارے عزیز طلبہ اس سے فائدہ اٹھائیں، اللہ کرے اعلیٰ علم حضرت کے نزدیک بھی یہ رسالہ حسن قبول کا اجر حاصل کرے۔ آمین۔

ستید محمد عظیم الاحسان

(دعا - ۵ شعبان ۱۳۸۵ھ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على  
سيدنا محمد سید المرسلین وآلہ و صحابہ اجمعین

عقائد اور اعمال، انفرادی و اجتماعی کے ایک خاص نظام جیسا کہ "اسلام" ہے، جس کے اصول، قوانین اور حدود و تکالیف کتاب النسخہ کی اور ان کا تشريح و توضیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے فرمادے۔

قرآن مجید جن کے لئے یہ امت ہے، اس کی افادہ کی حیثیت قیامت تک کے لئے نیکان ہے، اسادہ تہذیب و تمدن ہو یا رگین، فرد میں مختصر ہوں یا مادہ، ہر حال میں یہ کتاب "ہدای للعلمین" ہے۔

عہد نبوی میں اسلام کو نہ عرب تک محدود تھا، عرب کی معاشرت سادہ تھی، ہر فرد میں محدود تھیں، مسائل و مسائل مختصر تھے اس لئے اس کے نظام جیسا کہ جہانگیر کو اس طرح بھی کہتے ہیں، اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ہر زمانہ کی وقتی ضروریات کے لئے اصولی فہم وادراک رکھنے والا شخص بھی اس قانون سے فائدہ اٹھا سکے۔

عہد صحابہ و تابعین میں جب اسلام کی حد دو بہت بڑھ گئیں، قیصر و گورنری کی حکومتیں اسلام کے زیر نگیں ہو گئیں، یورپ میں انڈس تک، افریقہ میں مصر و شمالی افریقہ تک اور قسطنطنیہ اور شام اور سندھ تک اسلام پھیل گیا تو اسلام کو نئے نئے مسائل، نئی تہذیب اور نئی معاشرتوں سے سامنا کرنا پڑا۔ مسائل اور وقت کی نئی نئی تہذیبیں پیدا ہو گئیں تو تابعین کے دور عہد میں علماء احکام کی ایک جماعت نے کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر اس کے معنی و مقصد کو اور حدود و مطلقانہ ایک ایسا ضابطہ حیات مرتب کرنا چاہا جو ہر حال میں ہر زمانہ کی ضرورتوں اور ہر ملک کا عملی ہو، اس طرح تابعین کے عہد اخیر میں ایک نئے علم کی تدوین شروع ہوئی جو مکمل ہونے پر علم الفقہ کہلائی۔

اسلامی فقہ کے ماخذ ہیں :-

**فقہ کے ماخذ** (۱) کتاب اللہ (۲) احادیث نبویہ (۳) کتاب دست کی مدد میں فقہائے صحابہ اور فقہائے تابعین کی اجتہادی رائیں۔

**کتاب اللہ** قرآن مجید کی آیات اور مسود قول کا تہذیب نبوی کے بعد وصال نبوی کے قریب تک بعد تک ہر تار و پود بتدریج میں محفوظ کر کے اور غفلان کی آیتیں زیادہ نازل ہوئیں، پھر احکام کی آیتیں نازل ہوئیں، جن کا تہذیب و تمدن اور کچھ مسائل واقعات کے جواب میں ہونے لگے جو اسلامی جماعت میں پیدا ہوئے۔

احکام قرآنی پر معروضہ احکام صلی اللہ علیہ وسلم خود عمل فرماتے، صحابہ کو اس کا حکم دیتے، اس کی تہذیب و تمدن فرماتے۔ اسی کی روشنی میں لوگوں کے سوالات کا جواب دیتے اور مسائل پر جواب دیتے۔ نزول احکام میں قلت تکلیف اور عدم حرج خاص طور پر ملحوظ رکھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ میں اس کو ملحوظ رکھتے۔

قرآن مجید میں بعض دفعہ وضاحت کے واسطے میں جو آیتیں آئی ہیں ان سے جو احکام مستنبط ہوتے ہیں ان کے علاوہ خاص حکام کی آخوری کی تصدیق و تائید یا تنسیخ یا تحریف سے یہ احکام دروغ و بطلان پر مشتمل ہیں۔

(اول) حقوق اللہ سے متعلق احکام ان کی دو قسمیں ہیں :-

(الف) وہ احکام جن کا تعلق صرف ایک انسان اور اس کے پادشاہ یا گورنر سے ہے جیسے نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ عبادات ہیں۔

(ب) وہ احکام جن کا تعلق صرف اگرچہ ایک انسان اور اس کے پادشاہ یا گورنر کے ساتھ ہے لیکن میں اس ایک انسان کے علاوہ دیگر

اور میں کوئی کسی طرح تعلق یا اجالہ ہے جیسے ذکوۃ صدقات بجاؤ وغیرہ۔

دوم۔ حقوق عہدہ سے متعلق احکام، ان کی تین قسمیں ہیں۔

دفعہ (ا) احکام متعلقہ قوانین استقلالیہ خاوان، جیسے نکاح اور وراثت وغیرہ۔

(ب) احکام متعلقہ قوانین معاملات باہمی، جیسے بیع و اجارہ اور ہبہ وغیرہ

(ج) احکام متعلقہ قوانین معاملات تعزیری سیاست ملک جیسے حدود، قہاص، سیاسی معاہدات، جزیرہ اور ضد اعداء سے تعلق رکھنے والے مسائل۔

**احادیث نبویہ** قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض اعدا کی ہے طریقہ اور طرز عمل کی پیروی لازم کی۔

دوین کے مسئلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ ارشادات اور احادیث کے تمام اعمال و امالی کی پیروی کی گئی ہے۔ صحابہ کرام و محدثین پر حضور کے دینی احادیث و عمل کے مطابق اپنی اپنی زندگی بسر کرنے کی کاوش کر رہے تھے۔

چند نمونوں میں عام طور پر احکام میں فرض، واجب، حرام و مکروہ، مستحب اور مباح کی قسمیں ہیں ان میں جتنی قسمیں، جو حقین وہ بہت کم، صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کوئی سنت یا اس طرح کر کے دیکھتے، کرتے، شہادت و خبر کر کے دیکھا تو انہی طرح وضو کرنا، لباس کے پانے کی ضرورت نہیں سمجھتے، نہ افعال و امور میں کوئی چیزیں فرض ہیں؟ کیا مسنون ہیں اور کتنی مستحب ہیں، صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل میں کم ہی پوچھتے تھے البتہ کوئی واقعہ ہوتا یا ضرورت سمجھتے تو پوچھ لیتے تھے جس کی تعداد مختصر ہے بلکہ ان سے اس قدر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کی خود ہی ہدایت فرمادیتے تھے جو روح انسان کی ہدایت کے لئے اہم اور ضروری تھیں۔

**صحابہ اور تابعین کے اجتہادی فتاویٰ** حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کے کچھ ہی قبل مسئلہ میں حضرت سعادت رضی اللہ عنہ کو یہی کاغذی بتا کر بھیجا،

پوچھا کہ اس طرح فیصلہ کر دو گے؟ حضرت سعادت رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مگر اب، اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ فرمایا: اگر کتاب اللہ میں نہ ہو؟۔ برہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

پھر فرمایا: اگر سنت رسول میں نہ ہو؟۔ جواب دیا کہ میں اپنی رائے سے اس وقت اجتہاد کروں گا۔ فیصلہ کروں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جواب سے خوش ہوئے۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عامل حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایک طویل زمانہ میں نکھا تھا۔

الضہم الضہم فیما یختلف فی حد رباط معالہم ایہی طرح کہ فیصلہ کروں گا انھوں میں میں جہاں سے دلی میں موجب یلغظ فی القرآن والسنۃ احسن الامثال والاشباہ تردد ہو رہا ہو قرآن و سنت سے وہ بات تم کو معلوم نہ ہوئی ہو، ایسے شریک امور عند ذلک فاعمل الی احبہا موثق پر ملتے جلتے ایک دوسرے سے مشابہت سے ان کو پہچاننا، پھر اس وقت مسائل میں قیاس سے کام لے کر ان کو جواب تم کو اللہ کے نزدیک پسندیدہ انداز میں سے لے کر قریب فکر کے، اس کا اختیار کرو۔

اجتہاد کے معنی یہ ہیں کہ قرآن و حدیث سے حکم شری کے مستنبط ہیں پوری کوشش کی جائے اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ خود فکر و حدیث کی مخصوص حد سے مسائل کا استخراج ہو۔

۲۔ قرآن و حدیث کی مخصوص مسائل پر بعد میں قیاس مسائل کا استخراج ہو۔

حجۃ بن عمرؓ کا مسئلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاں سے، ہونے والا انکال مسائل پر بحث نہیں کرتے تھے۔

و ناست نبوی کے اجر و عہد میں انہیں جب اسٹڈی فرم کرتا  
 کرو وسعت مجھے ملے گی اور ان کا دائرہ وسیع ہونے لگا

تو کہہ لے، وہ حالتِ پیش آنے میں احتیاط اور استغناط کی ضرورت پڑتی تھی۔ در قرآن دوسری بات کے اہل احکام کی تفصیل کی طرف اشارہ ہے، یہ کہ جو عورتیں جو باہر یا شہر کسی نے غلطی سے نماز میں کوئی عمل ترک کر دیا تو یہ محض پیش آؤ کہ نماز ہوئی یا نہیں۔ اس محض کے پیدا ہوجانے کے بعد یہ تو محض نہیں ہوگا کہ نماز میں جس قدر اعمال تھے سب کو فراموش کر دیا جائے، اس لئے حکام کو نصیحت کرنا بڑی گناہ ہے۔ افعال غرضیہ لازم ہیں جن کا ترک نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ یہ افعال واجب ہیں جن کا ترک موجب کبہت ہے اور ایسا مستحب ہیں جن کا ترک موجب عطل نہیں، وغیرہ وغیرہ۔

تقریر کے لئے جو اصول قرار دیئے جاسکتے تھے ان پر تمام صحابہ کا اتفاق نہ ممکن تھا۔ اس لئے مسائل میں اختلاف پیدا ہو گیا۔  
 دو صحابہ کی رائیں مختلف قائم ہو گئیں۔ بہت سے ایسے واقعات بھی پیش آئے، جن کا عہد نبوی پر یہ اور نشان ہی نہ تھا، ایسی  
 حالت میں اہل علم کو استنباط، عمل، النظر، علی نظیر اور قیاس سے کام لینا پڑا۔ ان میں بھی اصول یکساں نہ تھے، اس لئے اختلاف کا  
 سبب بنانا لازمی ہوا۔ خود بعض مسائل میں اہل علم صحابہ کا منہوسم علم بھی مختلف تھا کیونکہ عہد نبوی میں وہی کی تکمیل رفتہ رفتہ ہوئی۔  
 احکام میں جب متوقع تغیر و تبدل بھی ہوتی تھی اور مقام صوبہ، مذکورہ بالا تمام ہونا مشکل تھا، کیونکہ ہر وقت سب ہی موجود نہیں رہتے تھے۔  
 جنہوں نے جیسا مشاہدہ رکھا اسی کو معمول بنالیا، اس وجہ سے بھی اختلافات ماکثر رہے۔

عہد صحابہ و تابعین میں مسائل کے اندر اختلافات آراء کے اسباب حسب ذیل یہ تین امور استغفر اللہ سے معلوم ہوتے ہیں۔

- ۱۔ قرآن و حدیث کے الفاظ کے معانی سمجھنے میں اختلاف۔
- ۲۔ جواب مسئلہ میں بھلا کے مخصوص علم میں اختلاف۔
- ۳۔ فرقہ استنبطیہ طریقی میں اختلاف مسلک۔

انگریزی، مختلف اوقات کے ساتھ غیبی خط و نصیب را شدہ اور اس کے بعد اہل اتمام صحیحہ اور ان کے تلامذہ (تبعین) مختلف نوبی تجدیدوں میں رہے۔ پھر مختلف اسلامی شعروں اور نثریادوں میں آباد ہو گئے۔ دروگوں کو مسماں و دن چلتے لگے۔

[illegible]

اختلافات راشدہ کے بعد ہی مسلمانوں میں سیاسی بنیاد پر غرضی فرقہ بندی شروع ہو گئی اور عام مسلمانوں میں سے نہ وہی اور شیعہ اور متسقل جماعتیں علیحدہ دی گئیں، جن کا مذہبی نقطہ نظر بالکل مختلف تھا۔

اول الذکر کا تو یہ مسئلہ موجود نہ ہو، نہیں، مگر وہ تو قرآن مجید تک ہر جگہ موجود ہیں، خارجی مہم قرآن اور خطیبی کے نازلنے کی ضرورت کو واجب المصلیٰ مانتے تھے۔ اگر یہاں اہل میں شیعہ اس اصول پر کچھ زیادہ متشدد نہیں تھے، مگر بعد میں تشدد ڈھونڈا گیا اور اس نظریہ نے متسقل مذہب کی شکل اختیار کر لی، جس کی تفصیل آگے کہنے لگی۔

دینی آئینہ کے دینی دور میں، ہم علماء اسلام میں بھی دو جماعتیں ہوئیں، ایک اہل الحدیث کی جو موت تھی جو صرف ظاہر حدیث پر عمل ضروری جانتی تھی، دوسرے درجہ اس سے مساوی پر غور و فکر ان کے نزدیک مذہب تھا، دوسری جماعت اہل السنۃ کی تھی جو قرآن و حدیث کے ساتھ، روایت پر عمل ضروری جانتی تھی، پہلی جماعت ایسے مسلمانوں میں جو خلافت میں راق نہیں ہوئے، خود بخود کو مذہب جانتی تھی، دوسری جماعت محل واسباب کے تحت تفریع مساوی متوجہ کی طرف متوجہ تھی۔

ابن حبان اکثر اہل الحدیث تھے اور اہل العراق اکثر اہل السنۃ تھے۔ حجازیوں میں امام اہل السنۃ اور مدینہ اہل السنۃ نے زیادہ شہرت حاصل کی، اور عراقیوں میں ابراہیم غفرلہ کے زمانے کے شاگرد حاد بن ابی سلیمان (اس کا نام جو حنیفہ) زیادہ مشہور ہوئے۔ پہلی صدی کے اخیر میں روایت احادیث کی کثرت اور وضعیوں کے فتنے نے بھی مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر دیا۔ اس فتنے میں اباحات کے ضابطہ جو جانے کا خوف تھا کہ میں دقت پر حضرت عمر بن عبد العزیز رضوی طیف نے عربوں حدیث کا نثران جاری کیسے حدیث کے تحفظ کا سامان کر دیا۔

دوسری صدی کے شروع میں اہل الحدیث اور اہل السنۃ کے فزولی اختلافات نے فقہ میں بھی دو زمرے پیدا کر دی کہ :- حدیث فقہا اسلام کی اصل اور قرآن کی ترجمہ یا نہیں، اگر کہے تو احکام کا کیا طریقہ ہے؟ کثرت احادیث کی وجہ سے احادیث مختلفہ میں ترجیح کی رویت میں اختلاف قیاس، واسطۃ اور استحکام سے استخراج مسائل کے جواز میں اختلاف اجتماع کے اصل ہونے میں اختلاف۔

اور انہی کے سینوں سے حکما کی کیفیت اور حیثیت میں اختلاف، غرض دوسری صدی کا درجہ اولیٰ و زمانہ تھا کہ مسائل اور ان کے اصول اور نثر میں اہل علم مختلف تھے، ابراہیم اور حکام احمد اختلاف سے فائدہ اٹھا کر فقہا سے اپنی غرض کے مطابق جہر اٹھا لینے لگے تھے۔ عام مسلمانوں نے ان کے مختلف فیصلوں کی وجہ سے سخت پریشان تھے، ان کے سامنے مسائل کی محض شکل بھی نہیں تھی تو مسائل کی وسعت آگے تدریج قوانین احکام کی متضام تھی، اس لئے غرض تحفظ اسلام سخت ضرورت تھی کہ فقہ کو اصول فقہ کی باضابطہ تدوین کی جائے۔ پیرائشہ و مسائل کے ساتھ پیدا ہونے والے مسائل مساوی کی تطبیق و تحقیق کی جائے، اصول اور ضوابط تعبیر میں یکے کا بائیں۔

آخر کی بحث ازل پر نام الاثر مروج الاثر ابو حنیفہ، امام اصحاب سے پہلے انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ اللہ عز و جل کے خلاف کے بعد ہی وہ ایسے نامزد کی ایک جماعت کے سامنے تدریج فقہی رنگ گئے، اس طرح انہوں نے ایک عظیم الشان دینی خدمت انجام دی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ان کے ابو حنیفہ کہلاتے ہیں :-

لقد زان ابتلاء ومن جلبها	احام المسلمین ابو حنیفہ
بانتار و فقه فی حدیث	کلیات الزمر علیہ العیون
انہ فی الشیخین لے نظر ہو	ولامالہ من ولا سکوفہ

امام شافعیؒ کے مشہور شاگرد اور مہذب امام "ہزنی" فرماتے ہیں :-

ابو حنیفہؒ اول من دون علم الفقه وافقوا  
بالتأليف من بين الاحاديث النبوية ويوسيه  
فيلد بالظاهر شرعا للصلوة ثم بآثار العبادات  
ثم المعاملات الى ان ختم الكتاب بالموايد وبقفاة  
في خلاف مالك بن انس وحفاة ابن حزم ودهشيدو

اصلی زندگی میں پیدا ہونے والے واقعات اور عبادت میں کسی باہر شریعت کے دینی فیصلے کا نام فزنی ہے، ایسا باہر مجتہد اور مفتی کہلاتا ہے۔

## اہل افتاء صحابہ و تابعین

اسلام میں اصل فیصلہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا ہے اس لئے اسی شخص کا فیصلہ مستند ہو سکتا ہے جس کے فیصلے کی بنا کتاب اللہ اور سنت نبویؐ پر ہو۔

جدید نبویؐ میں اس اہم خدمت کا تقاضا خود مکرار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ وفات نبویؐ سے پہلے صحابہؓ کی ایک جماعت مشکوٰۃ نبوت سے فیضی پا کر اپنے تحریری اور جہت طبع کی بنا پر اس کام کے لئے باصلاحیت ہو چکی تھی۔ چنانچہ وفات سے پہلے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلوں کی ایازت بعض صحابہؓ کو دی اور اصول فیصلہ کی خود تعلیم بھی فرمادیا۔

جدید نبویؐ کے بعد خلفاء راشدین اور دوسرے اہل افتاء صحابہؓ رضی اللہ عنہم نے اس قدر ہی خدمت کو اپنے ذمہ لیا۔ وہ مجتہدین صحابہؓ ہیں جن کے فتاوے محفوظ ہیں، ایک سوانحی ہیں، ان میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں، ان کی تین قسمیں قرار دی جاسکتی ہیں۔

مکشرین یعنی وہ صحابہؓ ہیں جن سے ہر ایک کے منقول فتووں پر مستعمل ایک ضخیم جلد کی کتاب تیار کی جاسکتی ہے وہ یہ سات صحابہؓ ہیں۔

- |                             |  |
|-----------------------------|--|
| (۱) امیر المومنین حضرت عمرؓ | غنیۃ دوم (صفحہ ۴)  |
| (۲) امیر المومنین حضرت علیؓ | غنیۃ چہارم (صفحہ ۴)  |
| (۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ  | قدیم اسلام طرز و روش رسول اللہؐ سے بہت قریب (صفحہ ۳۲)      |
| (۴) ام المومنین حضرت عائشہؓ | زود رسولؐ صحابیات میں سب سے بڑی غنیۃ (صفحہ ۳۳)             |
| (۵) حضرت زید بن ثابتؓ       | کاتب وحی عبداللہؐ و عبداللہؐ کے جامع قرآن (صفحہ ۳۴)        |
| (۶) حضرت جابر بن عبد اللہؓ  | تفسیر احمد قدیمی اہل مکہ کے علم کا دار و مدار ہے (صفحہ ۳۵) |
| (۷) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ   | حدیث کے بڑے محدث اور مفتی نہایت متورع اور محتاط (صفحہ ۳۶)  |

متوسطین :- وہ صحابہؓ ہیں جن میں سے ہر ایک کے منقول فتووں سے ایک چھوٹی جلد مرتب کی جاسکتی ہے۔ وہ یہ تین صحابہؓ ہیں۔

- |                               |                    |
|-------------------------------|--------------------|
| (۱) خلیفہ رسولؐ حضرت ابو بکرؓ | غنیۃ اول (صفحہ ۳۷) |
|-------------------------------|--------------------|



(۲) ام الرئیس حضرت ام سلمہؓ

(۳) حضرت انسؓ

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ

(۵) دیر الوہین حضرت عثمانؓ

(۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ

(۷) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

(۸) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ

(۹) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

(۱۰) حضرت سلمان فارسیؓ

(۱۱) حضرت بابرؓ

(۱۲) حضرت سادہ بن جبلیؓ

(۱۳) حضرت ابوسعید خدریؓ

(۱۴) حضرت طلحہؓ

(۱۵) حضرت زبیرؓ

(۱۶) حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ

(۱۷) حضرت قرظ بن صبیحؓ

(۱۸) حضرت ابوبکرؓ

(۱۹) حضرت عبادہ بن صامتؓ

(۲۰) حضرت امیر معاویہؓ

مقتضیٰ

ایمن وہ صحابہ جن کے منقول فتویٰ کی تعداد سب سے کم ہے بعضوں سے صرف ایک یا دو نسخے منقول ہیں، ان سب کے نسخوں پر مشتمل ایک چھوٹی سی کتاب بن سکتی ہے، اس کے اسماء یہ ہیں :-

زید بن رسولؓ (۱۲۴)

ناوم رسولؓ دس برس حضور کی خدمت کی۔ (۱۲۵)

آپ سے بکثرت حدیثیں مروی ہیں (۱۲۶)

علیہ السلام (۱۲۷)

عبد بنی کے جامع حدیث زاد صحابہ میں سے تھے (۱۲۸)

سلسلہ بچری میں پیدا ہوئے (۱۲۹)

مکہ میں مسلمان ہوئے مگر شہر میں مدینہ ہجرت کی، خلافت راشدہ میں ہجرو

اور کوفہ کے والی تھے، مدینہ طیبہ سے باہر مکہ میں مقیم رہے (۱۳۰)

مکہ میں عشرہ مبشرہ (۱۳۱)

مبشر باجنہ صاحب فضل صحابی، بڑی عمر پائی (۱۳۲)

افعال کا مشاہیر صحابہ میں سے تھے (۱۳۳)

قبل ہجرت عقیدہ ثنائیہ میں مسلمان ہوئے، ہجرت میں بھی یہی عقیدہ قائم رہا (۱۳۴)

حفاظہ مکرینی میں سے تھے (۱۳۵)

مکہ میں عشرہ مبشرہ (۱۳۶)

• • • (۱۳۷)

• • • (۱۳۸)

شہر میں مسلمان ہوئے (۱۳۹)

غزوہ طائف میں شہید ہوئے (۱۴۰)

افعالی عبد بنی میں تقیہ مدینہ میں تھے، تابعی عصر واد (۱۴۱)

یہ نفع مکہ میں مسلمان ہوئے، دولت بنی امیہ کے بانی (۱۴۲)

ایمن وہ صحابہ جن کے منقول فتویٰ کی تعداد سب سے کم ہے بعضوں سے صرف ایک یا دو نسخے منقول ہیں، ان سب کے نسخوں پر مشتمل ایک چھوٹی سی کتاب بن سکتی ہے، اس کے اسماء یہ ہیں :-

۳۔ حضرت ابوسلمہ خدریؓ

۶۔ حضرت امام حسنؓ

۹۔ ابو مسعودؓ

۱۲۔ ابو طلحہؓ

۱۵۔ ام المومنین صفیہؓ

۱۸۔ اسامہ بن زیدؓ

۲۱۔ قرظہ بن کعبؓ

۲۳۔ ابو السائبؓ

۴۔ حضرت ابوالزبیرؓ

۵۔ سعید بن زیدؓ

۸۔ نعمان بن بشیرؓ

۱۱۔ ابوالویسؓ

۱۳۔ امام عطیہؓ

۱۴۔ ام المومنین ام حبیبہؓ

۲۰۔ البراء بن عازبؓ

۲۳۔ معاذ بن الاسودؓ

۱۔ حضرت ابو الدرداءؓ

۲۔ ابوسعید بن الخدریؓ

۳۔ امام حسینؓ

۱۰۔ ابی بن کعبؓ

۱۳۔ ابو ذرؓ

۱۶۔ ام الرئیس حضرتؓ

۱۹۔ حضرت ابی طالبؓ

۲۲۔ تابعیؓ

۲۵- حضرت جواد <small>علیه السلام</small>	۲۴- حضرت عبید <small>علیه السلام</small>	۲۳- حضرت یحییٰ بن زکریا <small>علیه السلام</small>
۲۸- ابو محمد <small>علیه السلام</small>	۲۶- ابو مرثد <small>علیه السلام</small>	۲۰- ابو رزین <small>علیه السلام</small>
۳۱- امام جنت ابی بکر <small>علیه السلام</small>	۲۷- امام شریک <small>علیه السلام</small>	۲۳- خولانت قریب <small>علیه السلام</small>
۳۳- اسید بن خنیر <small>علیه السلام</small>	۲۵- شنگری قیس <small>علیه السلام</small>	۳۱- حبیب بن مسلم <small>علیه السلام</small>
۳۴- عبداللہ بن امیر <small>علیه السلام</small>	۳۸- خلیفہ بن ابیانی <small>علیه السلام</small>	۳۹- ثمار بن اثال <small>علیه السلام</small>
۳۰- عمار بن اسیر <small>علیه السلام</small>	۴۱- خروین العامر <small>علیه السلام</small>	۳۲- ابو القادریہ السلی <small>علیه السلام</small>
۳۳- امام القدر داد الکبریٰ <small>علیه السلام</small>	۳۳- خلیفہ بن خلیفہ المازنی <small>علیه السلام</small>	۳۵- حکم بن عمرو الغضادی <small>علیه السلام</small>
۳۶- دابہ بن عبداللہ <small>علیه السلام</small>	۳۴- عبداللہ بن جعفر بن شریک <small>علیه السلام</small>	۳۸- محبت بن مالک <small>علیه السلام</small>
۳۹- حکم بن حاتم <small>علیه السلام</small>	۵۰- عبداللہ بن ابی اوی <small>علیه السلام</small>	۵۱- عبداللہ بن سلام <small>علیه السلام</small>
۵۱- عمرو بن حبیر <small>علیه السلام</small>	۵۳- عکاب بن اسیر <small>علیه السلام</small>	۵۳- عثمان بن ابی العامر <small>علیه السلام</small>
۵۵- عبداللہ بن مرثد <small>علیه السلام</small>	۵۶- عبداللہ بن دابہ <small>علیه السلام</small>	۵۴- عقیل بن ابی طالب <small>علیه السلام</small>
۵۸- حاتم بن عمرو <small>علیه السلام</small>	۵۹- ابو قتادہ عبداللہ بن مرثد <small>علیه السلام</small>	۶۰- حمی بن مسلم <small>علیه السلام</small>
۶۱- عبداللہ بن ابی بکر <small>علیه السلام</small>	۶۲- عبدالرحمن بن ابی بکر <small>علیه السلام</small>	۶۳- عاکب بن زید بن عمرو <small>علیه السلام</small>
۶۳- عبداللہ بن عثمان بن مرثد <small>علیه السلام</small>	۶۵- سعد بن معاویہ <small>علیه السلام</small>	۶۶- سعد بن عبادہ <small>علیه السلام</small>
۶۴- ابو حبیب <small>علیه السلام</small>	۶۸- قیس بن مسلم <small>علیه السلام</small>	۶۹- حضرت عبدالرحمن بن سنان <small>علیه السلام</small>
۶۰- سرور بن حبیر <small>علیه السلام</small>	۷۱- سہیل بن سعد السعیدی <small>علیه السلام</small>	۷۲- عمرو بن مقرن <small>علیه السلام</small>
۶۳- سوید بن مقرن <small>علیه السلام</small>	۷۳- معاویہ بن الحکم <small>علیه السلام</small>	۷۵- سہیل بن سہیل <small>علیه السلام</small>
۷۶- ابو خلیفہ بن حبیر <small>علیه السلام</small>	۷۴- مسلمہ بن الحکم <small>علیه السلام</small>	۷۸- زید بن ادم <small>علیه السلام</small>
۷۹- جریر بن عبداللہ الجلی <small>علیه السلام</small>	۸۰- جابر بن مسلم <small>علیه السلام</small>	۸۱- امام المومنین جوریہ <small>علیه السلام</small>
۸۲- حسان بن ثابت <small>علیه السلام</small>	۸۳- حبیب بن اصری <small>علیه السلام</small>	۸۴- قتادہ بن مغویہ <small>علیه السلام</small>
۸۵- عثمان بن مغویہ <small>علیه السلام</small>	۸۶- هم المومنین میرزہ <small>علیه السلام</small>	۸۷- مالک بن الحریث <small>علیه السلام</small>
۸۸- ابوانامہ البلی <small>علیه السلام</small>	۸۹- محمد بن مسلم <small>علیه السلام</small>	۹۰- خباب بن الامت <small>علیه السلام</small>
۹۱- غلام بن الولید <small>علیه السلام</small>	۹۲- حمزہ بن فضیل <small>علیه السلام</small>	۹۳- طارق بن شهاب <small>علیه السلام</small>
۹۳- ظہیر بن علقم <small>علیه السلام</small>	۹۵- داغی بن علقم <small>علیه السلام</small>	۹۶- سید الشاہ قائلہ <small>علیه السلام</small>
۹۷- قاطر بن قیس <small>علیه السلام</small>	۹۸- ہشام بن حکیم <small>علیه السلام</small>	۹۹- حکیم بن عزام <small>علیه السلام</small>
۱۰۰- فرجیل بن اسلم <small>علیه السلام</small>	۱۰۱- امام مسلم <small>علیه السلام</small>	۱۰۲- دحیہ بن خلیفہ <small>علیه السلام</small>
۱۰۳- ثابت بن قیس <small>علیه السلام</small>	۱۰۴- ثوبان <small>علیه السلام</small>	۱۰۵- عقیقہ بن شعیب <small>علیه السلام</small>
۱۰۶- زید بن النخعیب <small>علیه السلام</small>	۱۰۷- رطلیج بن ثابت <small>علیه السلام</small>	۱۰۸- ابو حمید <small>علیه السلام</small>
۱۰۹- ابو اسید <small>علیه السلام</small>	۱۱۰- نضالہ بن جید <small>علیه السلام</small>	۱۱۱- ابو مرثد بن اوس <small>علیه السلام</small>
۱۱۲- زینب بنت ام سلمہ <small>علیه السلام</small>	۱۱۳- عقب بن مسعود <small>علیه السلام</small>	۱۱۴- ایلان حوزی <small>علیه السلام</small>



جیسا رضی اللہ عنہ نبی زندگی کا آخری حصہ مکہ میں گزارا۔ یہاں کے لوگ ان کے علم سے بہت زیادہ مستفیض ہوئے، تاہمیں جو سے یہ بدلوں کے شہر رائل تھائی تھے۔

۱۔ حضرت مجاہد بن جبرؓ تفسیر کے بڑے عالم، شاگرد حضرت سعدؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابن عباسؓ (مسئلہ ۱۰)  
۲۔ حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت قرآن، شاگرد حضرت ابن عباسؓ۔ (مسئلہ ۱۱)

۳۔ حضرت عطاء بن ابی یسارؓ، خلافت عمر میں پیدا ہوئے، شاگرد حضرت عائشہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابن عباسؓ، اہل بیتؓ اور جہلہ کے عالم، حافظ حدیث تھے۔ (مسئلہ ۱۲)

۴۔ حضرت عبدالعزیز بن مسلمؓ زہریؓ، حافظ حدیث، شاگرد حضرت جابرؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت سید بن جبرؓ وغیرہ (مسئلہ ۱۳)

**کوفہ** کو فہم دور، اولیٰ شہر حضرت عمرؓ کے حکم سے بناتے ہوئے، صحابہ کی ایک جماعت ان شہر میں آباد ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو کسب، مفتی اور دیرینہ کاتب بھیجا، تقریباً دس سال وہاں رہے۔ تفسیر، علم لغت ان کے علم سے خوب پیرا بنی ماضی کی۔

حضرت علیؓ نے ۳۵ھ سے ۴۰ھ تک کوفہ اپنا دار الخلافہ بنایا، باب العلم سے بھی لوگوں نے خوب فیض پایا، ان دونوں کے فائدہ اور پیرانہ لائبریری کے لئے کوفہ سے وہاں ماضی دینی کی بڑی اشاعت ہوئی۔ کوفہ کے مجتہد تابعین کی تعداد کافی تھی۔ ان میں سے چند نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت طلحہ بن نفیسؓ، نفیؓ، فقیہ عراق، عہد نبوی میں پیدا ہوئے، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے روایت کی۔ حضرت ابن مسعودؓ کا جلیل القصب میں سے تھے، طراز و روش میں ان سے بہت متاثر۔ (مسئلہ ۱۴)

۲۔ حضرت سرور بن ابی الجراحؓ، بڑے عالم و مفتی، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی (مسئلہ ۱۵)  
۳۔ جبید بن عمروؓ السمانیؓ، عہد نبوی میں مسلمان ہوئے مگر زیادت بخیر نہ آئی۔ حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کے شاگرد تھے اور بڑے عالم اور مفتی تھے۔ (مسئلہ ۱۶)

۴۔ حضرت اسود بن یزیدؓ، علم کا عالم، کوفہ، شاگرد حضرت سعدؓ اور حضرت ابن مسعودؓ، حضرت طلحہؓ کے پیچھے تھے (مسئلہ ۱۷)  
۵۔ شریح بن الحادؓ، الکندی قاضی کوفہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے خلیفہ دوم کے زمانے میں کوفہ کے قاضی ہوئے اور مسلسل ساٹھ برس قاضی رہے، شاگرد حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ۔ (مسئلہ ۱۸)

۶۔ ابراہیم بن یزیدؓ، فقیہ عراق، شاگرد طلحہؓ و سرورؓ، حضرت ابن مسعودؓ کے علم کے بہت بڑے عالم، اس میں ابی سلیمانؓ، فقیہ کے شیخ۔ (مسئلہ ۱۹)

۷۔ حضرت سید بن جبیرؓ، شاگرد حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ، عراق کے مسلم فقیہ۔ (مسئلہ ۲۰)  
۸۔ حضرت عمرو بن شریحؓ، طائفة التابعین، شاگرد حضرت علیؓ، حضرت جبریرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت عمرؓ (مسئلہ ۲۱)

۹۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی یزیدؓ، فقیہ، شاگرد حضرت علیؓ (مسئلہ ۲۲)  
۱۰۔ حضرت عامر الشعمیؓ، فقیہ، شاگرد علیؓ وغیرہ (مسئلہ ۲۳)

۱۱۔ حضرت حارث بن ابی سلیمانؓ، فقیہ عراق، استاد امام ابی حنیفہؓ (مسئلہ ۲۴)



# تاریخ تدوین فقہ

دوسری صدی کے ربع دوم سے جیسا کہ اگلی بیانی ہو چکا تدوین فقہ کی ابتدا اپنی ۱۲۱ اس وقت مصاب تک فقہ اسلامی کریم تین دور پر تقسیم کر سکتے ہیں۔

**پہلا دور۔ دور تدوین واجتہاد** اس دور میں امام ابو حنیفہؒ نے ضابطہ تدوین فقہ کی ابتداء کی اور اپنی امت میں اس کی تکمیل بھی کر دی، جس کی تفصیل آگے ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے بعد دوسرے ائمہ فقہ نے بھی اپنی فقہ واد کی، مسائل پر مستقل کتابیں لکھیں۔

اس دور کے چند مخصوص مصائب تھے، ان کی فقہی سیاست استغنیہ کی، امت کی بڑی بڑی جماعتوں نے اس کا مدد فقہ کی پروردی شروع کر دی۔ فضاۃ ان کی فقہ کے مطابق فیصلے کرنے لگے، عام خاص ائمہ کی تقلید کرنے لگے۔ اگرچہ سلسلہ اجتہاد عام طور پر جاری تھا۔ اس دور کے مخصوص ائمہ کے اہل اجتہاد مشہور و نامور بھی ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے اساتذہ کی فقہ کی اشاعت کی اس پر کتابیں لکھیں، ان کے آثار کی تشریح کی، ان کے اصول پر مسائل کی تخریج کی اصول فقہ کی تدوین بھی اسی دور میں ہوئی۔ یہ دور دوسری صدی کے ربع دوم سے شروع ہو کر تیسری صدی کے آخر میں ختم ہوا۔

**دوسرا دور۔ دور تکمیل و تقلید** اس دور میں تقلید عام ہو گئی۔ پہلے دور کے مخصوص ائمہ کی فقہ بڑی بڑی کتابیں لکھی گئیں، کثرت سے فقہی مسائل پیدا ہوئے، ان کی تخریج کی گئی، اس دور میں اجتہاد کو درج تخریج تک منحصر کر دیا گیا، مخصوص زمانہ کے فقہاء کا براہ نمہ پیدا ہوئے اس دور میں مسائل کی تحقیق میں جلدی کی خوب گرم باز آئی، یہ دور چوتھی صدی سے شروع ہو کر ساتویں صدی تک رہا۔

**تیسرا دور۔ دور تقلید محض** اس دور میں اجتہاد کا سلسلہ تقریباً بند کر دیا، خاص سبب مخصوص ناہیب کے منقلد ہو گئے، ہر مسئلہ میں دہیادوں اور دہ دہم کے ائمہ کی تلاش ہونے لگی۔ یہ دور ساتویں صدی کے بعد سے شروع ہوا اور آج تک قائم ہے۔

## پہلا دور

### دور تدوین فقہ واجتہاد

دوسری صدی کا ربع اول ختم ہو چکا تھا، اسلامی دنیا کی تہذیب و تمدن میں خود بڑی دست پیدا ہو چکی تھی، مسلمان اسلام کو دنیا کی مختلف اقوام کی تہذیب و تمدن اور علوم سے سابقہ بڑھاتا تھا، نئے نئے حالات اور اسلامی پیدا ہو چکے تھے، ساتھ ہی خود مسلمانوں کے نظریہ اجتہاد اور اصولی و فروعی مسائل میں غیر منظم اختلاف روز بروز بڑھتا ہی جا رہا تھا، ایسے پر آشکارہ اور برے ہوئے حالات میں امام ابو حنیفہؒ کو سب سے پہلے فقہ اسلامی کی تدوین کا خیال پیدا ہوا اور وہ اپنا علم کی ایک جماعت کے ساتھ اس طرف متوجہ ہوئے۔ اس وقت سے یہ دور شروع ہوتا ہے، اس دور میں اجتہاد عام تھا، یہ دور تیسری صدی کے اقسام پر ختم ہوتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ ائمہ انہام اور حیدر کثرت، نظام بن تات بن زوقی ان لواصب، ابو حنیفہ واصل مرزبان بنی ریس شہر تھے۔

ذوہدیٰ حضرت علیؓ میں دولت اسلام سے شرف ہوئے۔ اسلامی نام نہان پڑا۔ بیٹے وطن سے ہجرت کی، اسلامی حکومت کے ازالہ و لغو کو نہ دیکھے، بارگاہِ عسوی میں ماضی کی وی، وطن کا تحفظ، "خالدو" "نڈرگڈا" اور اپنے نہایت کس نہی کے ثابت کرنے کے دیا جا چکی۔ بابِ علم شاہِ ولایت علیؓ کو تھی نہ اس کے غیر دی گئے۔

"ثابت رہے ہوئے تو انہوں نے غزوات کی شریعت کی، ہام برس کی غزبیں کر رہے تھے۔ شہت بابر کے نوزیر عطا کا، دلیا کے ام رنجان رکھا، پڑے ہوئے تو، پ کی کجانت کو ترقی دی، جہو جہو کا دھولے اند کو میں قائم گئیں، اسٹے بڑی حریت اور برکت دی، آخر تک بڑی دولت کے مالک رہے، اپنے علمی کمالات کی وجہ سے، ام عظم کہلائے۔

نام ابوحنیفہ، تقریباً وہ یا تیرہ سال کے تھے کہ حضرت انسؓ خادم رسولؐ می اند علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، بکر ان سے حدیث نہیں کہتی تھے۔

سزا سال کی عمر ہوئی تو تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ جناب ذہن نے عقد مذہبی و ہمت کے خیال سے علم کلام کی طرف مائل کرنا بہت جلد اس میں کافی و غصہ حیات حاصل کر لی، اسی زمانے میں قرآن مجید پر بھی امام کو کافی عبور حاصل ہو گیا، پھر اس کو دیکھتے ہوئے علمی دنیا میں فقہ کو سب سے زیادہ، ہمت حاصل ہے، و حرم اور سکونت سب کو اس کی ضرورت ہے، دین اور دنیا کی حاجتیں اس سے وابستہ ہیں، حضرت قرآن مجید اور بڑے علم و خدمت میں فقہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

کہ امام اسدی خیر تھا، حضرت قرآن کے حکم سے آباد ہوا، تقریباً تیرہ ہزار صحابہؓ وہیں آکر رہے جس میں چوبیس بیٹے تھے، ناموں میں سے حضرت جبرائیلؑ، مسور رضی اللہ عنہ کو کوڑ کا علم سیکھا بھیجا تھا۔

تقریباً دس برس تک اپنی کوفہ کے مسخیر رہے، ساری فقہ اور حدیث کا جو جائزہ لیا تھا، خلیفہ چہارم، ۱۔ مدینہ العلم حضرت علیؓ کے کوڑ کا دارالافتاء بنا، اس سے بھی اپنی کوفہ کی نقلی نسخہ لیا، کوڑ کا عرب و روم کے علمی میں داخل تھا، وہاں مختلف مذاہب تھے جو تھیں اس لئے وہاں تھے نہ کسی کی تحقیق ہوئی نہ کتنی تھیں۔

حضرت علیؓ اور حضرت انسؓ مسور رضی اللہ عنہ کے علوم و فنون بالواسطہ حضرت ابوہریرہؓ علیؓ کو پہنچے گو یا کوفہ میں وہ ان دو بزرگوں کی زبان تھے، امام ابوہریرہؓ علیؓ کی جانشینی، حضرت جابر بن اسمانؓ کو ملی، وہ مسکن کھنکی کے محافظ تھے۔

ابوہریرہؓ نے غالباً سترہ برس امام جبرائیلؑ کے دور میں کوفہ میں حاضر ہوئے، اس زمانے میں جبرائیلؑ دیکھ کر تو بے شرمعا شروع کیا امام ابوہریرہؓ اپنی جوت فہم، ذہن و صلاح و قوت حفظ کی وجہ سے ہمیشہ اپنے اقراں پر سب سے ناز رہے، بہت جلد انہوں نے تکمیل کر لی، پھر ایک مجلس میں سالانہ مجلس تک، تیار نہ رہے، اس وقت تعلق استغاثہ قائم تھا، اس میں میں بحث و من، تحقیق و ایمان کا سلسلہ جاریہ تھا، امام ابوہریرہؓ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ علم حدیث کی تکمیل کے بغیر فقہ کی تہمید اقصیٰ جس کی اس کو طلب ملی، انکس نہیں، زمانہ تحصیل فقہ میں علم حدیث کی قوت بھی تھی، اور کہ کہ گزشتہ کوشش سے حدیث پائیں، بسلا، تجارت بصرہ، نام اور دوسرے سکون میں بھی جایا کرتا تھا، وہاں کے مشائخِ حدیث سے حدیثیں سنیں۔

آج درازات کہنے میں، شریفین بھی تشریف لگے، اعدوان کے شاہراہ سے بھی حدیث کی مصلحت کی۔

ابوالمیاس نے امام ابوہریرہؓ کے زوفے و مشایخِ حدیث کے نام لکھے ہیں، ابوحنیفہؓ کے بار بار مشائخ سے علم العنصین میں امام صاحب کے مشائخِ حدیث کی طرح خبر مت دی ہے جس میں میں سے زیادہ نام ہیں، غیرات الحسان میں ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔

لے نام توفیہ، امام نے یہ کہہ کر کہ جہاں میں رہی سے میں صحابہؓ کا زوفہ میں تھا، جہاں سے انہوں نے علم میں لیا، امام صاحب نے انہیں لکھے۔







تھی، لیکن بعد میں جو حالت منتظر ہو گئی۔

کوڑے کوئی گزرتا نہ ہوئی، امام زید کا کام مشعلہ میں شہید ہو گئے۔

امام ابو حنیفہ اگرچہ ان کے ساتھ علی الاعلان شریک نہیں ہوئے لیکن مال عدت کے دوران باقی جو دفعہ کا اہتمام فرمایا۔  
آدم زید کی شہادت کے بعد اموی حکام کی نظر میں امام ابو حنیفہ چڑھ گئے، کھیلنے نہ دیکھی، کوڑے نہ دیئے۔ اسی وقت معتبر لہجہ کے بعض افراد پر مشتمل کمیٹی  
اسی زمانہ میں عباسی حکومت نے بھی اندر چکر لگائے، شام کا آخری اموی حکمران، خوارزم، اس نے کوڑا گزرتا رہی، مگر وہ کھڑا رہا۔  
ابن ہشام نے کوڑے کے بہت سے فقہاء کو لڑی لڑی علیحدہ میں دیکھا، اپنا منہ انہماں کیا، اب اس نے اسی حکمت علی سے امام ابو حنیفہ کو اپنا  
بٹانا پایا، امام کے سلسلے میں منشی کا جہاد اور افسر خزانہ کا منصب رکھا۔

امام صاحب پہلے ہی اس سے ناوش تھے، پھر یہ خیال آتے ہوئے کہ بعضی کے منہ میں یہ کہ حکومت کے مسئلہ سے خلافت احکام کی دو تائید  
کریں اور افسر خزانہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سمیت المال کا بیجا خرچہ کرے، جو انہوں نے ان عہدوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

حکومت کو یہ بات نہ لگے، امام کو جیل کی سزا دی، کوڑے لگوائے، سرگرم صاحب متفقہ اتفاق سے، بعد از خیر و بدیئے گئے، جو بھرتے کے بعد  
مشعلہ میں امام صاحب حرمین شریفین روانہ ہو گئے اور مستقل دو سال وہاں رہے۔ وہاں بھی دروس و اخذ کا سلسلہ جاری رہا۔

امام صاحب کے معاصر مشہور فقیہ امام زہری کے شاگرد ہیں، زیادہ تر مکی میں خود میرزا محمد بن زکریا بن زکریا  
کوڑے، ابو حنیفہ کے طریق میں پاکر شیعوں اور اہل حق و تعصبات کے علم سے فائدہ اٹھاؤ، ایسا ہی میرزا بن زکریا کا حرام و حلال

کے ایسے علم کو پھر نہ یاد آئے، اگر کہہ لیں تو کھود یا تو علم کی بہت بڑی تعداد کو گمراہ کیا، (امامی صفحہ ۲)  
فقہانہ کتب کا یہ ہے :-

”ابو حنیفہ حرم کرب میں بیٹھے ہوئے تھے، اور اگر غفلت کا جوہر تھا، ہر ملک اور برکت نہ کہے، لوگ مسائل پر پہنچتے تھے، امام صاحب  
سب کو جواب دیتے اور فراموشی نہ جانتے تھے۔“ (امامی صفحہ ۳)

عرف حوالہ ہیں بلکہ امام صاحب کے اور گرامر مسائل پر پوچھنے والے ہر ملک کے خواص اہل عرب بہت تھے، بعد از ان کے بعد کہ فرماتے ہیں :-  
”اہل بیت ایسا حنیفہ جہاں سانی المسجید، الحوام و یفقی

اہل اشرق والمغرب والنامین یومضون“ اس میں مشرق و مغرب کے لوگوں کو فہم نہ رہا، اس سے پہلے ہی کہ وہ زمانہ صاحب  
یعنی الفقہاء الکبار وخیار الناس حضور و دوق، لوگ کے یعنی بڑے بڑے فقہاء اور اچھے اچھے لوگ اس مجلس

میں موجود رہتے تھے۔  
حرمین شریفین میں ہر ملک مختلف کے مختلف خیال علماء سے ملائی ملاقات ہوتی رہتی تھی، علمی مجلسیں تھیں، بناوڑ حلال کا عہدہ

موقوف نہ، مختلف طرز کے ملاقات، ضروریات اور مسائل سے بھی واقفیت ہوتی، اسی زمانہ میں امام صاحب کے اہل عرب تین فقہ کا جو نام  
پہلے فقہاء اہل تاریخ ہو گیا۔

نہ مفرد دوسرے، دکان مشعلہ ۵، راقب بنی مشعلہ میں ہے، کان میں کی کلمہ دیکھو مشعلہ یعنی امام زید کی شہادت کا جب امام  
ابو حنیفہ کو گزرتے ہوئے گئے کان میں امام زید کے مشعل امام ابو حنیفہ کا یہ فتویٰ درج ہے۔

خود وجہ بصر ہی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید کا سر وقت ان کے اہل و عیال و اولاد کے درمیان میں  
و سلم موم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ در میں شریعت نبوی کے مشابہ ہے۔



منصور نے جل کی مزا دی، کورے گوائے مگڑا نام راضی نہ ہوئے۔ جیل میں بھی امام کی علی مشغولیت یعنی خدمتِ دینی و اخلاقی جاری رہی۔ جب منصور کی کوئی نہ بیکارگز نہ ہوئی اور امام صاحب کی طرف سے برہمنی بڑھتی گئی تو آٹوری خفیت میرے کی کہ بے جبری میں نہ ہر لو اور باغیہ ہر نے فرمایا، باغیہ فرشتے میں امام ابو حنیفہؒ بحالت سجود واصل ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

امام ابو حنیفہؒ کے انتقال کی خبر سامنے نہیں پھیل گئی، تمام شہر اندر آیا جس میں عار و فاضی شہر نے قتل دیا، چھ بار عزا دی کہ غازی بھی بل پچاس ہزار آدمیوں کا تھا۔ جس میں ملک ملک کے قہر کے پاس آئے تھے والی کی بھیڑ رہی، بغداد میں مقبرہ و غیرہ ان آخری خواب کا ہی۔

امام ابو حنیفہؒ اپنی ندرت و پائنت و عظمت علی قوت اندھی و اخلاق کالات کے ساتھ ساتھ پائنت و جود و مہربانی اور قہر و خشیت پر عورت پڑی، نہ ہر و تھری اور امانت الی اللہ میں ان کا من حصہ تھا۔ مستقل نرانا اور غی کرتے، ذکر و عبادت میں ان کو پرامن و آتھا۔ رہے ذوق و شوق سے ادا کرتے تھے۔ اس باب میں ان کی شہرت ضرب المثل تھی۔

مشہور حدیث ذہبی کا یہ ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کی تہجد اور شب بیدار کے واقعات میں کثرت سے بیان کئے گئے ہیں کہ وہ حرق و زکوٰۃ پہنچے ہیں و شب بیداری اور اس کے قیام کی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کو لوگ دہر (سجنا کہتے ہیں) (مجم ص ۵۷)

(ضمیمہ حاشیہ ص ۱) ان ابائی فی الحکم علی قریب اولیٰ بعد۔ جو کہ پرواہ نہ رہے کہ قریب دیر میں کے خلاف ہر فیصلہ کر دیں۔

منصور نے اس کے جواب میں کہا :-

احکم علی و علی و اللہ دی۔ آپ میرے اور میری اولاد کے خلاف بھی حکم کر سکتے ہیں۔

پھر بھی قاضی مطمئن نہیں ہوئے فرمایا :-

اگنی حشاک۔ اپنے حاشیہ نشینوں اور درباریوں سے میری حفاظت کیجئے۔

منصور نے کہا :-

انعل۔ میں ایسا ہی کروں گا۔

مگر اس قول کا توڑا انکار یہ ہو چکا کہ سب سے پہلا مقدمہ حوائج کے یہاں آنے سے وہ خلیفہ کے غلام کا کسی شخص کے ساتھ عا و عادت کے مطابق اس غلام نے غریب کے بازو کھڑے ہوئے کو اپنی قریب بھی، آگے بڑھا تو قاضی نے اصول عدلیہ کے مطابق تنبیہ کی اور قریب کے مطابق جیسے لوگ کہا، منصور کے غلام نے غصہ پور کر کہا :- اذن شیعہ احمدی توڑ رہا احمدی ہے۔ قاضی خربکے نے کہا :-

قلت ذلک لحوالہ فلیہ فیصل میں نے تو تیرے واسطے یہی کہا تھا کہ میں احمدی ہوں، مجھ کو قاضی نہ بناؤ مگر انہوں نے میری بات نہ مانی۔

پھر حال منصور کو پہنچنے کا کہ قوم کو تنبیہ کرنا اور قاضی صاحب کا اصول عدلیہ کے قیام میں نہ کرنا اور اپنے قول و قرار کا پاس نہ کرنا مگر قاضی صاحب کو درباریوں سے خوف و تادیبی ہوا تھی

فصل ثانیہ (مقتل السعادی ۲۷) قاضی شریک کو لوگوں نے سزا دل کر دیا۔

اور خلیفہ نے بھی اس عدلیہ پر تناید کی مہربنت کر دی۔











اس مجموعہ کی ترتیب اس طرح تھی کہ اول باب تطہارۃ، باب الصلوٰۃ پھر عبادات کے دوسرے ابواب ان کے بعد معاملات و عقربات کے ابواب تھے آخر میں باب المراثت تھا۔

یہ مجموعہ مسند کے قبل مکمل ہو چکا تھا، مگر بعد میں بھی اضافہ ہوتے رہے کیونکہ ہندو جانے پر جیل خانے میں بھی یہ مسند طرہ و رسم دارالامام غفرہ کا نقل امام صاحب کی مجلس سے واپس لایا ہوا، اضافہ کے بعد اس مجموعہ کے مسائل کی تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ گئی حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول ہے۔

حکایت کتب الی حنیفہ وغیرہ کا یہ بقع فیہا میں نہ ام الرضیۃ کی کتابوں کو مستند قرار رکھا، ان میں اضافہ بھی کرتے رہے، ان خاندانوں کو بھی لکھنا کرتا۔

زیادات ناگتھا (موتی مشین) اس مجموعہ نے امام صاحب کے زمانے میں جو نیت حاصل کر لیں بعد از امتداد ہوتے تھے، ساتھ ہی ساتھ مکہ میں اس کی اشاعت ہوتی تھی، اس کے باوجود آج ایک بھی نسخہ موجود نہیں ہے۔

جب یہ مجموعہ مکمل ہو چکا تو امام الرضیۃ نے اپنے شاگرد کو بھیج دیا کہ وہ کسی کو نہ دے، ایک ہفتہ بعد میں ایک ہزار اربعہ علم شاگرد بھیجے ہوئے ہیں جن میں سے وہ گئے جو مجلس تدریس کے رکھنے اور درجہ اجتہاد تک پہنچنے کے تھے، امام صاحب نے انہیں اپنے قریب بٹھایا اور اس طرح تدریس فرمائی :-

”میرے دل کی صورتی کا سارا سرمایہ صرف تم لوگوں کا وجود ہے، تمہاری بیٹیوں میں میرے حزن و غم کے انالے کی خدمت پوشیدہ ہے۔ فقہ (اسلامی قوانین) کی دین تم لوگوں کے لئے کس کس تیار کر چکا ہوں، میں نے تم پر بلائے کے کام بھی کر دیا، چکا ہوں، اب تمہارا جس وقت کی چاہے اس پر سزا ہو سکتے ہو، میں نے ایسا حال پیدا کر دیا ہے کہ کوئی شخص غم کی چیز کو نہ کرے گا اور کسی پر جلیں گے تمہارے ایک ایک نفع کو کوئی ایک ظالم نہ کرے گا، میں نے تمہاری کوئی چیز نہ بھگا دیا اور ہر کار کر دیا، اب خدمت اگر آپ کو تم سب میں کی حفاظت میں میری مدد کرو، تم سب میں سے چالیس آدمی ایسے بھی کہ ان میں سے ہر ایک جیسے تمہاری خدمت کا ذمہ داریاں کو سنبھالنے کی اپنی صلاحیت رکھتا ہے انسان میں دینی آدمی ایسے ہیں جو صرف قاضی ہی نہیں بلکہ خاص طور کی تربیت و تادیب کا کام بھی بخوبی انجام دے سکتے ہیں، میں تم سب لوگوں کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، اور اللہ کا جو حساب تم لوگوں کو لپا ہے اس کی محنت و محلات کا حوالہ دیتا ہوں، میری تمہارے کہ اس شتم کو محکوم ہونے کے لیے دینی سے بچاتے رہنا اور تم میرے کسی کو قضا کی ذمہ داریاں میں مبتلا ہونا پڑے تو میں یہ کہہ دیتا چاہتا ہوں کہ ایسی کمزوریوں کا جو لوگوں کی نگاہوں میں پوشیدہ ہوں، ہاں بوجھ کر اپنے فیصلوں میں غلطی نہ کرو، اگر تمہارے کا اس کا فیصلہ جائز نہ ہوگا، نہ اس کے لئے خدمت قضا حلال ہے، نہ اس کی تخریر و تفسیر مستحب ہے قضا کا عہدہ اسی وقت تک صحیح اور مستحب ہے جب تک کہ قاضی کا نظارہ باطن ایک ہو، اسی قضا کی تخریر و تفسیر حلال ہے، ہر زمان ضرورت کو دیکھ کر اس عہدے کی ذمہ داریوں کو تم میں سے جو قبول کرے میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ نہ اس کی نام خلیق اور اپنے درمیان روک ٹوک کی چیزوں کو خشتہ و زان صاحب وغیرہ کو حائل ہونے نہ دے، پانچ وقت کی نماز مسجد میں پڑھے ہمیشہ لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کو تیار رہے، امام یحییٰ

سہ خوارزمی کا بیان ہے :-

”کما یلے کہ سئل ابی حنیفہ کی تعداد پانچ لاکھ تک پہنچی ہے۔ امام صاحب اور ان کے شاگرد کی کتابیں ہی پڑھا رہی ہیں، ان کے ساتھ جو دینی خاصہ شغل و تادیب کو، حساب ہر وقت اور ہر وقت کے مختلف تھے اس میں بھی وہ اس پر مہر ہیں۔“

قد قبل بلغت مسائل ابی حنیفہ خمس مائۃ الف مسئلۃ وکتاب اصحاب تدلی ذلت مع ما انصرفت علیہ من المسائل النافعة المستقلة علی دلائل القیو والمآلات ما یستغنی عن العلم بالعدیۃ والخبیر والمعاہدۃ ولفظی والصلاب جامع المسائل مقلد

مستحقین کا امیر اگر ظالمین خدا کے ساتھ کسی خدا دے گا اختیار کرے تو اس امام سے قریب ترین ذی حق کا فرض ہو گا اس سے باز پرس کرے۔ (علم الغیبین صفحہ ۵۵ ج ۱) وغیرہ

اس تقریر کے بعد جو کہ غیبی کی اہم حیثیت واضح ہو گئی، ایک میں شہرت عام ہو گئی، لہذا اس کے بعد ظریف منصور نے امام ابو حنیفہ کو تدارک طلب کیا اور فقیرہ اتفاق پیش کیا، مگر امام صاحب نے قبول نہیں کیا جس کی تفصیل گذر چکی۔

خلافت راشدہ میں علی مرتضیٰ خلافت کے دوسرے آزاد شہزادے تھے، ان کے تین بھائی تھے اور خود خلافت کی خواہش کرتے تھے۔ اموی اور عباسی عہد میں تھوڑی سی حد تک ان کے دونوں خصوصیتیں کم ہو چکی تھیں، مگر غیبی امام کے درباروں کے زبانی ان میں آج کو تھا اسی طرح علم و دولت کی رعایت بھی کمتر کی جا چکی تھی جس کا وہ سے انھیں کے فیصلوں میں مبالغہاں اور مکرر ذکر کیا گیا تھا۔

۱۰ حوی حاشیہ الامتیاہ میں لکھتے ہیں :-

وقد صحواں عسوة لیا کثیر اشتغالہ فخلد العصبہ  
ابا الہ رداد و اجتنم الیہ بصلان فخصی الاحد ہما  
نحوالی المقضی الیہ عمرہ فمالہ عن حدیثہ  
فقال قضی عنی فخال لہو کث - انما سکا نہ  
نقضیت لث -

فقال لہ ما منعت عن القضاء  
فقال نہ لیس هناك قصر - والسوائے  
مستورک -

اس میں ہم دونوں برابر ہیں :-

۱۱ فصل فیما بین خلفاء من اهل الراۃ اور بیاد طریقت اور پھر قضی نے فرمایا کہ جسے کھڑا دیاں کے دبا دیوں کے خلاف کیا یا رعایت کی تو  
ذلت کے ساتھ قاضی کی معزلی کے واقعات تقاریر میں میر اور طعناں دھمکے یہاں ہادون الرشید کے مسلسل ملنے سے منصور کے زمانہ میں ذی حق  
شریک کا شہرہ گزر چکا ہے منصور کے بڑے خلیفہ ہدی کی حکومت کا واقعہ ملے۔

عمر کے بعد کافعی سید شہباز حسن کو متفرک، ان کی حالت میں ایک مرتبہ ہدی کے ایک نوبی انیس کے خلاف مقدمہ دائر کیا اور دارالامار  
سے ہدی کا یہ بیجا بیجا۔

۱۲ نظر الی الارض انتی بنا صخر فیکہا فلان التاجر و فلان  
انتاش فاقض بھا لقاۃ - اس مقدمہ میں فیصلہ قائم نہ ہو سکا۔

۱۳ مرنے والی صاحب نے اس فراموشی پر دوا کی کہ جو کچھ ہوا قاضی کے یہاں حق پر ثابت ہوا اس کے جواب کی حق فیصلہ دیا وغیرہ کیا ہوا۔  
۱۴ فضلہ المجدی (دارالکتب صفحہ ۱۰۰)

۱۵ تھے خلفاء ہدی کے داد میں معز کی ذی حق میں کلام ملتے جو نہ کہ جانتا تھا نہ پڑھا ان کے یہ واقعات پڑھا تھا، مزید علم و فاضلی سے  
دانست تھا، مگر وہ پورے معز کا ذی حق تھا، اس مسئلہ میں کہ ہدی کے جسٹس کے لئے مسرت یا اسے بڑا لاکھ تھا جس نے ضروریہ تو عورت ایک مثال  
ہے ورنہ وہ عیسوی کے تقریر میں جو ہے اعتدالی، برقی جاتی تھی اور میں خود غرضی کا مظاہرہ کیا جاتا تھا، ان کی داستان طویل ہے مشہورہ بدعتیہ تحصیل نام  
۱۶ میں خود بھی صحابہ بنی ہاشم یعنی شہباز (سید کافور فرست) ابنا عہد ملتے میں ملاحظہ فرمائیے۔

۱۷ تھے جیسا کہ بعض مصنفات کے فیصلے ادا ہوا ہے بدعتیہ میں ان پر بدعتیہ میں سیرۃ الشہدان (علامہ شہباز) اور امام ابو حنیفہ کی سیاسی  
ذمہ داری (بدعتیہ گیلانی) میں ملاحظہ فرمائیے۔

۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

۱۱۱ بہت حال میں تو ان صاحب نے۔ اس مسئلہ میں غرض کہ جس کی جا دست کوں تھوڑی سی بدعت اور بعض دوسرے بدعت کے چرچے میں برکتیں کی بھر پور ہو چکی ہے۔

پہلی درجہ کا علاج تو مرتبہ ہی تھا کہ خدفا بیچارہ عایشہ بیچوڑی تو لاؤ خدا کا فیصلہ کیا آنا ہی وہی، اور دوسری درجہ کے اصحاب کی صورت یہ تھی کہ کوئی مردوں اسلامی قانون پر جس کے مطابق قاضی فیصلہ کریں، یا کہ غلطیوں کا امکان کم ہو جائے۔

اہل علم و فضل صرف دوسری درجہ کی اصلاح کے ذمہ دار تھے۔ امام ابو حنیفہ کے زمانے میں قضا سے اس خلیفہ کو روکا گیا اور جب اس نے ان قوانین مرتب ہو گئے تو انہوں نے بے شمار دروس کو حیدر قضا قبول کرنے کا اعلان دے دی، بجز علیہ اس بات کی ضمانت ہو کہ خدفا کی طرف سے بے باغ و فراخی اور غلط فہمی، آزادی نہ ہو بلکہ آزاد ہو۔

امام صاحب کے عہد میں آزادی اختیار ہوئی، اس لئے انہیں سلسلہ خود چھو قضا قبول نہیں کیا اور اسی آزادی کی وجہ سے وہ شہادت سری کی سخت سے مرزا ہوئے۔

امام ابو حنیفہ کے عہد میں علی کی آزادی میسر ہوئی، امام صاحب کے تقریباً پچاس سالگروں نے مختلف وقتوں میں چھو قضا قبول کیا اور وہ امام صاحب کے کچھ دفعہ غلطی کے مطابق فیصلہ کرتے گئے۔

ابن ابی الوثیق کے عہد میں امام ابو یوسف قاضی اشفاہ مقرب ہوئے، مملکت حجاز میں مزینہ مشرق ملک قاضیوں کا تہذیبی نام کے ہاتھوں انجام پائے لگا۔

امام ابو حنیفہ کے دوران قضا کا نام فقہ حنفی ہوا جو سارے ملک میں پھیل گئی۔

یعنی بن آدم کا قول ہے۔

فقہی بہ اختلاف و الاشیاء والحکام واستشوعہ والاحوال۔  
فقہاء ائمہ اور حکام ابو حنیفہ کے عہد تو ان میں ہر فیصلہ کرنے لگے در  
بالا غلامی پر عمل قائم ہو گیا۔ (مفتی صاحب ۲۷)

امام ابو حنیفہ کی فقہ کوئی میں جو جس قولی ماحول ہوا وہ قضا میں نہیں، تیسری صدی سے دوسرے اسلام میں کسی کو عام مقبولیت حاصل ہوئے لگی، اس کے بعد وہاں پہلے ہی حکومت ان میں کی اگر عزت کا تہذیب میں دہا، دینا کے اسلام کی روئے قادیان کی جڑ ہے۔  
شیخ محمد برکتی صاحب کیجیہ الامار (۱۳۳۸ھ) سے لکھتے کہ ان کی شافعی روح بخاری (۱۳۳۸ھ) کرتے ہیں۔

خود لکھتے ہیں فقہ حنفی نے اپنے لئے شیعہ اسلام اور اس  
یضا وہ علی نقیہ حتی بعد انہ غلبہ و غلبہ برائے  
الی جو سنا اذ ناب اور سنا ۲۰۰۰ سنہ دہلیہ اولی  
دوسرے سنہ صحتہ اشغلیہ۔ سنہ

اس میں کسی کی محنت کا دل درجہ کی دلیل ہے۔

وہی ناش (۱۳۳۸ھ) دوسری صدی کے قریب ہو جس کی کے فرد میں سمجھتے ہیں۔

الحدیث علی المذنبین (درقات ملک ۷۰) حنفیہ کل مسلموں کے دو نہ سالی ہیں۔

ممکن ہے کہ زیادہ دی ہوں۔ واقعہ امر۔

فقہ حنفی کی مقبولیت کی وجہ سے اس کی چند اہم خصوصیات ہیں۔

۱۔ اس کے مدد کی حکم و معیار پر مبنی اور روایت و روایت کے ساتھ، صولی روایت کے میں مطابق ہیں۔

۲۔ فقہ حنفی دوسری اہم مقبولیت کی نسبت نہایت آسان اور سیریل عمل ہے۔

۳۔ فقہ حنفی کی معاملات کے حصص میں استقامت اور باقاعدگی جو تمدن کے لئے بہت ضروری ہے تمام فقہوں سے زیادہ ہے۔

۴۔ فقہ حنفی نے غیر مسلم رعایا کو نہایت انسانی اور آزادی سے حقوق بخشے، جس سے نظم و ضبط میں بڑی سہولت آتی ہے۔

۵۔ احکام منصرم میں امام ابو حنیفہ نے جو بیسویں فقہ کیا ہے فرمان و نہایت قوی اور مدلل ہوتا ہے۔

ان خصوصیات کی تفصیلات کے لئے سیرۃ النبیان علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ کا ملاحظہ فرمائیے۔

## فقہ حنفی کی حقیقت

سلف میں ملائے امت کی دو قسمیں تھیں، ایک تو حفاظ حدیث کی جنہوں نے احادیث نبویہ کی دعایت اور حفاظت کی اور دوسری قسم فقہاء اسلام کی ہے، جن کے اقوال پر مخلوق میں حقوق کا دار و مدار ہے یہ گروہ استنباط احکام کے ساتھ مخصوص رہا، انہوں نے قرآن مجید و احکام کے تضابط کا اہتمام کیا۔

روایت حدیث میں کامیاب صحابہ نہایت ممتاز تھے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تعالیٰ بقیل روایت کی بنا گیر فرماتے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس پر شہادت طلب کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے حلف لیتے تھے: عنایت را شدہ کہ بعد روایت حدیث کی کثرت ہونے لگی، اس کے تضابط میں اجتہاد و استنباط احکام کا سلسلہ خلیفہ اول سے شروع ہو کر قرآن مجید تک پہنچنے میں یکساں رہا، اہل افتاد صحابہ و تابعین حسب ضرورت استنباط احکام کر سکتے ہیں۔

مشہور تابعی مسروق بن ہاد نے کہا کہ میں نے ان کے علوم کے کچھ ہی بچے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سو روئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اور ان کے جراح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی مسروق رضی اللہ عنہم۔

کود میں علم دین کی اشاعت حضرت طلحہ و حضرت اسود و حضرت عمرو بن زمرجیل اور حضرت شریک جیسے کہ تابعین سے ہوئی اللہ یہ تمام حضرت علی اور حضرت ابن مسروق رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ اس طبقہ کے بعد ان کے کلامنا ابراہیم غنوی، شعبی، ابن جبر و غیرہ ہوئے، ان کے بعد ہارون بن سلیمان، سلیمان بن النعمان (مسند سلیمان بن النعمان)، داود بن عمار بن کرام ہوئے، ان کے بعد شریک (مسند شریک)، محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی، سفیان ثوری (مسند)، امام ابو حنیفہ ہوئے، ان کے بعد اصحاب ابی حنیفہ "مستملات" شخص بن عیاض، ابو یوسف، زفر، ہارون بن حنیفہ، حسن بن زیاد اور محمد رحمہم اللہ علوم کے باعث ہیں، انہی سے اسی روشنی میں فقہ حنفی کا بنیاد پڑا۔ ہم فقہ حنفی کا سلسلہ بصورتہ شجرہ اسی طرح قائم کرتے ہیں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسروق

طلحہ و اسود و عمرو بن زمرجیل مسروق شعبی شریک

ابراہیم غنوی

عمار بن ابی سلیمان

ابو حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ

زفر ابو یوسف حسن بن زیاد محمد بن حسن داؤد بن عمار و امام

اللہ اس سلسلے میں باری کی تعریف و تائید علم حدیث کا ملاحظہ فرمائیے۔

اللہ اعلم بالمواقین رحمہ اللہ

تفصیل مذکور بالا سے معلوم ہو کہ وہیں کا امام ہم جس کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کا برہم ہے کتاب اللہ کے لہجے زمانے میں کیا  
جگہ روایت حدیث قبل مکی جگہ روایت سے لگے روگے جاتے تھے۔

خضارہ راہب کی کارنامہ میں علم کے اہتمام میں ختم ہو گیا تھا سلسلہ برہمہ نام ابو حنیفہ کو مہمپی، بالخصوص باب العلم باب مافیہ و کتب  
مکی حلسا و حکمت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ مہم جو ۲۳ برس کی شخصیت نام اور قرب خاص میں ان دونوں کو بارگاہ نبوت سے براہ راست  
موصول ہوا تھا اور جو آثار نامہ صحابہ کے علوم کا مجموعہ تھا چارہشت تک کہلاتا جس کے سینوں میں سے مہم کو کلام جو حنیفہ کو پہنچا۔ ان کی اور ان  
کے تلامذہ کی کوششوں سے بسنس علم کو دونوں اور ترب کر کے اسلامی شریعت تک ولت کے سلسلے کو دیاجو حق اور ہدایت کی قوت سے  
دیئے اسلام کی عبادات و معاملات کی غرض تو ان اہل عاجزوں کو یاد کرنے اور دینائے اسلام میں پھیلنے کے لئے بنام اور آواز تھا۔  
مہم کے اسی مجرور علم کو امام ابو حنیفہ نے ایک جگہ تاجس کے سینوں میں محفوظ رکھا، حدیث پرکتہ فقہ حنفی ہے، بلاشبہ رفیع  
ایک عالم کے لئے سرمایہ، حال صد لہجے کے معاصرین کے لئے وسیلہ عقلی ہے۔ فللہ الحمد للہ رب العالمین۔

میں بعد طالب نے امام ابو حنیفہ سے یہ حیثیت طالب علم ہستغادر کیا، درجی کو فروعات کی تفریح اللہ ان کے  
جوب کی تفریح میں بطریق عامل تھا، ان میں سب سے زیادہ مشہور یہ چار ہیں۔

۱۔ امام زفرؒ تفریق بدل میں جس کی (وہ وقت سلسلہ) پہلے حدیث پر مکی، پھر امام ابو حنیفہ کے حلقہ میں میں ہو کر قیاس کے  
امام ہوئے۔ دینی کشمکش سے الگ ہو کر دینی زندگی تعلیم و تعلم میں گزار دی (وفات شافعی) جسم شریف لٹا۔

۲۔ امام ابو یوسفؒ ابویوسف نجیب بن ابیہام اندلسی (وفات سلسلہ) پہلے علم حدیث کی تفصیل کی شہساز بن عروہ، ابی حنیفہ  
اور مہم سے حدیث مکی، مشہور حدیث بھی بن مین کا قول ہے کہ اہل الارض میں ابویوسف سب زیادہ

کبر و کرامت اللہ معہم الروایات تھے۔

تفصیل حدیث کے بعد پہلے تاجی ان ابی علی سے فقہ پر مکی پھر امام ابو حنیفہ کے حلقہ میں بیٹھے اور کارنامہ پھر کبر و کرامت ملی  
دراکار بنے۔

امام ابو حنیفہ کے مذہب پر کتابیں لکھیں، مساکی ابی حنیفہ کو روئے میں پڑھایا، عہدی کے عہد میں قاضی ہوئے اور ان دونوں اثرات  
کے مجموعہ میں بڑی قسمت آئی قاضی کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے مشہور میں وفات پائی و قوالے ہیں :-  
ما احکم بقرۃ ابی حنیفہ فقہ نامیل اللہ فیما والاخرا۔ امام ابو حنیفہ دین سے بابرکت تھے کہ ہر ایک کے لئے دنیا اور آخرت دونوں کے  
برکات کی یاد رکھوں دی۔

۳۔ امام محمدؒ عربی فرقہ شیعانی (وفات) انہیں سے تحصیل علم میں لگے، پہلے حدیث پر مکی، پھر امام ابو حنیفہ سے جبکہ وہ بغداد میں  
مستور کی قید میں تھے۔ استفادہ فقہ ضرور کیا۔

امام ابو حنیفہ کا جب انتقال ہو گیا تو امام ابو یوسف سے نقد کی تکمیل کی، امام مالک سے مدد جا کر حدیث پر مکی، امام محمد نبیات و ابن  
اور طبع تھے، تفریق میں ان میں بڑا مسئلہ تھا امام ابو یوسف، ان کے زمانہ میں مرجع امام بن گئے۔

امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تعلیم کا سلسلہ زیادہ تر امام محمد سے قائم ہوا۔ انیس کی کتابیں اس سلسلہ میں زیادہ مشہور ہوئیں۔  
مشہور میں وفات پائی۔ عہد اول میں یہ بھی لکھا جاتا تھا۔

کتاب فقہ میں امام ابو یوسف الشافعی اور امام محمد الشافعی کہلاتے ہیں۔ دونوں کو ملاکر "ھاجہیں" کہا جاتا ہے۔  
امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف، "سختیں" کہے جاتے ہیں امام ابو حنیفہ اور امام محمد "مہم" کہلاتے ہیں، تینوں کو ملا کر "امہ"

لے اور یہی تین پر ملا کر "امہ و امام ابو حنیفہ" ہوتے ہیں۔

مستحق کہتے ہیں۔

۴۔ امام حسنؑ

میں جو زیادہ دلی ہے، اہم ہر خلیفہ سے تحصیلِ فکر، اتحاد، کمال اور عاجزی کے نیکی کی، فقط غرض پر حوصلہ کا میں کہیں  
قیس کے ارٹھنے، گھر و مہرہ کا حق سے۔ مگر میں اس اقبال ہوا۔

فہم حنفی کہیہ دو چاہا کہ میں جس سے یہ مذہب پیچھے نہ رہوں اگرچہ نام اہل حقینہ کی طرف منسوب ہے، مگر یہ حقیقت ہے کہ ان کے نامزد و مخلصوں نے خود راہ چاہا کہ ان کی زبان کا کچھ ہے اور سب پر فہم حنفی کا کھلق ہوتا ہے۔  
 وراقتا و مرد ہے۔

اور المتناہم ہے۔

131 حکم الحنفی بمذاہب الیہ ابو یوسف و ابو حنبلہ  
و انحرہما عن اصحاب الامام غلیس حکما بطلان ذلایہ۔  
اگر کسی فقیہ کو شکی ہو کہ ابو یوسف یا ابو حنبلہ کی حدیثیں صحیح ہیں یا نہیں  
جو حدیثیں ان کے اصحاب نے روایت کی ہیں ان کو حدیثیں کہتے ہیں کہ ان کے خلاف  
نہیں ہوگا۔

پھر لکھتے ہیں :-

۱۸۳ ج ۲  
 ان احوال اصحاب الامام خیر خالجه من مذہبہ۔  
 ۱۸۳ ج ۲  
 ۱۸۳ ج ۲

دور تدوین میں فقہ حنفی کے چند اکابر

- ۱۔ ابوالقاسم بن یزید شاعر و فقیہ، شاگرد امام محمد، نوادر امام محمد کے جامع، امام ایک سے حدیث پر مبنی (وفات سنہ ۲۷۵)  
۲۔ ابن جریر بن عاصم کبیر، شاگرد امام محمد، کتب امام محمد کے تالیفات  
۳۔ بشر بن قبیط رئیس شاعر و امام ابو یوسف، صاحب تصانیف (سنہ ۲۶۸)  
۴۔ بقیری و دیگر کئی شاگرد امام ابو یوسف، کتب امام ابو یوسف کے بعض بزرگوار کے تابعی (سنہ ۲۶۸)  
۵۔ قیس بن ابان بن حنفہ، شاگرد امام محمد امام حسن بن نضر ثقفیہ و محدث (سنہ ۲۷۱)  
۶۔ محمد بن احمد شیع، تابعی بغداد شاگرد امام ابو یوسف و محمد بن زیاد جانی نوادر ابی یوسف و محمد (سنہ ۲۷۲)  
۷۔ محمد بن عثمان بن شاذلی، محمد بن زیاد و محمد بن علی، کتاب الکتاب النصار، کتاب التاج و غیرہ فقہی بحث (وفات سنہ ۲۹۵)  
۸۔ ابویسعی بن یونس بن علی بن ابرو جانی، شاگرد امام محمد و امام احمد و مالکی (سنہ ۳۰۰)  
۹۔ جمال بن یحییٰ بن مسلم الزائغ، وسیع العلم، فقیہ الشافعی، شاگرد امام زفر و امام ابی یوسف، مؤلف کتاب الشرط، احکام  
۱۰۔ وفات (سنہ ۳۰۰)
- ۱۔ احمد بن عمر الخفاف، اپنے والد کے شاگرد تھے احمد بن یزید کے گھرانے میں بستے تھے، مؤلف کتب الفرائض، کتب الجمل، کتاب  
المواصلا، کتاب الشرط، کتاب الوقف، ماہر حساب و فاضل تھے (وفات سنہ ۳۱۵)  
۱۱۔ ابوجعفر اور بن علی مرغان، تابعی مصر شاگرد محمد بن سنان و مؤلف کتاب الحج و غیرہ (سنہ ۳۲۵)  
۱۲۔ یحییٰ بن حماد بن یحییٰ بن خالد الزائغ، فقیہ المصر و مؤلف کتب الشرط، کتاب الحاضر و السیما، کتاب الوفاق و  
کتاب البخیل (سنہ ۳۲۵)
- ۱۳۔ ابو حامد عبد الحمید بن عبد العزیز شاگرد یحییٰ بن جمال و مؤلف کتب الحاضر، کتب ادب الصانع، کتاب ہنرمندی، تابعی کوثر صفا (سنہ ۳۲۵)  
۱۴۔ انور بن احمد بن الحسن بن علی بن شاذلی، تحصیل بن حماد بن ابی حنیفہ و ابی الی القراق (سنہ ۳۲۵)  
۱۵۔ ابو الی القلاق، شاگرد و حاکم بن نصر و ذی کمینہ امام محمد (وفات سنہ ۳۴۰)

۱۶۔ ابو جعفر احمد بن محمد بن مسلمہ سمرقانی طبرستان - ولادت سنہ ۲۸۰ھ۔ پہلے امام ربیع بن حکیمہ امام شافعی سے، جو ان کے اموی تھے فقہ پر مشتمل۔ پھر حنفی ہو گئے اور قاضی ابو جعفر ابو حامد سے فقہ پر مشتمل حنفی میں بڑھ کر دوسرے کے محدث اور تفسیر، فقہی کلام کے ساتھ خدمت تک رہے۔ نہایت مفید کتابیں لکھیں، جن سے حنفیت کی بڑی تائید ہوئی، ذکر آگیا ہے۔ (وفات سنہ ۳۴۵ھ)

**دور تدوین میں فقہ حنفی کی کتابیں**  
تدوین میں کھو گئی، وہی فقہ حنفی کی اصل اور علامہ امام کے مخطوطات کا ذخیرہ ہے، سمرقند میں اس اصل کا سراغ نہیں ملتا۔

آخر امام صاحب کتبہ ان میں اور ان کے بعد کتب ابی حنیفہ کے نام سے دو مجموعہ مشہور ہوئے، جس کے متعلق مشہور محدث ابن البارک کا قول ہے:-

کثرت کتب ابی حنیفہ غیر مرقہ۔  
علامہ شبلی سیرۃ النعمانی میں لکھتے ہیں:-

امام صاحب کی تصنیفات کا نشانہ ہونا اگرچہ عیاں تعجب نہیں، اس سہولت کی وجہوں میں کتابوں میں سے ترجیح کا پہلی جود نہیں، امام اوزاعی، ابن جریج، ابن جریب، طاہر بن عوف، ابی کی تالیفات میں اسی نسخہ میں شائع ہوئیں، جب امام ابو حنیفہ کا درقریب مرتب ہوا تھا امام بن علی کی کتابوں کا نام بھی کوئی نہیں جانتا، لیکن امام ابو حنیفہ کی کتاب کی کثرت کی ایک قاضی و مرجع امام صاحب کا مجموعہ تھا کہ جو کہ خود مرتب اور مؤرخین اسلوب تھا، لیکن قاضی ابو یوسف و امام محمد نے انہیں مسائل کر دی توفیق و تفصیل سے لکھا ہے امام حنفیہ پر استدلال اور رد ان کے ایسے عاشرے اضافت کے ہیں کہ اس کا درجہ عام ہو گیا، اصل مآخذ سے لگ بھگ پورا ہوا ہو گئے تھے اسی طرح جس طرح کو تاریخین خود ان کی تصنیفات کے بعد ذرا گم گئی، غنیل ابو عبیدہ کی کتابیں دیکھتے ہیں پھر گنیں، ملائکہ یہ لوگ فن خود کے بانی اور مدون اولیٰ تھے۔

امام ابو حنیفہ کے زمانہ میں سب سے پہلے ان کے جلیل القدر شاگرد امام ابو یوسف نے متعدد کتابیں لکھیں، جو مستقل تصنیفیں بھی ہیں اور ان کے ابائی یعنی تقریری کی جمع کی گئیں۔ ابن خیرم نے کتب ابن یوسف کی طوین فهرست دی ہے، ان میں سے کتب الخراج اور کتب اختلاف ابی حنیفہ راہن ابی یحییٰ، یہ دونوں چھپ چکی ہیں۔

امام ابو حنیفہ کے مؤلف پر دو تدوین میں حنفی کتابیں محفوظ رہیں اور بعد میں اس پر کام ہونا اور مشہور ہوئیں، وہ امام محمد کی کتابیں ہیں:-

فقہ سے متعلق ان کی کتابیں دو قسم کی ہیں، ایک تو وہ جن کی روایت امام محمد سے اس مقدمہ امام اور مشہرت کے ساتھ ہوئی، مکتوب پر ان کتابوں کا احسن و فاضل ہو گیا اور ان کے مسائل کو ہمہ طور پر مباح و حنفیہ نے تسلیم کر لیا۔ یہ کتابیں ظاہر الروایۃ کے نام سے مشہور ہیں، دوسری وہ کتابیں جن کو احتیاط کا یہ درجہ حاصل نہیں، یہ کواد و کسبائی ہیں۔

کتب ظاہر الروایۃ یہ تھیں:-

۱۔ جامعہ صغیرہ: کتب مسائل فقہ کے و الیس کتب پر مشتمل ہے، اس کی روایت امام محمد سے علی بن ابیانی اور محمد بن سہام نے کی، پہلی کتاب، کتب المصنوعہ ہے، آخر میں کتاب الوصایا اور متفرقات ہیں۔

اس کے ابواب خود امام محمد نے مرتب کیے، سند قاضی ابو یوسف محمد بن محمد بن الدباس نے اس کی جوہر کی، امام محمد اس کتاب کے مسائل کی روایت امام ابو یوسف سے اور امام ابو حنیفہ سے کرتے ہیں، اس میں دلائل نہیں ہیں۔ یہ کتاب مصر میں چھپی ہے اور ہندوستان میں مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے عاشرے کے ساتھ چھپی ہے۔

۲۔ جامعہ کبیرہ: کتب جامعہ صغیرہ کی طرح ہے، اس میں مسائل و تفہیم بہت زیادہ ہیں، یہ کتاب بھی حیدرآباد میں چھپی ہے۔

۳۔ جسو طے یہ کتاب اصل کے نام سے مشہور ہے، امام محمد کی تصانیف میں یہ کتاب سب سے بڑی ہے، اس میں انہوں نے ایسے جزائل سے بحث کی ہے، جن کے جواب خود امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما لکھنے میں ارادہ نہیں ہو سکتا تھا، لیکن امام ابو حنیفہ اور امام محمد نے ان سے اختلاف کیا ہے، اس کتاب میں ان کی عادت ہے کہ مسئلہ کو وہ آواز سے شروع کرتے ہیں جس میں ان کو کھڑا ہو کر مسئلہ کا جواب دینا ہے، خود مسائل کو ذکر کرتے ہیں، اور اگر ان مسائل پر غلط کرتے ہیں تو امام ابو حنیفہ اور ابن ابی اسحاق کا اختلاف پورا اس کتاب کے دائرہ محمد بن حنفیہ میں، اس کتاب میں اس کا نام قاسم ہے۔

۴۔ زیادہ اہم اصل کے مسائل پر نو مسائل ہیں، اس کی زیادہ الزومات بھی امام محمد نے لکھی ہیں، اس کے ماخذ بھی محمد بن حنفیہ ہیں۔  
۵۔ السبب الصغیر بروایت احمد بن حنفیہ، اس کتاب میں جہاد اور حکومت و سیاست کے مسائل ہیں۔

۱۔ استبرار تکبیر شریعہ ابو حنیفہ کے سفر سے بڑی اور اس میں مسائل زیادہ ہیں۔ یہ کتاب نقد میں امام محمد کی نوی تصانیف ہے اس کے دائرہ ابو یوسف، جرجانی اور حنفیوں پر نوا ہے۔ یہ کتاب شریعی کی تخریج کے ساتھ مروج حیدر آباد میں چھپی ہے۔  
دوسروں کے کچھ علماء حنفیہ نے اپنی کتابوں پر زیادہ احادیث و احادیث میں خیر میں نہیں، ان کے مسائل کو بھی کیا لو، ان کا انتصار کیا کرنا بعد میں مشرب حنفیہ کی بنا پر انہیں کتابیں پر تمام ہو گئی۔

چوتھی حدیث کے آثار میں ابو الفضل محمد بن احمد الرضوی المعروف بہ حاکم شیعہ نے ان کے نام سے کتاب لکھی، اس میں کتب فخریہ کے تمام مسائل کی تخریج ہے، مکروہات کو حذف کر دیا۔ یہ شرحی نے اسکی خوب تخریج ملکی، چوتیس جلدوں میں لکھ چکی ہے۔ اب جسو طے کے نام سے بھی کتاب مشہور ہے۔

کتاب سہ ظہر الروایۃ کے علاوہ امام محمد نے فقہ کی دوسری جتنی کتابیں تالیف کیں، ان کی طرف منسوب ہیں وہ کتب نوادر سب نوادر کہلاتی ہیں۔ شاہ آملی محمد کی کتابات، جرجانیات، و قیات، امویات و نوادیات، و قیات و غیرہ۔  
فقہ کے علاوہ حدیث و آثار پر امام محمد کی تین کتابیں مشہور ہیں۔

۱۔ جوط امام معصود۔ اصل میں جوط ابراہیم نام محمد ہے، مگر امام محمد نے قرآنی روایتوں کو اس پر اضافہ کر دیا یہ کتاب منسوب بہ مولانا عبدالحق صاحب رجوم کے حاشیہ کے ساتھ چھپی ہے۔

۲۔ کتاب الاثر۔ یہ کتاب بھی مشہور شہداء پر ہے جوط میں اہل سنیہ کے آثار و احادیث، وہ بعض کے مقابل میں امام محمد کے کتب کے آثار صحابہ و تابعین کو جمع کیا ہے۔

۳۔ کتاب التخصیص اس کتاب میں اہل مدینہ کے آثار و احادیث کو گنتے کے بعد اہل عراق کے احادیث و آثار کو کھلا اور دونوں میں مماثلہ کیا۔ یہ کتاب گنتوں کی ایک اور چھٹی امام محمد رحمہ اللہ کی روایت کی کتابیں ہیں جن کا ذکر ان دوسرے کتب ہے۔

امام ابو حنیفہ کے آثار میں حسن بن صالح نے بھی متعدد کتابیں لکھیں، مثلاً کتاب الحج و طواف طیفہ کتاب ادب القاضي کتاب الخصال کتاب التخصیصات کتاب المراج کتاب فقر النقص کتاب الوصایا لیکن ان کتابوں کا ردہ امام محمد کی کتابوں کے بعد ہے۔

ظہار امام محمد سے پیشی ابن ابی اسحاق نے کتاب الحج کتاب خبر الامام کتاب ثبات القیاس کتاب اجتہاد الاثر لکھی اس دور کا فائدہ کہ عظیم الفقہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں پر ہے۔ جیسو طے احادیث و آثار کی روشنی میں تالیف کے متباد میں حنفیہ کا خوب انتصار کیا۔ ان میں ایک کتاب تالیفات کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے سب نول کتابیں مشہور و متداول ہیں۔

۱۔ کتاب مشکی الاثر۔ ادارت مختلفہ کی ترجمہ میں محمد کتاب ہے۔ حیدر آباد میں چھپی ہے، بہر حال یہ باقی اکل غناس کی تفسیر لکھی۔  
۲۔ کتاب شرح معانی الاثر۔ یہ کتاب ابن کاثر الدارین فرقہ کے مسئلہ احادیث کا نہایت عمدہ ترجمہ ہے، اس میں رئیس کے احادیث و آثار کے گنتے کے بعد امام محمد کی تالیفات کا خوب انتصار کیا ہے اور یہ سب حنفیہ کا خوب انتصار کیا۔ اس کتاب سے فقہ میں بڑی بصیرت





ادھر بیان ہو چکا ہے کہ امام مالکؒ نے منصور عباسی کے مقابلے میں انفس زکیہ عنوی کی لیے فتویٰ دیا۔

انفس زکیہ کی شہادت کے تحت منصور نے اپنے حم زاد بھائی جعفر عباسی کو اپنی مبینہ سے نجد پر حیت کے لیے بھیجا۔

اس کو جب امام مالکؒ کے فتویٰ کا علم ہوا تو اس نے نہایت زلفت کے ساتھ دارالامارہ طبرکراہام مالکؒ کو سزا کر کے لکھوائے لیکن

جب منصور کو معلوم ہوا تو اس نے اس شخص کو ظاہر کیا۔ اپنی عزت کے لیے بھیجی اور عراق طلب کیا۔ مگر امام مالکؒ عراق جانے پر راضی نہ ہوئے

منصور نے بھی زیادہ امر دیا کہ منصور جب حج کو آیا، امام مالکؒ سے ملاقات کی اور نہایت احترام اور کرام سے پیش آیا۔

امام مالکؒ نے بقیہ زندگی نہایت عزت کے ساتھ مدینہ میں بسر کی، بشقیں درس و افتاء، لیسر کی اور شہرہ میں امام دوسرے جزوہ وصل

بھی ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ادھر بیان ہو چکا ہے کہ امت میں مسائن وین کی اشاعت زیادہ تر حضرت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت جابر بن عمرؓ

**فقہ مالکی**

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کے شاگردوں سے ہوئی۔

اولیٰ اللہ کریموں پر اللہ کے بیان عبداللہ شافعیؒ کے گھلاتے ہیں، امر فرما کر ہر روز گھر کے اندر نماز اور عبادت میں رہا۔

اس نے ان کا علم جو میں شریفین، زارہم اللہ شرفاً و تعظیماً میں زیادہ شائع ہوا۔ حرم رسول مدینہ منورہ ان کے علوم کامر کر دیا۔

ان کے بعد فقہار مدینہ حبیب اللہ بن عبد اللہ بن عقیل بن مسعودؓ، عروہؓ، قاسمؓ، معبد بن الحسیبؓ،

سلیمان خاویجہؓ اور سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ کے علوم کے حامل بنے، ان سے ابن شبابؓ، زہریؓ، ثانیؓ، ابو نزاہدؓ، یحییٰ بن

سعیدؓ اور ربیعہؓ نے علوم حاصل کئے، ان کے بعد یہ علوم امام مالکؒ رحمہ اللہ کو پہنچ کر فقہ مالکیؒ کہلائے اس کا پیروار اس طرح ہے۔

عروہؓ، عاتشہؓ، زید بن ثابتؓ، عبد اللہ بن محمدؓ، عبد اللہ بن عباسؓ

یحيى بن عيسى  
عروہ  
قاسم  
سعيد  
سليمان  
قاصد  
سالم

ابن شباب  
ثاني  
ابو نزاہد  
يحيى بن عيسى  
ربيعہ

امام مالک رحمہ اللہ

تقریباً کہ پیش پچاس سال تک امام مالکؒ کا تعلیم درس و افتاء سے رہا، جبکہ ان سے مسائل سیکھتے تھے، عوامان سے مسائل دریافت کرتے تھے، امام مالکؒ جواب دیتے تھے۔

امام مالکؒ کے اشغال کے بعد ان کے شاگردوں نے ایسے ۱۲ امام مالکؒ کو مہر دی کیا۔ تدوین کے بعد اس مجموعہ کا نام فقہ مالکیؒ پڑا۔

جس کی اشاعت امام مالکؒ کے شاگردوں اور ان کے شاگردوں کے شاگردوں نے ملک میں کی۔

امام مالکؒ اپنے فتاویٰ میں اولاً کتاب اللہ پر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی من حدیثوں پر جوں کے توڑیک صحیح تھیں، ائمہ دین کے

تھے۔ اور اس مسئلے میں ان کا داد و دواد ملتا تھا، ان سے کہا، محمد بن پر تھا، جس چیز پر یہ حدیث حامل تھے وہ اس کو نہایت اہمیت دیتے

تھے، کبھی حدیث صحیح کو اس مقام پر رکھ دیتے تھے کہ ان میں نہ اس پر عمل نہیں کیا۔

دوم مالکؒ نے نہ تو یہ تھا اہل مدینہ مستقل جہت تھا، اہل مدینہ کے بعد ان کے یہاں تھیں کا مدینہ تھا، مگر حنفیہ کی طرح یہاں

کہ ان کے یہاں اکثر نہیں تھی، حنفیہ کے استحسان کی طرح امام مالکؒ بھی معتاد ہر مسئلہ میں استصحاب پر عمل کرتے تھے، اس طرح استصحاب ان کے

لئے اس کا وہ اصل مقام میں سے کسی ایسے مقدمہ شرعی کی حفاظت کہ جس کا مقدمہ شرعی ہو تاکہ پابست باجماع سے معلوم ہو اور اسے قانونی اعتبار ہو

شہادت کوئی اصل میں نہ ہو بلکہ اس کا مقدمہ نہ تو دلیل و امر سے نہیں کہ قانون کا مقدمہ و لائق کے ان کی اور مستحق ملازمت سے معلوم ہو، مزید تفصیل مستحق

ایم ذوال بیڈ دیکھئے۔



سال امام مالک کا انتقال ہوا۔ وہیں دہلی کے پیر سوزافیا کیرا اور ابن القاسم سے فقہ سیکھی۔ عموماً امام مالک انہوں کی دو اہت سے مشہور ہے: اندلس میں امام مالک کا مذہب کوئی گندہ دیر پہلے ۱۲۲ھ میں وفات پائی۔

امام مالک کے شاگردوں میں سے اندلس میں یہ دو فقیر زیادہ مشہور ہوئے۔

۱۔ عبدالمالک بن حبیب بن سلیمان ہسلی۔ پہلے اندلس میں غسیل علم کی مشیت میں سفر کیا۔ ابن اجشون، مرقن ابن عبدالمکرم اور اسد بن موسیٰ بن ملائیکہ کے فقہ و حدیث پر مبنی ۱۲۳ھ میں اندلس واپس ہو کر قرطیبہ کے مفتی ہوئے۔ کتاب الفرائض مشہور تالیف ہے۔ ۱۳۳ھ میں وفات پائی۔

۲۔ عبدالمسلم بن سعید الشافعی الغلبہ مستحسنوں سے پہنچے اندلس میں قاسم و ابن وہب وغیرہ کا مذہب مالک سے فقہ سیکھی وہاں سے حدیث آئے اور ملائے حدیث سے استفادہ کیا۔ ۱۳۴ھ میں قرطیبہ واپس ہوئے، آخر عمر میں مالک کے قاضی ہوئے۔ مدونہ ابن زکات کی تہذیب کی ۱۳۵ھ میں وفات پائی۔ مشرقی عربی عراق میں فقہ مالکی کی اشاعت کرنے والے عالم مالک کے حاکم وہ ہیں ان میں یہ دونوں زیادہ مشہور ہیں۔

۱۔ اسد بن معد بن فیکان البیضا۔ انہوں نے فقہ عبدالمالک بن المذاہجون اور محمد بن مسلمہ سے پڑھی۔

۲۔ قاضی ابی اسحق اسماعیل بن اسحق بن اسماعیل بن حماد بن زید۔ ابن مسعود وغیرہ کے شاگرد تھے۔ قرطیبہ کے مالکیوں نے ابی اسحق ہی سے فقہ کی تعلیم پائی، ان کی وفات ۱۳۶ھ میں ہوئی۔

## دور تدوین میں فقہ مالکی کی کتابیں

امام مالک نے اپنی فقہ فروعوں نہیں کی، ان کی فقہ پر ان کے تلامذہ اور بعد ازاں نے کتابیں لکھیں۔ سب سے پہلے مساکن مالک اصحابی خواتین نے مدون کیا، جنہوں نے کاغذ امام ابی حنیفہ سے بھی موافقیوں کی تقریب کی تھی۔

سوفات امام مالک کی کتابوں سے اختلاف کے اور جوابات، امام مالک کے دیئے ہوئے کلمے، ان سے وہ جوابات مستحسنوں نے حاصل کئے، دور اور سند یہ نام رکھا مشہور ہے، یہ مستحسن اس کے کر ابن قاسم کے پاس پہنچے۔ ابن قاسم نے چند مسائل کی اشاعت کی، مدونہ ابن خواتین کے مسائل میں مرتب تھے۔ اس لئے مستحسن نے اسے سب سے اہم کی ترتیب دی اور بعض مسائل پر مالک کا اضافہ کیا۔

مدونہ مستحسن کے مسائل کا تعداد ۳۵ ہزار ہے، امام مالک کے نزدیک یہی مدونہ اساس فقہ مالکی قرار پایا۔ حوقنہ کلبیہ ابن عبدالمکرم نے تین کتابیں تالیف کیں۔

۱۔ مختصر کبیر۔ اس میں ۱۵ ہزار مسائل ہیں۔

۲۔ مختصر اوسط۔ اس میں ۱۲ ہزار مسائل ہیں۔

۳۔ مختصر صغیر۔ اس میں ۱۲ ہزار مسائل ہیں۔

اس دور کے دوسرے مؤلفات یہ ہیں۔

کتاب الاحوال لاصنع من الفروع، کتب مستقرات ابن القاسم کتاب احکام القرآن، کتاب الوثائق والشرط، کتاب آداب القضاۃ، کتب الذموی والبیانات محمد بن عبدالمکرم، المستخرج من تفسیر القرطبی، کتاب المجاہد محمد بن سکنوں، البحر علی مذہب مالک و اصحابہ لابن حقیقہ و ابن اسد بن موسیٰ مالک کے سب سے بڑے مصنف وہ ہیں۔

۱۔ قاضی اسماعیل بن اسحق مصنف کتاب البیضا و اصل مذہب المالکیہ وغیرہ۔

۲۔ محمد بن ابراہیم بن زبیر الاسکندی المعروف ابن الموزاہری، مالکیوں نے فقہ میں جو کتابیں تالیف کیں، ان میں الاسکندی کی کتاب سب سے بڑی اور صحیح ترین ہے۔ غالباً اس کو تمام اصحاب کتب مالکیہ پر مقدم و کلمہ ہے۔

**امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ** ابو عبد اللہ محمد بن ابو اسحاق بن عثمان، بن شافع الشافعی اعظمی آپ کی تریس پشت پر مدائن میں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی پشت میں ہیں۔

امام شافعی کو والدہ ام الحسنی پشت قرظہ بن العاصم بن بنید بن امام حسن تھیں۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ مورخ حضرت امام غزالی نے فرمایا کہ شافعی میں چار بڑے اور بڑے تھے کہ باب کا ساما، سر سے اٹھ گیا، مان سے پرورش کی، دس برس کی عمر میں قرآن حکیم اور دوا کا حفظ کر لیا۔ پھر مکہ میں مکہ کے فقہ مسلمین سے فائدہ لیا۔ فتنہ عامل کی۔ اس وقت پندرہ سال کی عمر تھی۔ استاد نے فتوے دینے کی اجازت دی، مگر سناڑ سے سفارشی فتنے کرنا۔ لکھ کی خدمت میں آئے، ان کو موافقتی اور ان سے فقہ سیکھی، مزید برآں ان کی بھی شیوخ سے حدیث سنی۔

ابو عبد اللہ رحمہ اللہ کے معاصرین میں ان کے ہم عصر تھے۔ ان کے سادات کی موافقت کا الزام لگایا کرتا تھا۔ پھر مکہ میں ابو عبد اللہ رحمہ اللہ کے پاس فقہ لائے گئے، لیکن فصل بن ربیع صاحب کی سفارش سے وہاں آئی اور پھر اسے عہدہ پر بٹھا دیا۔ مگر زیادہ عرصہ تک وہاں نہیں رہ سکے، طاعت چھوڑ دی، عراق چلے گئے۔

امام محمد بن حسن تھیں امام اعظم کے یہاں آمدورفت شروع کی اور رفت شروع کی اور ان سے سلسلہ فقہ حنفی استغفار کرنے لگے۔ اس طرح امام شافعی طریقہ علماء، حدیث، طریقہ ابی جازد بواسطہ امام ایک دور طریقہ ابی جازد بواسطہ امام محمد بن حسن کے جانیے ہوئے، پھر مکہ واپس ہوئے اور وہاں آئے جانے والے علماء، معاصروں سے تبارک خیالی اور استغفار علی کا مزید مرحلوں۔

امام شافعی رحمہ اللہ میں غریب تھے۔ اسی آسمانی علماء عراق کی ایک جماعت نے ان کی شان کو بڑی اختیار کیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے طریقہ حجاز میں دو طریقہ میں رہی تھیں۔ یہ جہلایک مسلک ہوں کیا، اس پر کیا میں تھیں، ان کو کو اٹھ کر لے کر ان کے مطابق فتوہ دیتے۔ یہ مسلک امام شافعی کا مذہب تھا۔

عراق میں امام شافعی رحمہ اللہ کو کافی شہرت حاصل ہوئی، اہل ایک جماعت نے ان کا یہ طریقہ قبول کیا۔ اپنے مخالفین سے امام شافعی نے مناظرے بھی کئے، ان کی تردید میں دلائل بھی دیے، پھر مکہ واپس ہوئے۔

شافعی میں مکہ سے مدینہ عراق آئے اور پھر مدینہ قیام کے بعد مدینہ تشریف لے گئے۔ مصر میں امام ایک کا مذہب رائج تھا۔ امام شافعی نے علماء مصر کے سامنے اپنا مذہب پیش کیا۔ مصری ماحول میں امام شافعی کے فتویٰ انگریزوں کے تہذیبی ہوئی تھیں اور ان کے اپنی عراقی فقہ سے کچھ بدلتی ہوئی تھی مصری فقہ پر کیا میں تھیں، یہ امام شافعی کا مذہب ہے۔

امام شافعی نے اپنے مذہب کی خواہشات کی تکمیل کی جماعت نے بھی خوب انصاف کیا اور یہ فقہ مصری کافی مقبول ہوئی۔ امام شافعی رحمہ اللہ سے شافعیہ مذہب کا بار مصر میں رہے اور شافعیہ میں مصری ہیں وہاں آئی۔

**فقہ شافعی** امام شافعی رحمہ اللہ حنفی اور فقہ مالکی دونوں سے خوب واقف تھے۔ ساتھ ہی علم حدیث میں بھی انہوں نے کمالی تبحر حاصل کیا، اس لیے طریقہ ابی جازد اور ابی جازد کو اپنے نظریے کے مطابق امام حدیث کے ذریعہ تطہیر و تزکیہ کے ساتھ خود اپنی فتنہ تشریب دی اور حرج سائی گئے۔ جیسا کہ ابھی فرمایا، امام شافعی کی فکر کی دو قسمیں ہیں۔

- ۱۔ مذہب قدیم جسے انہوں نے عراق میں مرتب کیا تھا اس میں عراقی رنگ غالب ہے۔
- ۲۔ مذہب جدید جسے انہوں نے مصر میں مرتب کیا اس میں حجازی رنگ کا غالب ہے۔

امام شافعی نے اپنے مذہب کے اساسی اصولی غور اپنے رسالہ اصول میں لکھے ہیں، وہ ظاہر قرآن سے استدلال کرتے ہیں۔ یہاں ایک کورس دلیل سے ثابت ہو کر ظاہر قرآن مراد نہیں ہے۔ اس کے بعد حدیث کو لیتے ہیں، غوراء وہ جس مقام کے علمائے حاصل کیوں بشرطیکہ متصل برواۃ فقہ جواز امام مالک کی طرح اس کے بعد وہ کسی عمل کی جو حدیث کی حویہ ہو تھیں نہیں لگتے، امام



۵۔ یونس بن یزید القسری تلمیذ امام شافعی، معروف بحدیث علی بن یزید بن ہاشم۔

۶۔ ابو محمد بن احمد طبرستانی، ہمدانی کے مرنے کے وقت کے زید یاد ہوئے۔ تلمیذ امام شافعی سے فقہ سیکھی۔ جو صحیح مسائل میں لکھا تھے فقہ میں متعدد کتابیں لکھیں۔ ۳۵۰ھ میں وفات پائی۔

۷۔ شافعیہ و طائفہ طائفہ امام شافعی میں کئی لوگ زیادہ مشہور ہوئے۔ جن کی تصانیف کے زوائد لوگوں میں فقہ شافعی پھیلے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ ہیں، انھیں ناگہان کے طرح میں لوگوں نے بھی اپنے امام بنی امام شافعی سے بہت کم اختلاف کیا۔

۸۔ ابو عبد بن حنن امام شافعی، ایک ایسے امام ہیں جنہوں نے بذات خود کئی صحیح تصانیف کیں جو ان کے مذہب کے لئے سنگ بنیاد بنیں، امام شافعی رحمہ اللہ نے

**دور دوم میں فقہ شافعی کی کتابیں**

خود اپنی جہانگشاہت کا ثمر گروہی کو اٹھ کر لایا۔

امام شافعی کی چند اہم کتابیں یہ ہیں۔

۱۔ اصولی فقہ کی پہلی کتاب۔

۲۔ کتاب الام۔ یہ دینی کتاب ہے جس کی شکل ان کے زمانے میں کوئی کتاب اس سرب پر لیج۔ وقت تعمیر اوقات مناظرہ کے لحاظ سے تصنیف نہیں کی گئی، امام محمد کی طرح انہوں نے صرف مسائل کی تصنیف ہی نہیں کی بلکہ مسئلہ کے ساتھ تفصیل کے ساتھ دلائل بھی لکھے، جنہیں کے جواب بھی دیئے ہیں کتاب میں فروع مسائل کے علاوہ کتاب اختلاف ابن مینوفہ، راجع بانی ملی، کتاب غلو علی و ابن مسعود، کتاب اخلاف ابو ایوب علیہ السلام، کتاب اختلاف مالک، والشافعی، کتاب الاجماع، کتاب ابطال الاقسام، کتاب الارزاق محمد بن الحسن، کتاب سیرۃ شافعی وغیرہ کتب بھی ہیں۔

۳۔ اختلاف الحدیث۔ یہ کتاب فنی مختلف الحدیث میں ہے۔ یہ بیرونی کتابیں ایک ساتھ جمع ہو چکی ہیں۔

فقہ شافعی میں حریم بھی کئی کتابیں مشہور ہیں۔ ان میں سے مختصر کبر، مختصر صغیر اور کتاب الفرائض بھی۔ مرنے کے وقت تک ایک مختصر کبر جو مرتبہ دوسرا مختصر صغیر میں پراشاد فیہ اعتقاد کر کے ہیں۔ یہ کتاب کتاب الام کے ساتھ چھپی ہے۔ مرنے کے دو ماہ بعد، جامع کبر اور جامع صغیر مشہور ہیں۔

ابو حاتم مروزی تلمیذ مرنے نے، مختصر مرنے کی دو شرحیں لکھیں اور کتاب الفصول فی معرفۃ الاصول، کتاب الشرع و طوالت اوقات، کتاب الوفاء و حساب، الرزق و کتاب التخصیص و العموم بھی تالیف کی۔

ابو بکر محمد بن عبد اللہ المصری (مصر کے) کی متعدد تصانیف ہیں کتاب البیان فی الفرائض، الاعلام علی اصول الاحکام، شرح وسائل شافعی اور کتاب الفرائض مشہور ہیں۔

اس دور میں شافعیہ کی ایسی کتابیں ہیں۔

## امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن علی المذہبی المروزی مشہور میں بغداد میں پیدا ہوئے دور میں کا عمر ہی تیس ہو گئے، انہوں نے پیدوش کی ماہیتان عمر میں امام ابو یوسف کی مجلس میں حاضر ہوئے تھے۔ مولدہ میں کی طرح سے تفصیل حدیث شروحات کی۔ شیعہ اور معتزلہ میں حسینہ وغیرہ سے حدیثیں سنیں۔

مشہور میں بیسویں بار لکھ گئے، ان کے مشائخ سے حدیث سننے کے علاوہ سیکھتے ہوئے تھے، تین برس پہلے پھر بھی بیسویں

عبداللہ سے حدیث سننے، اسی طرح خلف بغداد میں مشائخ کثیر سے سارا حدیث کرتے تھے۔

امام شافعی جب عراق آئے تو ان سے فقہ سیکھی، امام احمد امام شافعی کے جباری تلمیذ میں سے تھے۔ وہ تکیوں کے

چونکہ بعد میں زعفری کا سلسلہ جاری کیا، اور اسی زمانے میں اپنا خاص نظریہ فقہ قائم کیا اور اسی کے مطابق فقہ دینے لگے۔ اگرچہ فقہ فقہاء سے زیادہ ان کا شمار محدثین میں ہے۔

مسئلہ ۲: جس عقیدہ خلق قرآن کا فقہ شریعہ پر عیاں ہو، مگر ماہرین نے شیخ یحییٰ بن اکثم محدث کو جہدہ فقہات میں ذکر کر کے کما حقہ بن داؤد معتزلہ کو قاضی القضاۃ مقرر کیا، ہمارے معتزلہ و معتزلی عقیدہ تھا۔ مسئلہ ۳: جس باسنے مبروں میں حکم بھیجا کہ حدیثیں سے خلق قرآن کا افتادہ کرنا جائز ہے۔

بناؤ کے محدثین نے مخالفت کی تو ہمارے خلق قرآن سے انکار کرنے والے سات اکابر محدثین کو بھڑا، طلب کیا، یہ ساتوں آئے۔ ان میں امام احمد بھی تھے، ان میں سے چھ نے خوف سے اتر کر لیا۔ یا تو یہ سے کام لے کر خلاص حاصل کیا، لیکن امام احمد نے مرکز مخالفت کی، نتیجہ میں قید ہو گئے۔ ہمارے اہل اعتقاد کے ائمہ مکران جو اس کے زمانے میں امام صاحب کو قید خانے میں سخت اذیتیں دی گئیں، ورنہ ہمارے گھنے، بالآخر رہا ہوئے۔

امام احمد نے بعد میں جاری کیا، مسئلہ ۴: میں دانی باندہ مکران ہوا اس کے زمانے میں ہی اس مسئلہ پر محدثین پر سختی ہونے لگی۔ مسئلہ ۵: میں امام احمد کو دریں وقت کو دیا پڑا۔ مسئلہ ۶: میں متوکل علی اللہ مکران ہوا۔ یہ محدثین کے عقیدے پر تھا، اس کے زمانے میں محدثین کا آزادی ملی۔ اس نے امام احمد کی بڑی عزت کی، امام احمد نے ۳۴ ربیع الاول ۲۴۴ھ کو ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**فقہ حنبلی** امام احمد کی فقہ نہایت سادہ ہے، اہل القنیت وہ اصحاب حدیث کا طبقہ ہے جس میں روایت اور عقل و جدل سے بہت کم کوثر لیا گیا ہے، امام احمد نے فقہ حنبلی کی واقعیت امام ابو یوسف سے حاصل کی، امام شافعی سے ان کا طریقہ سیکھا، محدثین سے حدیث کی تکمیل کی، اپنا اصول یہ رکھا کہ قرآن اور حدیث صحیح السنہ پر عمل چھو، حنفیہ و شافعیہ کے طرح روایت متنبیج، مناہد اور قیاس سے حتیٰ الامکان بھٹوں نے احتراز کیا، مالکیہ کا تعالیٰ طریقہ بھی ان کے نزدیک بہت ہیست۔ احادیث صحیحہ و غیرہ و موقوفہ کو ہر جگہ پر معمول بہ نظر آتے ہیں اسی بنا پر احادیث مختلفہ کی صورت میں ان کی فقہیں جو اب بھی مختلف ملتے ہیں، تھیں۔ دو درجہ مجبوری کا کام لیتے ہیں۔

## امام احمد کے وہ تلامذہ جنہوں نے فقہ حنبلی کی روایت کی

۱۔ اسحاق بن ابی یوسف المعروف ابن راہویہ (متوفی ۲۴۴ھ)

۲۔ احمد بن محمد بن ابی الجراح الرزازی۔

۳۔ ابوبکر احمد بن محمد بن ابی المعروف بالاشرم (متوفی ۲۴۴ھ)

۴۔ عبد اللہ بن امام احمد۔ (متوفی ۲۴۴ھ)

**فقہ حنبلی کی کتابیں** امام احمد کا طریقہ حرکت عام حدیث کا طریقہ تھا، اس نے فروغ فقہان کے یہاں کتابیں بہت کم ہیں، روایت حدیث کی کتابیں ہیں۔

۱۔ احمد نے خود مسند لکھی جو چالیس ہزار حدیثوں پر مشتمل ہے ان کے بیٹے عبد اللہ نے اس سے روایت کی، اصول میں ۱۹۰۰۰ حدیثوں کی ہیں کتابیں بہت کم۔

کتاب جامعہ الرسول، کتاب الفاسخ والنسوخ، کتاب العلل۔

۲۔ معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ قرآن مخلوق ہے، جب اللہ نے چاہا تو ان کی زبان پر پیدا کر دیا۔ اس کے مقابلے میں محدثین و علماء اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور قرآن غیر مخلوق ہے۔



اور تم نے نقد ضلیٰ میں کتاب بسن لکھی جس میں مسائل فقہیہ میں شواہد حدیث کا انتراف ہے۔  
 تردد کیا گیا بھی شواہد حدیث کے ساتھ کتاب السنن ہے۔  
 ابن ماجہ نے بھی نقد میں کتاب بسن کتاب سنن کی۔

۱۔ **کتاب اربعہ** | یہ چار نام امام ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) امام مالک (رحمہ اللہ) امام شافعی (رحمہ اللہ) امام احمد (رحمہ اللہ) ہیں جو ائمہ اسلام کے دو ائمہ ہیں جن کے مذاہب دوسرے شہرت حاصل کی اور یہ شہرت کیساں ایک باقی ہے،  
 جمہور اہل اسلام قرع بھی اپنی چاندن میں سے کسی ایک کی تقلید کرتے ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

## چند فتنائے مذہب

عبدعزیز بن ابی جہل اور اجتہاد تھا جس میں بہت سے مجتہدین اہل مذاہب پیدا ہوئے جو اپنا خاص فقہی نظریہ رکھتے تھے اور اسی کے مطابق منورے دیتے تھے، کچھ لوگ ان کے پیرو بھی تھے، انہوں نے کسی خاص نام کا پتہ کو ثابت نہیں بنایا۔ ان ائمہ میں سے اکثر کا مذہب اسی وہابی ختم ہو گیا۔  
 مثلاً امام بیہق (رحمہ اللہ) کا مذہب مصر میں، امام تہذیبی (رحمہ اللہ) کا مذہب کوثر میں، امام ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) کا مذہب بغداد میں کچھ فرقہ داروں کو ان کے ائمہ کے مذہب میں بڑھتی آگ چوڑا دیکھیں مذاہب اربعہ کے علاوہ ان میں ائمہ کے مذاہب ایسے ہوتے جو دور دوم تک اب تک ختم ہو گئے۔

۱۔ **الآوزاعی** | امام عبد الرحمن بن عمر بن الشافعی (رحمہ اللہ) میں بیہق میں پیدا ہوئے، جو ان ہونے کے بعد غم حدیث کی تفصیل کی عظام بن ابی رباح اور زہری وغیرہ سے حدیثیں سنیں، وہ مذہب مذہب واقفا ہوئے ان کا شمار ان محدثین میں ہے جہاں میں کرسی نہیں کہتے تھے، اہل نام میں امام آوزاعی کا مذہب رائج تھا۔ وہ شافعی کے قاضی بھی تھے۔  
 شافعیہ سے دولت بن ابیہ کے خلیفے کے بعد جب اندلس میں مالک حکومت قائم ہوئی تو آوزاعی کا مذہب بھی اندلس گیا، جیسی حدیث ایک رائج رہا۔ جو کچھ حدیث میں امام شافعی کے مذہب کے مقابلے میں شافعیہ سے امام مالک کے مذہب کے مقابلے میں اندلس سے ان کے مذہب کا بار بار کچھ امام آوزاعی نے مشن میں وفات پائی۔

۲۔ **الطبرسی** | الطبرسی ابو جعفر محمد بن جریر بن ابی بکر بغدادی (رحمہ اللہ) میں اول طبرستان میں پیدا ہوئے اور تھیں ملک کے لئے نماز شہرہ کی سیادت کی۔ وہ یحییٰ بن سلیمان سے فقر شافعی پر بھی اندلس میں عبد القاسم اور ابن عبد الحکم سے نقد مالکی حاصل کی۔ ابو مقاسم سے فقر حنفی پائی۔  
 محمد بن جریر اور اعداد سے حدیث سننے وہ نہایت وسیع علم کتاب اللہ کے حافظ، امام مالک، ابو حنیفہ کے باہر، اصولی صحابہ و تابعین سے کثرت اور تدریس کا علم تھے۔

ان کی تصنیفات میں ائمہ اور فقیر نہایت مشہور ہیں جن میں کے مثل دوسری کتاب ہیں۔ تائید اور فقیر میں بعد ان کا زیادہ تر اجتہاد اپنی کتاب میں ہوا۔

حدیث میں امام طبرسی نے مذہب آوزاعی کی اختلاف الفقہاء بھی ان کی معروف کتاب ہے۔ مشن میں وفات پائی۔  
 ابن جریر دسٹ علم و کرامت سے ورعہ اجتہاد مطلق ایک ہو گئے اپنے مذہب پر جو کتابیں لکھیں ان کے نام ہیں۔  
 تطبیق اختلاف، تحقیق کتاب البیضا، کتاب الامم و الحاضر والسجدات۔ ابن جریر طبرسی کا مذہب مشرق کے بعض بلاد میں رائج ہوا ان کے مذہب میں مذہب نے ان کے مذہب کو پیچھا یا اور اس پر کتابیں لکھیں۔

- ۱۔ علی بن عبد العزیز بن محمد المدائنی مولف کتاب افعال النجی وغیرہ۔
- ۲۔ ابو جرحہ بن احمد بن محمد بن ابی اسحاق الکاتب۔
- ۳۔ ابو الحسن احمد بن محمد بن النعمان مولف کتاب الخصال فی مذہب الطبری کتاب الامام فی الفقه علی مذہب الطبری کتاب الرد علی المناقضین وغیرہ۔
- ۴۔ ابو الحسن الرضوی الخلیفی۔

۵۔ ابو الفرج الحلانی بن زکریا النیربانی۔ حافظ حدیث، مذہب طبری کے بڑے مولف کتب کثیرہ۔  
اسم طبری کا مذہب پانچویں صدی تک بعض مقامات میں معمول رہا پھر فنا ہو گیا۔

۳۔ **الظاهر بن محمد بن علی بن خلف الاصبہانی**۔ سنیہ میں گزرتے ہیں پیدائش کے استثنائی میں رامین اور ایشور وغیرہ سے منہ جامل کیا۔ اہل حق میں امام شافعی کے بڑے حامی تھے جو خود امانا ساکب ایجا کیا جس کی بنیاد ظاہر کتاب وسنت پر رکھی۔ وہ کتاب وسنت کے نظریہ پر عمل کرتے ہیں اگر کوئی شخص اسے تراجم پر عمل کرتے ہیں، قیاس یا نکل نہیں مانتے، اور تشبیہ میں حکم نہ ہونے کی صورت میں اہل حق کے مخالف ہیں۔

داؤد ظاہری کا انتقال ۳۵۵ھ میں ہوا۔ بغداد میں مدفون ہوئے۔ داؤد ظاہری نے خود بہت سی کتابیں لکھیں۔ مثلاً کتاب ابطال القیاس کتاب ابطال التعلیل کتاب خبر الوعدہ کتاب التبرر الحوجب العلم کتاب الحجۃ کتاب النصوص والنعم کتاب التفسیر والجموع وغیرہ۔

داؤد ظاہری کے مذہب کی اشاعت ان کے بیٹے محمد اور ابو الحسن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن خلف صاحب تصانیف کثیرہ نے کی۔ اس مذہب کے سب سے بڑے مولف ابو یزید بن احمد بن سعید بن حرم اللہ بن الظاہری (۳۵۵ھ) مولف کتاب الطلح ہیں۔ مکران کے بعد ہی اس مذہب کا جراثیم پھیل گیا۔

پانچویں صدی کے بعد مجدد اہل اسلام میں مرتد ائمہ اربعہ کے خلاف باقی رہے جس کی تفصیل ہم دوسرے دور میں کریں گے۔

**توضیح**۔ اور وہ دینی اجتہاد و تفریع مسائل کا دور تھا۔ علماء میں اجتہاد عام تھا۔ فقہی مروت مرام میں حتیٰ بالخصوص اصحاب مذہب اربعہ کے طبقہ اہل حق کے علاوہ میں تعلق کا وجود نہ تھا، صرف اشتباہ تھا جس کی وجہ سے وہ مجتہد فی الذہب کہلاتے تھے جبکہ ان کے ائمہ مجتہد فی الزمان کہلاتے تھے، اس کے بعد کے طبقہ میں یعنی دوسرے دور کے علماء میں اگرچہ تعلیق کی پوری جاتی ہے، لیکن ان میں سے جب بھی کوئی فقہی کسی مسئلہ میں اجتہاد و استنباط کی نوبت پاتا تھا تو وہ کوئی نوادہ یا کوئی پوجا نہ تھی اور یہ علماء مجتہد فی المسائل کہلاتے تھے۔

دوسرے دور میں ان کا وہی ماننے نہایت وسعت سے پائی جاتی تھی اس دور کے ختم ہونے پر خاموشی ہو گئی تعلیم عام ہو کر اجتہاد اور آثار کے ختم ہو گئے۔ اجتہاد اور نوادی ماننے کا ختم ہونا گزیر بھی تھا اس لئے کہ اکثر و بیشتر اہل اصول و مسائل پر دستبرد کے آئے خواہ مشفق علیہ ہو یا مخالف خیر نہیں ہو سکے تھے۔ اب ان مسائل میں اگر کوئی اجتہاد کرتے ہی تو کیا کرے، یقیناً اس کی اجتہادی رائے کسی کسی نہ کسی مجتہد کے رائے یا فقہرہ اصول کے موافق ہوگی ایسی حالت میں دورہ اجتہاد کا انقضاء حاصل ہے، البتہ بھی ایسے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں جو بالکل نئے ہوں، انھوں نے بظاہر اس پر غصہ نہیں کیا ہو، ایسے مسائل پر اجتہاد کی بحث چلتا نہیں ہے، ان مسائل کا اعلان کسی مسئلہ نہیں، ہر آپ اسے مسائل سے بہت ہی کم اہمیت رکھتے ہوں گے، زیادہ سی و کارشناس جیسے کو مسائل پر تبصرہ کے مسائل کسی نہ کسی نتیجے سے اس کا سراغ لے ہی جاتے گا، پھر عام طور پر اجتہاد کا دور ان کا خلافت کا عہد تھا جس تک خطر ناک تھا اس دور کے بعد اگرچہ اجتہاد کا زمانہ ختم ہو گیا لیکن اختلافات کا دور میں ترجیح کا مسئلہ قائم رہا۔ تیسرے دور میں اس کی کمی مروت باقی نہ رہی۔ اب امت کے ساتھ ہر جہت سے ایسی اسلامی نظام حیات موجود ہے، اگر یہ نظریے مختلف ہیں، مگر منبع واحد ہے۔

## دور تدوین میں مذاہب شیعہ

شروع میں چھ ذریعے ہیں کہ خلافت راشدہ کے بعد مسلمانوں میں بڑی سیاسی ٹولہوں میں بٹ گئے۔ چھوٹا ہی اسلام، تاریخی اور خفیہ۔ ان سیاسی ٹولہوں کے مذہبی نظریے بھی مختلف تھے جس سے سیاسی فرد میں بھی گہرا اثر ڈالا۔ تاریخی دور برسرِ حال سے قبل مسلم ہونے لگے۔ شدید اس دور میں مزبور کے ادراک تک ہیں۔

انہوں نے سب کو الی اسلئے سے الگ۔ اپنی فنیکی اہلیت کی ان کے کچھ مذاہب ختم ہو گئے مگر جن مذاہب رائج ہوئے اور اب تک موجود ہیں، ایک مذہب زیدہ، درمیان مذہب امامیہ یا اثنا عشریہ یا جعفریہ، تیسرا اسماعیلیہ۔

اب مذہب زیدہ زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ہے جنہوں نے کروڑوں مشام بن عبدالملک کے زمانے میں غمِ خلافت بٹھایا اور شیعہ ہوئے۔

یہ مذہب فرد میں مذہب اہلسنت سے بہت قریب ہے، اسولایہ لوگ گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلافت کا دائرہ محدود جانتے ہیں مگر خلفاء ثلاثہ حضرت عیسیٰ بن ابی طالب کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بھی صحیح جانتے ہیں اور ان کی تعظیم نہیں کرتے۔

اس مذہب کے سب سے بڑے راہی اور مصنف حسن بن علی بن الحسن بن زید بن علی بن الحسن بن علی بن موسیٰ ہے، مذہب زیدہ پر اس نے بہت سی کتابیں لکھیں، ایک کتاب مجموعہ فقہی (اصول فقہی) کی طرف بھی منسوب ہے۔

انہوں نے یہ بھی حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن الحسن بن زید (مسنیہ) بڑے فقہی تھے، انہوں نے کتاب السیال اور کتاب الہاج تالیف کی۔

زیدہ کے بھی شدید فرقے ہیں، مثلاً امام جعفر بن ابیہم اعلیٰ (کشت) کی طرف منسوب ہیں، اور امام جعفر بن ابیہم (مسنیہ) کی طرف نسبت دیتے ہیں، ان کی تالیف کتاب الہاج ہے، میں میں اب تک زیدوں کی حکومت ہے اور اکثر بھی زیدہ شیعہ ہیں۔

ابو امیہ یہ فرقہ زیدہ کے پیچھے امام جعفر الساذق کی طرف منسوب ہے۔ امام جعفر الساذق، اہلسنت کے مسلم امام ہیں، امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے ان سے روایت کی ہے، لیکن ابوحنیفہ محمد بن مسعود عیاشی اور امام محمد بن الحنفیہ وندھ زیدہ ہیں، میں نے نئی فتاویٰ امام جعفر کی طرف منسوب کی ہے، اہل سنت سے شائع کیا، اس نظر کے تحت امامیہ یا اثنا عشریہ کہلاتے۔

اس مذہب کی بنیاد ہے کہ امام معصوم ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم کے رضی اللہ عنہ و انھوں نے، خلفاء ثلاثہ کی خلافت صحیح نہیں اور ان کی روایت حجت ہے، حدیثیں وہی معتبر جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حاضر متبعین سے مروی

ہے مگر کہ یہ بھی ان کی مستقل حیثیت قائم نہیں رہی، مولانا انہا اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں، "خواندگار کی حالت ابھی تک بعض حصہ ممالک میں موجود ہے، چنانچہ غازی دلف شیعہ عبدالمکریم و زیدہ خواندگار ہیں تھے، غازی دلف کے پیچھے بیٹوں سے ہوتے تھے، مسرہ عبد العزیز زمر کے یہاں پھرتے تھے، کچھ سے طاقت رہی تھی۔

مگر فرقہ سیاسی فرد میں امام اہلسنت سے تقریباً بالکل متفق تھے، ان کو کچھ اختلاف تھا، صرف سیاسی اختلاف تھا، اسی لئے وہ فقط حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مکرر خطاب کرتے تھے اور خلیفہ راشد نہیں مانتے تھے۔

احکام بن وہ اب اس سے خلفائے گاہ اصول نہیں رکھتے تھے غازی عبدالمکریم کے پیچھے بھی سے کہا تھا۔ ہم لوگوں میں سے کچھ کو غرضی اصول کے باشندے ہیں، انکی اصول کے انکار امام احمد بن حنبلہ کے سلسلہ کو سزا کرنا چاہتے ہیں، و انہم اہل غم و غم۔

ہیں وہ ائمہ اہلسنت بالخصوص حضرت امام جعفر کی طرف منسوب اقوال کو قرآن کی طرح حجت شرعی جانتے ہیں۔ اجماع اور قیاس کے قائل نہیں ہیں، یہ لوگ فقہ کے قائل ہیں، یعنی حسب مرقع مذہب چھو پایا جائے اور اس کے علامات اظہار کیا جائے، چنانچہ جب ان کے ائمہ سے مختلف روایتیں ملتی ہیں جس سے اہل سنت کی تائید ہو تو فقہ پر قبول کرتے ہیں۔

یہ مذہب ایرانی ہیں اب تک رائج ہے۔ چند دیکھ میں ہیں اس مذہب کی پیروی ایک جماعت ہے۔

پھر کئی صدی میں مصر اور اس کے ملحق شہروں میں مذہب اصفہانی کا ظہور ہوا۔

**اصفہانی** یہ مذہب امام جعفر تصادق کے بیٹے امام اسکندری کی طرف منسوب ہے۔ محدثین اور فاضل مصری مکران نے اس کو مصر میں رائج کیا، لیکن چھٹی صدی میں جب مصر سے فاطمیوں کی حکومت ختم ہو گئی تو یہ مذہب بھی وہاں سے ختم ہو گیا اور پہلے کی طرح ائمہ اربعہ اہلسنت کے مذہب میں شامل ہو گئے۔

مذہب اصفہانی کے ماننے والے اب متفرق طور پر پورے پورے جانتے ہیں۔

ماذوری جو مرواہ کا فاضل عمرہ کھانا سے مشتہر ہیں، مگر یہ لوگ اپنے مذہب کو بہت زیادہ چھپاتے ہیں۔ تفصیل کسی کتاب میں بناتے۔

## دو شمار دور تقلید و تکمیل

یہ وہ چوتھی صدی سے غزوہ پاک کو ساتویں صدی تک ختم ہوا۔ اس دور میں تقریباً اجتہاد مطلق ختم کر دیا گیا، علماء بھی حرام کی طرح خاص خاص ائمہ کی تقلید کرنے لگے اور ان کا فقہ یا خبر دینے بہت سی کتابیں لکھیں، ان کے فقہ کردہ اصول براجمتہ وار۔ تفریع مسائل کے نام سے دور میں مذہب خاصہ کے مسائل کی تحقیق دکان میں چلی گئی، گویا ناداری ہوئی، بالآخر ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ہم انہر طاعت کی تصدیق پر عوام اور خاص اہلسنت کا تقریباً اجماع ہو گیا۔ اس دور میں مذہب ابوہریرہ میں اکثر فقہاء پیدا ہوئے۔

**تقلید** تقلید سے مراد یہ ہے کہ ایک مہینے امام کے تقریباً کردہ مسائل و احکام سمجھنے جائے اور ان کے اقوال کا اس طرح اقتداء کیا جائے کہ گویا وہ شمارت کے مخصوص ہیں، جن کی پیروی حقہ پر لازم ہے۔ اسی میں شک نہیں کہ بعد ازاں ان میں سے دور دور میں ایک ہر زمانہ میں اجتہاد اور فقہ موجود ہے۔

مجتہدہ و فقہاء نے جو کتاب دست لکھتے تھے ان کو انصاف سے استنباط احکام کی قدرت حاصل تھی، اور فقہ نام لکھتے جنہوں نے کتاب دست لکھ کر اس طرح نہیں سیکھا تھا جو ان کو استنباط کا اہل بنا سکے، اس لئے جہاں لوگوں کے سامنے کوئی مسئلہ پیش آتا تھا تو اپنے خیر کے فقہاء میں سے کسی فقہ کی طرف اس کے مطلق رجوع کرتے تھے جو ان کو فتوے دیتے تھے لیکن اس دور سے وہ اس عام طور پر لوگوں میں روح تقلید برپا کر گئی، علماء اور عوام سب اس میں شریک ہو گئے۔ چنانچہ پہلے یہ حالت تھی کہ فقہ کا طالب پہلے مدرس قرآن اور روایت صرف میں مشغول ہوتا تھا جو استنباط کی بنیاد بنائے لیکن اب وہ ایک مہینے کے مذہب کی کتابیں پڑھتا تھا اور اس طریقہ کا مدافع کرتا تھا جس کے دواہ اس سے پہلے وہ نہ احکام استنباط کرتا اور جب وہ اس کام کو پورا کرتا تھا تو علمائے فقہاء میں شراکے جانتے تھا، ان میں سے بعض بلند ہمت علما اپنے ائمہ کے مذہب پر کتابیں نابیندگی سے جوئے تو کر رہے کسی کتاب کا استنباط یا اس کی شرح یا اس کا رد ہوتا نہیں لیکن ان میں سے خود کسی نے اپنے لئے یا تو نہیں لکھا تو کسی مسئلہ پر ایسی بات کہے

جو اس قول کے مخالف ہیں جو کافر ہی اس کے امام نے دیا۔ الامام شاہ احمد۔

## اسباب تقلید

وگد میں دو تہ تعلیم مراد کرنے کے متعدد اسباب ہیں جن میں سے اہم یہ ہیں۔

۱۔ برگزیدہ اور اہل علم شاگرد۔

امام و متقدم کے طریقہ سے خورشید پڑے، عوام میں ان کی منزلت پر اور عوام ان پر اعتماد کرنے پر۔

متقدم اور اہل علم غمزدہ اپنے شاگرد بنا کر اپنے امام سے تعلیم منگنی نظر کر گئے ہیں، ان کے نفسی نظریے اور فرائض کی حمایت کرنے میں عوام میں جو گمان کا انتشار ہوتا ہے اسی لئے وہ اس میں تشریع کو دیکھتے ہیں اور طریقہ منہج پر جاملے۔

اس دور کے قبل دور میں مدرسین کے مشہور دانش کا حال آپ پرہ چلے ان کے تلامذہ اور تلامذہ کا تذکرہ بھی سن چکے، آپ نے دیکھا کہ وہ تلامذہ علمی اور عملی حیثیت سے نہایت بلند رتبہ والے تھے۔ اور باقی قوم کے عوام و خواص میں بلند پایہ تھے۔

انہوں نے اپنے امام کے علوم و مسائل کی اشاعت کی گمان نہیں کی تھی۔ مسائل مدون کئے، ان کے بعد اس دور میں بالواسطہ و قلدہ سیرت سے متنبہ ہوئے، ان کے مسائل کی اشاعت کی جگہ جن کو اپنے امام میں محکم کر دیا، ان کے انحصار میں جہل کی گرم بزاری کی، ان کے مسلک کے دفاع میں کہیں نہیں کیا، یہاں تک کہ عوام و خواص میں ان کے علوم و مسائل کو صحیح سمجھنا اور خوب سمجھنے لگے۔ مخالف افادہ ہو گئی، بدنام ہو گئی، لوگ مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔

فقہوں میں عقائد انہیں سے جب اس حزم و ظاہر کرنے تعلیم کے خوف آتا تھا تو انہیں اور متقدم شریعہ کی ترہیز سے شدید مخالفت ہوتی تھی، یہاں تک کہ ان میں حرم کی کتابوں کی خرید و فروخت بھی ممنوع قرار دی گئی تھی، ان کی گناہیں بچا دی گئیں۔

۲۔ عہدہ قضا۔ عہدہ قضا۔ وہاں میں قضا کے عہدہ ہونے سے جن میں اجتہاد کیوری صلاحیت ہوتی تھی، امثالہ ذیل سے ہمیں حالات دیکھنے کے، قضا کے عہدہ میں وہ چمکنے لگے، نتیجہ یہ ہوا کہ فقہاء و قاضیوں پر سخت چینی کرنے لگے جس کا لازمی انجام یہ ہوا کہ مجبور ہو کر قضا کے احکام مروجہ و مذکورہ کے ساتھ اپنے فیصلوں کو متعین کرنے لگے، اپنی رائے اور اجتہاد کو دخل دینا انہوں نے منکر کیا، تاکہ مخالفت نہ ہو، بلکہ علماء جو کہ خاص خاص امام کے نفی نظر کے حامی تھے اس لئے قضا کو بھی قسری امام کا مسلک، تسلیم کرنا پڑا اور قضا کی وجہ سے سزا کو بھی انہیں امام کے مذہب پر ملنا پڑا۔

۳۔ مذاہب کی تدوین۔ جس مذہب کو نابلی اعتماد مدون میرا تے وہ خوب پھیلا، امام ابوحنیفہ نے اپنے تلامذہ کی جماعت کے ساتھ خود اپنی فقہ تدوین کی ان کو اپنے شاگرد و میرے جو خود مجتہد، معتقد تھے، اور قاضی گر تھے اس لئے ان کا مذہب خوب پھیلا، بلکہ سب سے زیادہ پھیلا۔

امام شافعی نے اپنی فقہ خود مدون کی، ان کو مستند تلامذہ ملے جنہوں نے خوب انحصار مذہب کیا، اس لئے مذہب امام ابی حنیفہ کے بعد مذہب شافعی کی اشاعت ہوئی۔

امام مالک نے اپنے نفسی لفظ کی اشاعت کی، ان کے اچھے شاگردوں نے ان کی فقہ مدون کی شافعی کے بعد مالکیہ پھیل گئی۔ امام احمد نے خود انہیں مدون فقہ نہیں کی مگر اچھے شاگردوں نے ان کی فقہ تدوین کی، انہیں کی اشاعت کی۔

امام حنفی کے بعد ان کا مذہب پھیلا، اگرچہ پہلی کے مقابلے میں کچھ پھیلا، آخری امام امام کے مذہب چونکہ مدون ہوئے۔ اچھے شاگردوں نے ان کی اشاعت کی، اس لئے ان مذہب کی تقلید نے عمومی شکل اختیار کر لی، اس سے قبل امام شافعی کا قول قابل غور ہے، فرماتے ہیں۔

"فیست" "اکثر سے زیادہ تغیر تھے" "میں ان کے اصحاب نے ان کے علم کو منقول کر دیا۔"

مطلب یہ ہے کہ ان کو ایسے شاکر و سپرہر برے جوان کی فقہ کو مدوں کرتے، اس لئے حرام میں اس کی شاعت نہ ہوئی۔  
**تعلیل ائمہ اربعہ**  
 اور پھر میں بڑھ چکا ہوں صحت کے لئے جو ہر مسلمان میں دو مذہب ملے تھے، اور ان میں اہل الرائے کا  
 مسئلہ اور حجاز میں اہل ائمہ کی کا طریقہ جو انہوں کے امام اور میں امام ابو حنیفہ تھے، جنہوں نے سب  
 سے پہلے فقہ کا دور کیا، ان کا ہم تیر بقول مرتبہ ابن خلدون  
 "اس فقہ جسے کہ جس کو کول نہیں پہنچ سکتا، اس کی شہادت باہرین فی نفسہ امام مالکہ اور امام شافعی  
 نے دی ہے"

امام ابو حنیفہ نے اپنے مذہب کی بنیاد قرآن حکیم اور عراق کے مروج و معمول پر مبنی بنا دی، اس کے بعد قیاس و  
 استحسان سے بیعت زیادہ کام لیا۔ قرآن جو کچھ نہایت متعین نہ تھا، مختلف تہذیبوں و دہوں میں تبس و تباہی سے زیادہ پیچیدہ  
 ہو چکے تھے، اس لئے قیاس اور تفسیر مسائل کی کثرت وہاں دیگر جہوں پر فقہ حنفی بجا رہی، باضابطہ اور متروک تھی، عقل و درایت  
 کے اسکی مطالبہ تھی، اس لئے متعین مالکہ میں خوب بھٹی۔

دولت عباسیہ کے انحطاط کے بعد مسلمان مالکہ اسلام کا مذہب حنفی رہا۔ امام ابو حنیفہ کے متعلقہ عراق و ہند پاک  
 چین، یافان و اندلس سے جا کر ہمیں بہت پھیلے اور قح ملک اسی گزرتے سے موجود ہیں۔  
 حجاز و نجد، شام و یمن، مصر میں حنفیوں نے اپنی حنیفہ کی ہمیشہ کثرت رہی، البتہ بلاد مغرب اور اندلس میں حنفیت کا  
 مشورہ کم ہوا۔

ابن حنبل کے پیشوا ابو حنیفہ کے امام مالک بن انس ہونے پر حجاز میں مروج احادیث کے باہر تھے، آپ کو اکثر تعلقہ لائے احکام کے  
 استنباط کی عزت و عظمت تھی، انہوں نے قرآن حکیم و حجاز کے مروج احادیث و آثار و تعامل اہل مدینہ اندلس و ہندستان کو اپنی  
 فقہ کی اصل قرار دی۔

امام مالک کی فقہ نہایت سادہ اور بے تکلف انداز میں ہے، زیادہ تر سب تھی، تقریباً مسائل میں زیادہ نہیں تھی، تعامل  
 اہل مدینہ سے جو کچھ اکثر مروج مسائل کا عمل نکال لیا گیا تھا، اس لئے ان کے یہاں قیاس کی زیادہ کثرت نہیں تھی۔ یہ مذہب مدینہ  
 حجاز اور اس کے بعد مصر و حجاز اہل مغرب اور اندلس میں زیادہ پھیلا، بقول ابن خلدون، اس کی وجہ یہ تھی کہ گردانہ کے لوگ تحصیل  
 علم کے لئے مدینہ شریف زیادہ آتے تھے اور امام مالک کی فقہ سیکھ کر جاتے تھے اور اس کی شاعت کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ان میں بوقت  
 خلاف تھی وہ حضرات اہل مدینہ سے آشنا تھے، اس لئے ان کا سیلان فقر مالک کی طرف زیادہ اہم الکیت ہمیشہ ان کو مغرب رہی  
 جس طرح اہل عراق اور شرق میں حنفیت باریاد مغرب تھی۔

اس طرح دوسری صدی کے وسط میں فقہ کے دو مرکز قائم ہوئے، گونڈ میں حنفی مرکز اور مدینہ میں مالک۔ دونوں مرکزوں کے نصف  
 صدی قیام کے بعد امام شافعی قریشی نے دونوں مرکزوں کی فقہ سے ماخذ نئی فقہ مدوں کی، انہوں نے امام ابو حنیفہ کے شاکر دونوں سے  
 کوئی فقہ بھی اور امام مالک سے صرف فقہ ماص کی، دونوں سے غلطی فساد اس طرح مدوں کی، جس میں قرآن حکیم اور صحیح ترین  
 احادیث اہل حجاز اہل عراق اور پھر اجماع و قیاس، سب سے یکساں کام لیا، اہل مدینہ اندلس و ہندستان سے ملے رہے۔  
 امام شافعی کا مذہب مصر میں ان کے زمانہ میں رائج ہو گیا۔ حجاز و عراق، خراسان اور ماوراء النہر میں بھی پھیلا۔ اگرچہ حنفیوں کے  
 تعلقہ میں اس کا مذہب کم تھا، تاہم مذہب شافعی مذہب حنفی کا مقابلہ کر رہا۔

مذہب امام شافعی کے بعد چوتھے مذہب کے بانی امام احمد بن حنبل ہونے پر جو بیعت ہوئے کہ تھے۔ امام شافعی سے انہوں  
 نے فقہ حاصل کی اور لائے امام ابی حنیفہ سے کوئی فقہ سیکھی، وہ فرقہ و جماعت کی حدیثوں کے اپنے زمانہ میں سب سے بڑے باہر تھے  
 انہوں نے ایک نئی مذہبی بنیاد ڈالی، جس کی بنیاد قرآن حکیم اور ظاہر احادیث نبویہ اور آثار صحابہ پر رکھی، تعامل اہل مدینہ اندلس







اگر نے مستحب کیا، مگر مناد و ملت کی تصحیح نہیں کی، ان علماء کو اندہ تحریر کہا جائے، تحریر مناد کے سنی۔ یہی کہ حکم کی ملت سے بحث اور اس کی تحریر کی ملت۔

تخریج مناط سے زیادہ قویا، حنفیہ کا خلق رہا، کیونکہ بہت سے احکام جن کو انہوں نے اپنے اندر سے روایت کیا تھا، غیر حلال تھے اس لئے انہوں نے ان اصول کے بیان کے متعلق اجتہاد کیا جن کو ان کے اندر سے اپنے مستنبط کردہ مسائل میں اختیار کیا تھا۔ اگرچہ بیان ملت و مناط میں کبھی اختلاف بھی ہوا تھا۔ حنفیہ و مناد حکم کی تحریر کے بعد اسی کی مدد میں وہ ان مسائل کی تفسیر بھی کرتے تھے جن کے متعلق ان کے امام کی تصریح نہیں تھی، بشرطیکہ اس حکم کی ملت ان کو مسلم ہو جائے جن کے مطلق ان کے امام کی تصریح مقبض ہے۔ یہ لوگ مجتہدین المسائل کہلاتے ہیں۔

فقہائے حنفیہ نے اسی اصول یعنی تحریر مناد کے ذریعہ اپنے اصول فقہ میں بہت سے رد و احوال ضوابط بیان کیے جن کی تصریح صاحب فریبہ سے نہیں ہے، مگر امام کے مسائل مستنبط کی تصریحات سے انہوں نے اس مناد حکم اور ملت و ضابطہ کی تحریر کی۔

فقہائے حنفیہ نے تخریج مناد کے ذریعہ تنقیح اصول کا کام نہیں کیا اس لئے کہ امام شافعی نے خود اپنے اصول فقہ کی تفسیر بھی کی، حال مالکیہ اور حنبلیہ کا تھا، کیونکہ وہ جدل و مناظرہ کے میدانِ فہم میں ہمیشہ انگڑے لگاتے تھے۔

۲۔ اس دور کے فقہاء صاحب فریبہ اور ان کے خلفاء و پیروں میں ترجیح دینے والے بھی تھے، یہ لوگ اصحاب ترجیح کہلاتے ہیں۔

۳۔ مجتہدین المسائل، اصحاب تخریج اور اصحاب ترجیح فقہاء کے علاوہ دوسرے ہر فرقہ کے اہل علم نے اپنے اندر تفسیر اس دور میں اپنے اپنے مذہب کی تائید کی، اجماع و تائید کے معنی یہ ہیں کہ اپنے اپنے مذہب کے تمام کی وسعت علم و دور و صفت، ملکہ اجتہاد، حسن استدلال و تفسیر کے ساتھ مندرجہ کتب و سنت کی خوب اشاعت کی اور تفصیلی تائید اس طریق کی کہ اپنے امام کے مذہب اور مسائل کی تائید میں رسلے لکھے، مناظرے کئے اور اس کی ترجیح کی پوری سعی کی۔

اس دور کے فقہاء اپنے اپنے فکر کے مذہب کے مکمل خیال کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اندر ان اصول و ضابطہ یعنی مجتہدین الدین اور مجتہدین المذہب کی مختلف روایتوں میں ترجیح دینا، ان کے رد و حل ظاہر کئے، مناد احکام کی تحریر کی اور پھر ان بیان مسائل کی جن کے بارے میں ان کے فکر کی تصریحات موجود نہ تھیں، تفسیر کی اور غور سے بحث کی اپنے اپنے مذہب کا امتداد کیا، اجماع کی اشاعت کی۔

اب ہم ان مشاہیر کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے کتابیں لکھیں اور انہوں نے جو کچھ کھادہ دور آخر کے فقہاء کے لئے بنیاد ہو گیا۔

پہلے ہم چند منتخب فقہاء حنفیہ کا ذکر کرتے ہیں، ان کے بعد دوسرے ائمہ کے چند منتخب فقہاء کا ذکر کریں گے۔

۱۔ ابو اُمییر عبد اللہ بن الحسن الکوفی۔ عراقی ہیں، رئیس فقہاء حنفیہ مجتہدین المسائل تھے، ولادت ۱۸۰ھ وفات ۲۴۰ھ۔

۲۔ محمد بن احمد بن عبد اللہ بن زبیری، الحاکم الشیخ، امام حنبلی فقہ، محدث ساتھ بزرگ حدیث کے حافظ، صاحب مستدرک، حاکم کے استاذ۔ تولد ۱۸۰ھ۔ اس کتاب میں انہوں نے خطا پرانہ روایات کو مٹا کر مسائل کی کتاب لکھی (۳۴۰ھ)۔

۳۔ ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن ابی الہندی، شیخ امام، ان کا لقب ابو حنیفہ صلیح تھا۔ (۳۳۰ھ)۔

۴۔ ابو یوسف محمد بن ابی الہندی، شافعی، کوفی، تولد شرح مختصر طحاوی، شرح جامع بحر رسالہ اصل فقہ کتاب ادب الفقہاء وغیرہ وفات ۲۴۰ھ۔

۵۔ ابو یوسف محمد بن ابی الہندی، صاحب تخریج میں تھے، تولد احکام القرآن، شرح جامع ادب الفقہاء وغیرہ (۳۳۰ھ)۔

۶۔ امام الہدی ابو اعلیٰ نصر بن محمد بن محمد بن عبد اللہ بن ابی الہندی، تولد قرطبی، ابی حنبلہ و الشافعی، غرر الفقہاء، استبان شرع جامع





۱۰۔ ابو الحسن علی بن محمد بن خلف الحارثی المعروف ابن مغالسی محمد فقیہ و اصول مولف کتاب الہدی الفقه، حکم النبیانہ و کتاب  
ملخص الموطا (منہ ۱۲۵)

۱۱۔ کاظمی عبدوہاب بن نصر البزاز دیلمی مالکی۔ متاخر از غرض تفسیر ہے۔ پہلے بغداد میں تھے، پھر مصر گئے، مولف کتاب المغلوۃ ہے۔  
(۱۲) ماد الوجہۃ کتاب الطہرۃ و کتاب اللذۃ، شرح بدوۃ وغیرہ (منہ ۱۲۵)

۱۳۔ ابوالقاسم عبد الرحمن بن یحییٰ القفزی انور بن سیدنا۔ شاہر علماء افریقہ میں تھے۔  
۱۴۔ ابوبکر محمد بن عبد الشریف بن العیسیٰ بن فقیہ اور غرض کے اہل تھے۔ مولف جامع بدوۃ و کتاب غرض فی، ہمیشہ حجاز میں رہتے  
تھے (منہ ۱۲۵)

۱۵۔ ابوالوہاب سلیمان بن خلف الباقی۔ اندلس میں عربیت و فقہ شافعی۔ پھر مشرق گئے، ابن حزم کے صاحب تھے، ان سے خوب مناظر  
کئے۔ مولف کتاب الاستبصار فی شرح الموطا و کتاب التفسیر و کتاب السراج و کتاب مسائل اللغات، کتاب الہدایہ فی اختصار البدوۃ شرح الفقه  
کتاب احکام الفہر فی الاحکام الاصولی وغیرہ (منہ ۱۲۵)

۱۶۔ ابو الحسن علی بن محمد البزلی المعروف القفزی البزلی، مولف تفتیح البدوۃ و غیرہ (منہ ۱۲۵)  
۱۷۔ ابوالوہاب محمد بن احمد بن رشید القزلباشی، اندلس و مغرب میں فقہ حنفی کے رئیس، نہایت دقیق النظر اور جید الفہم تھے، مولف کتاب  
ایمان و تحصیل ہدایہ المستخرج من اتوجیہ السبل، کتاب المقدمات و ادان کتب البدوۃ وغیرہ، مشکل الاضافۃ فی تصدیق کی  
تحقیق کی (منہ ۱۲۵)

۱۸۔ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عمر التیمی انور مالکی العقلمی۔ الزلیہ و مغرب کے امام، مولف شرح مسلم، شرح کتب تفتیح، شرح برہان  
محصل بن برہان الاصول (منہ ۱۲۵)

۱۹۔ ابوبکر محمد بن عبد اللہ المعروف ابن العربی الحارثی الانجلی مولف کتاب احکام القرآن و کتاب المساک فی شرح الموطا کتاب  
المحصل فی الاصول (منہ ۱۲۵)

۲۰۔ قاضی ابو الفضل عیاض بن یحییٰ بن عیاض الحسینی بصری حریث و تفسیر کے امام، فقیہ و اہل حق مولف تقریب المساک المعروف  
اعلام منہب الہ، اكمال شرح مسلم، کتاب الشفاء مشار فی الاثار فی التزیید وغیرہ۔ (منہ ۱۲۵)

۲۱۔ تلمیذ بن یحییٰ النونی۔ مولف شرح التہذیب المعروف بالموہب الدریع فی الفقه (منہ ۱۲۵)

۲۲۔ محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشید الشہر بالمقصدان، ابن پر وایت سے زیادہ نہایت کاغذی تھا۔ اندلس کے بڑے فاضل  
فقیہ و فلسفی۔ مولف خلاصہ اصول مستحصل، ان کی اہم تالیف ہدایہ المجتہد و نہایت المقتصد ہے، جس میں انہی نے مذہب اہل  
کے اختلاف کے اسباب و اصل بیان کئے (منہ ۱۲۵)

۲۳۔ ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن شمس المظاہری السوری مولف الجوامع الثمینیہ فی مذہب عالم الفریۃ (منہ ۱۲۵)

۲۴۔ جمال الدین ابو محمد عثمان بن عمر بن ابوبکر محمد بن العربی بن حاجب مولف المختصر وغیرہ (منہ ۱۲۵)

۲۵۔ ابن وکیل جو انکا پوتا تھا، امام شافعی کے مذہب کے، خواہ وہ یہ کہ وہ اکثر عراقی جو اسکی امداد و اعانتہ  
کے رہتے دیکھتے، چند شاہرہ ہیں۔

۱۔ ابوالحسن بن ابی یحییٰ بن احمد المرادی، اپنے زلف میں ملائکہ تھے، فاضل و جید، مولف شرح منہب الہ و کتاب ہدایہ و کتاب ہدایہ  
۲۔ ابوالحسن محمد بن سید بن ابی القاسم الحارثی مولف کتاب الحاشیہ وغیرہ (منہ ۱۲۵)

۳۔ ابوبکر احمد بن اسحق العسقلانی البزلی، مولف کتاب الاحکام (منہ ۱۲۵)

۴۔ ابوالحسن بن محمد بن الحسن المعروف بابن ابی برہہ مولف شرح الفہر (منہ ۱۲۵)



تختلف عنہم بلکس، ۳۵ھ میں وفات پائی۔

۲۱۔ ابو اسحق زرارہ بن منہور بن سلم الحارثی القصبی انصری، شاعر مذہب (۳۹۹ھ)

۲۲۔ ابو سعید بن ابی شیبہ، مشہور معروف بزرگ ابی سعید بن ابی شیبہ، الموصلی، قاضی القضاۃ دمشق، مولف مثنوی الذہب علی نبات المذهب، کتاب الاستعداد، مشہور المعروف فی سرائر الشریعہ، التفسیر، کتاب الاشارة فی معرفة المذهب۔

۲۳۔ ابو القاسم عبد النور بن محمد النور، دینی الافاضل، حلیۃ القصر، البکر بن جیسہ، الفوسہ، العزیز شرح الوہب، یہ کتاب نقد ثانی میں مشہور، تذکرہ ہے، دینی شے فقہیہ اور درجہ اجتناب کے جوہر ہے۔ (۳۹۹ھ)

۲۴۔ ابی الدین ابو کریم بن محمد بن علی النوری، دعات، آخر الحقیق، صنی زاید، نقباء شافعی، اصحاب ترمذی کا درجہ رکھتے تھے، مولف الروضۃ، المنہج وغیرہ (۳۹۹ھ)

**فقہیہ حنفیہ** فقہ حنفی کے پروردگار تھے، ان کی فقہ بنیاد سادہ اور محدث کے خلاف تھی، اس لئے اس مسئلے میں زیادہ احادیث تھیں، جو مسئلے میں وہ فقہ سے زیادہ بحث کئے جاتے ہیں۔ بہر حال یہاں ان میں سے

دو بزرگوں کا نام ہم لکھتے ہیں۔

۱۔ شیخ الاسلام حافظ ابو حنیفہ بن محمد ابو حنیفہ لانہاری دعات ۳۹۹ھ۔ وفات ۲۸۰ھ، محدث اور صوفی تھے مولف الاربعین، کتاب الفوائد، کتاب ذم الکلام، وہم کتاب غازی، اسرار وغیرہ ان کو حنفیت سے بڑا شغف تھا، فریاد تھی کہ

انا حنفی ما حنیف وان امت فوصیتی للناس ان یتحنبلوا

۲۔ حافظ شمس الدین ابو الفرج عبدالرحمن بن علی المعروف بابی النور، بغدادی، مشہور محدث، عرفہ بوضوحات، صفحہ الصفحہ بلکس الجیس، اخبار الاخبار، منہاج العارفين (۳۹۹ھ)

## مذہب اربعہ کے چار مقدس اکابر اولیاء اللہ

(۱)

مرحلۃ شیوخ، مشائخ، غوث، عظیم محبوب سبحانی، قصب الاقطاب، غوث الثقلین، امام الطائفتین، شیخ الاسلام والبلین، حضرت سینا بن ابی بکر بن عبدالقادر الجینی، الحنفی، بغدادی، غوثی، دعات ۳۹۹ھ۔ وفات ۵۱۱ھ۔

(۲)

مرحلۃ سلسلہ حضرت سہروردی حضرت شیخ الشیوخ سینا شہاب الحق والدین ابو حفص عمر بن عبداللہ بن محمد الصوفی السہروردی البغدادی الشافعی، دعات ۳۹۹ھ۔ وفات ۴۲۵ھ۔

(۳)

مرحلۃ سلسلہ حضرت چشت الہیہ حضرت سلطان اللہ خواجہ غریب نواز، سید، شیخ عین الحق والعلی والدین حسن الحسینی السمرقندی الذہیری، الحنفی۔ دعات ۳۹۹ھ۔ وفات ۴۵۵ھ۔

(۴)

مرحلۃ الہی ترمذی حضرت عارف کبیر شیخ اکبر صدیقی، الحق والدین محمد بن علی، ابن محمد بن حلال الطائی، القاضی الاندلسی المالکی، دعات ۳۹۹ھ۔ وفات ۴۵۵ھ۔ صنی وافرہ، صنیہ دار نظام۔ کھ و سامع بارک، بہرہ کائنات، دور کو ہم ختم کرتے ہیں۔

## تیسرا دور دور تقلید محض

یہ دور یعنی فقہ زمانہ تقلید محض، ساتویں صدی کے وسط سے شروع ہوا کہ تا آج تک قائم ہے، اس دور میں اجتہاد کی بجائے بالکل رک گئیں، ان کا کام طے شدہ فقہ کی مسائل کی تحقیق و تقریب کا سلسلہ بن گیا۔ جن اور مناظرے کی گرم باتا بھی سوچ کر ہی خاص اپنے مذہب کے مابین لڑنے کی اور دافعالی پرست بہت بڑے مسائل خاص اور عام قائم ہو گئے دور پرستہ میں انھوں کی دعا تلاش کی جائے گی۔ دوسرے مذاہب اور ان کی کتابوں سے فقہ قیام پر طبع کا تعلق مشتق ہو گیا۔ اس دور میں چند علماء کے علاوہ مذہب اجتہاد تک پہنچنے والے علماء بھی نظر نہیں آتے، جو ہیں وہ بھی نصف اول میں مشکوہ تقلید میں کہلی، ابن الہمام، زہبی، ابن الدین کمال، یاسار وغیرہ۔

مالک بن انس (متوفی ۱۷۹ھ) وغیرہ، شافعیہ میں عزن بن عبد السلام (متوفی ۳۸۶ھ) ابن مسکی (متوفی ۳۸۶ھ) سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) وغیرہ اور حنبلیہ میں ترمذی (متوفی ۳۲۰ھ) ابن القیم (متوفی ۷۵۱ھ) وغیرہ جو مذاہب ابجد کے بہترین علماء تھے۔ مگر وہ بھی فقہ اسباب سے بڑھ نہ سکے۔ انھوں کے عقیدے میں ان کے اہل مقبول نہ ہو سکے ان کو بھی طوفاً اور سبقت پر ہمارے ہیں، لیکن اس دور کے نقصان سے جو بہترین حدیث کے قریب تھا وہ سے شروع ہوا ہے حالت بالکل بدل گئی، فسان راہ میں بغیر آگے، کچھ اعلان کرنا گیا کہ کسی فقہی کراہت یا ترجیح کا حق خاص نہیں۔ اس کا رد نہ کرنا گوارا، بلکہ قدامت کی کتابوں اور لوگوں کے دوسان بھی دیکھنا اہل برکتی، معرفت ان کیا لڑی برکت کرنا پڑی جان کے مسئلے تھے۔

اس دور میں یہ تودہ دوم کی کتابیں دی اور انھوں سے تفسیر اور فہم لکھے گئے جو اس دور کے غرض و مقصد ان کا کھنڈ جو، نہ ہو گیا، اس لئے اس کی شرحیں حاشیوں اور تعلقات لکھاؤں، اہل متون و غرور دور جدید کتاب قادی و مذاہب رہا، میں سے ہر مہمب کے عقائد خاص کا اردو مذہب۔

- ۱۔ امام اسد دور کے چند خصوصیات کی کارہ تقلید کے تصور نہ کر کے بعد میں آئے کو ختم کرتے ہیں۔
- ۲۔ تاریخ الشریعہ محمود بن عبد القادر آل بکری النعمانی بولف شروع کیا وہ تین مشہور وقایہ اور ذیاد (حدائق الدارین) میں متن کو بولف نے حد الشریعہ ناما اپنے لکھنے کے لئے پایہ سے منتخب کر کے کچھ تھا، وفات متوفی ۷۸۰ھ۔
- ۳۔ تراجم ابوابہ و مختاریں محمود بن حنفی بولف تیسرا و چھٹی شرح تدوین (متوفی ۷۸۰ھ)۔
- ۴۔ ابوالفتح عبد الرحیم بن ابی بکر عبد الجلیل المرصانی السمرقندی بولف اصول ماہ و دیگرہ۔
- ۵۔ ابوالفضل محمد بن عبد اللہ بن محمود و ابوالحسنی بولف المختار (۷۸۰ھ) و شرح الاختصار (متوفی ۷۸۰ھ)۔
- ۶۔ الفیہ بن ابی الفیہ بولف عقائد مشہورہ فقہ وغیرہ (متوفی ۷۸۰ھ)۔
- ۷۔ ابن الساعاتی منطق الدین احمد بن علی بن فہمب بغدادی بولف ضیاع البحرین وغیرہ (متوفی ۷۸۰ھ)۔
- ۸۔ الفیہ بن ابی الفیہ بولف عقائد مشہورہ و اہل مدین متن کثیر الدقائق، اصول میں اہل و دیگرہ (متوفی ۷۸۰ھ)۔
- ۹۔ مکرر استنبط ان کی مشہور کتابیں ہیں (متوفی ۷۸۰ھ)۔

- ۱۰۔ مختار حاتم الدین حسن بن علی فقہ بولف مذہب شریعہ ہدایہ (متوفی ۷۸۰ھ)۔
- ۱۱۔ معرفت سلسلہ مذہب شریعہ حضرت نظام الدین اویسا و سلطان الشریعہ محمد بن علی و تھاری و دیگرہ صوفی فقہ





۳۶۔ لہ خیر بن محمد بن فرامرز فقہی مولف غرر الحکام ودر الحکام ودرناہ الامور (۱۰۸۵ھ)  
۳۷۔ ابن کلب شامی حاد وغیرہ

۳۸۔ شیخ من جی فقہیہ (۱۰۸۵ھ)

۳۹۔ یوسف بن حبیب توفانی فی جلی مولف وغیرہ العقیہ شہ شرح وقایہ (۱۰۸۵ھ)

۴۰۔ ابراہیم بن سدی طرابلسی مولف ابراہیم در واجب الرمن اوقات (۱۰۸۵ھ)

۴۱۔ مولانا ابدا رحیم شاہ دہلیہ ازوی فقہیہ وغیرہ (۱۰۸۵ھ)

۴۲۔ احمد بن سیدان بن کمالی شامی دلی صاحب تعانیف شریعہ جامعہ بیوطی (۱۰۸۵ھ) ان کا شاہد اصحاب ترجیح میں ہے مولف  
شرح جامی، اصطلاح وقایہ وغیرہ (۱۰۸۵ھ)

۴۳۔ شیخ بدہ بدلی استاد شیر شاہ سوری اس جگہ کے شیخ الاسلام

۴۴۔ ملا عصام الدین بن ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ فقہیہ مولف شرح شرح وقایہ وغیرہ (۱۰۸۵ھ)

۴۵۔ سعدی علی سعید الدین عینی بن امیر مال مفتی، مکتی حایہ (۱۰۸۵ھ)

۴۶۔ شیخ زاہد دہلی فی الدین محمد بن مسیح الدین مولف مجلہ الدین وغیرہ (۱۰۸۵ھ)

۴۷۔ حبیب ابراہیم بن محمد بن ابراہیم مولف مفتی الماخر کیری، شرح منہ المصلیٰ وغیرہ (۱۰۸۵ھ)

۴۸۔ عبد القلی برجندی شامی کتھر وقایہ

۴۹۔ فیض الدین محمد انور سانی القسستانی مولف جامع الزہد (۱۰۸۵ھ)

۵۰۔ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم مولف الاشباہ والنظائر بحر الرئی، رسائل نعیمیہ، شرح مدار، حاشیہ جامیہ وغیرہ

(۱۰۸۵ھ)

۵۱۔ برکی فی الدین محمد بن یزید مولف (فیہ محمدیہ) (۱۰۸۵ھ)

۵۲۔ مفتی ابو السو محمد بن محمد بن مصطفیٰ مفتی دوم مولف حاشیہ ملا مسکین (۱۰۸۵ھ)

۵۳۔ مولانا دین محمد قرظی مفتی مولف خدا کا مادیہ (۱۰۸۵ھ)

۵۴۔ قاضی زاہد شمس الدین احمد مولف محمد فتح القدر بدہ وغیرہ (۱۰۸۵ھ)

۵۵۔ قمر شاہی محمد بن عبد القدر بن احمد مولف نوایا البصار ومعین المفتی و تحفۃ القرآن و شرح مواہب الرحمن و شرح زاد  
العقیدہ و شرح دہیانہ وغیرہ (۱۰۸۵ھ)

۵۶۔ قاضی ابو الفتح بلکلی، قاضی بلکام فقہیہ (۱۰۸۵ھ)

۵۷۔ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد ابی شامی نقشبندی دینی ائمہ، فقہیہ بحث محوی (۱۰۸۵ھ)

۵۸۔ مفتی قادر نور الدین بن سعد بن مولف نقایہ حرقۃ وغیرہ (۱۰۸۵ھ)

۵۹۔ امام ازلیا حضرت ابی ابی محمد دلف ثانی شیخ احمد فاروقی مرندی، دینی ائمہ، مکتب شریفہ میں آپسے خطاب  
حقیقۃ کاتب امتضا قرطبیہ اوقات (۱۰۸۵ھ)

۶۰۔ شیخ ابیہ حضرت عبد الحی محدث دہری مولف نعاۃ و اشعۃ النہ و شرح سفر السعاده وغیرہ (۱۰۸۵ھ)

۶۱۔ مرزا امجد الکیم سبکوٹی، قاضی نجاب فقہیہ معقوی (۱۰۸۵ھ)

۶۲۔ شیخ حسن شرنودی مولف نور الایضام و مرآۃ الفلاح (۱۰۸۵ھ)

۶۳۔ خیر الدین دلی بن احمد نور الدین علی بن ذہب الدین بن مولف فتاویٰ خیریہ (۱۰۸۵ھ)

- ۶۲۔ مصنف کی حوالہ الہی مجری علی بن محمد صاحب دکن اور دہلی الشیخ و فیروہ (مشتہد)
- ۶۵۔ عالمگیر ادب گزیرب اور شاہ ہندوستانی عالمگیری اپنی نگارنی میں ملتا۔ کہ ایک جماعت سے ثابت کرنا کہ پوسہ ہندوستانی میں اس کو نافذ کیا (مشتہد) اور ترجمہ ہو چکا ہے۔
- ۶۶۔ فراموشی سے الہی مجری بنی خواجہ غلام محمد نوٹنہندی مولف قادی نقشبندیہ۔
- ۶۷۔ صاحب اللہ یادگار مولف مسلم الثبوت و فیروہ (مشتہد)
- ۶۸۔ طبعیون مشیخ احمد صدیقی مولف نور الانوار و تفسیر احمدی و فیروہ (وفات ۱۱۳۳ھ)
- ۶۹۔ نظام الدین بہاؤ الدین، عبد الغفری کے تفسیر، قادی عالمگیری کی مجلس تالیف کے صدر (مشتہد)
- ۷۰۔ نظام الدین بہاؤ الدین مانی دہلی نظامی شاد مولف مسلم الثبوت (مشتہد)
- ۷۱۔ امام المہد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (مشتہد)
- ۷۲۔ صاحب الفروع مدنی فقہ محدث مقلدی، شارح و نظام الدین و شاہ ولی اللہ مانی مدرسہ بکلتہ۔
- ۷۳۔ تاجی شاہ الشریانی قادی مولف تفسیر المادین (مشتہد)
- ۷۴۔ بحر العلوم عبد العالی تلمیذی مولف و سائل ملاکان و فیروہ وفات ۱۲۲۹ھ
- ۷۵۔ امام المہد شاہ عبد العزیز محدث صاحب خانہ عزیزیہ (مشتہد)
- ۷۶۔ علامہ طہطاوی سید امروفتی، محقق و تفسیر و ترقی القواعد وفات ۱۲۴۹ھ
- ۷۷۔ علامہ شامی سید محمد امین المشہد بایں صاحبی مولف رد المحتار و تفتیح قادی مادریہ و فیروہ (مشتہد)
- ۷۸۔ مفتی بشار الدین شاہ محمد بن عبد اللہ، تفسیر، مفسر مولف روح المعانی (مشتہد)
- ۷۹۔ مفتی حنایت احمد مولف محاسن العمل فیہاں الفردوس و فیروہ وفات ۱۲۴۹ھ
- ۸۰۔ مفتی محمد امین، صدر المصنوع و ولی، مولف منتہی المقال و فیروہ (مشتہد)
- ۸۱۔ مولانا کریم علی چاند پوری، تفسیر، مولف مفتاح الجمع (مشتہد)
- ۸۲۔ مفتی محمد اللہ مولف فتاویٰ سعید (مشتہد)
- ۸۳۔ مفتی اسد اللہ، مفتی فتح پور، صدر المصنوع و فیروہ (مشتہد)
- ۸۴۔ مفتی عبد الرحمن سراج مفتی مکر مکر۔
- ۸۵۔ مولانا جلالی، ترقی کل گھنٹی، مولف حاشیہ حاشیہ فرح و قایہ سبایہ، بحر و قادی (مشتہد)
- ۸۶۔ مولانا شاد حسین ماہروی مولف انتصار الحق و قادی و شہید (مشتہد)
- ۸۷۔ مفتی المسلم العلماء مولانا ولایت حسین، مفتی مدرسہ عالیہ بکلتہ۔
- ۸۸۔ مولانا رشید احمد گنگوہی، محدث تفسیر، مولیٰ، (مشتہد)
- ۸۹۔ مفتی عزیز الرحمن صاحب، تفسیر، مولیٰ، مفتی عظیم ہندوینہ (مشتہد)
- ۹۰۔ مفتی عبداللہ بنی بہاؤی، تفسیر و مفتی، محمد حسن مدرسہ عالیہ بکلتہ (مشتہد)
- ۹۱۔ مفتی لطف اللہ بیگدھی، استاد العلماء، تفسیر (مشتہد)
- ۹۲۔ مولانا وکیل احمد سکندر پوری، مولف شرح الاشباہ (مشتہد)
- ۹۳۔ مولف محمد حسن بنعلی عثمانی ہادیہ (مشتہد)
- ۹۴۔ شیخ احمد مولانا محمد الحسن صاحب، دہلوی، تفسیر محدث مدرسہ المدینہ مدرسہ دیوبند۔
- ۹۵۔ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مولف قادی ریسہ (مشتہد)

- ۹۶۔ مولانا بیگزاد نور محمد صاحب دہلوی دینی و فقیہ مولف فتاویٰ دہلویہ (سہ ماہی)  
 ۹۷۔ مولانا مشتاق احمد کاکڑی، فقیہ، حنفی و شیعہ مایہ، شرح مناسک تہذیبیہ (۱۳۵۱ھ)  
 ۹۸۔ مولانا محمد علی صاحب الفتاویٰ حنفی و شیعہ مایہ (سہ ماہی)  
 ۹۹۔ مولانا فاضل احمد صاحب، شرح فرائض الفتاویٰ (سہ ماہی)  
 ۱۰۰۔ حکیم لالہ بہار اشرفی صاحب فتاویٰ فقیہ حنفی مولف فتاویٰ املویہ (سہ ماہی)  
 ۱۰۱۔ مولانا محمد سہیل صاحب حنفی و شیعہ مایہ (سہ ماہی)  
 ۱۰۲۔ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب حنفی و شیعہ مایہ (سہ ماہی)  
 ان ہندوؤں کے علاوہ ادیبین سے فقہائے کرام مذکورہ ہیں۔ اللہ ان تمام پرچہ شمار ہفتیں نازل فرمائے۔ و ہمہ اللہ  
 رحمۃ واحدہ۔

## اصول فقہ

فروع دانش از اقسام مست قیاس یا تقدیر و حواس است  
 قرآن حکیم افلا تعقلون، و القوم یحقلون اور لعلکم تعقلون۔ متعدد افراد کو عقل کی طرف رجوع کرنے کی ایسا روبرو  
 دیا ہے۔ یہی عقل: خدا کے عظیم انعام نعمت ہے خواہش المخلوقات اللہ کو روئے تمام مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے، ان عقل  
 کے ذریعہ انسان حواس خمسہ سے حاصل کی ہوئی چیزوں کو سمجھتا ہے، ادا میں باہم امتیاز کرتا ہے، پھر ان سے بہت مزی فیہ مضمون  
 چیزوں کا علم حاصل کرتا ہے، اسی تفہیم کا نام عقل ہے اور حاصل شدہ معلومات عقلات کہلاتے ہیں۔  
 اگر اسی عقل سے وہی اپنی کتاب افتاد و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھنے میں کام لیں تو وہ عقل فی الدین کہلاتا ہے،  
 سمجھنے کے جان سے جو معلومات دینی حاصل کریں وہی اجتہادی معلومات سماں مجتہد اور مروجہ مذہب ہیں، (اس سے تمام سیوطی  
 نے فقہ کی تعریف اس طرح کی ہے۔

انفقہ عقول من منقول منقول  
 منقول سے بروید عقل حاصل کی ہوئی چیز فقہ ہے۔

اسی تعریف کے بموجب علماء سنن ترمذی، ترمذی، داہمی، نو، ان کا عقلی اختلافات سے ہوا، و حدیثات و عقائد سے  
 ہوئی، جب سے کہ امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب عقائد سے متعلق مشہور کتاب کا نام فقہ کہہ رہے، بعد صحابہؓ کے ختم ہو جانے پر  
 ہر علم کے ضاعت کی صورت اختیار کرتی تو اختلافات سے متعلق معلومات کا نام علم کلام ہو گیا، و حدیثات کے تصوف کا علم بعد ازاں  
 عقائد سے متعلق حصے کا نام علم الفقہ، ہوا علم فقہ کی تعریف اس طرح منسب ہوئی۔

شہ آدمی مولانا مشتاق احمد مرحوم و حضور در سر عالیہ کلکتہ کے فقہر اول تھے مولف نے علم فقہ بولا، مرحوم سے حاصل کیا اجازت درس و افتاد کے بعد  
 فقہ مولف کے مشاہدہ سے مشاہدہ و تک، ح و خزین اللہ و دروس برآمد و با مشاہدہ سے فقہ مذکورہ اسی مذہب پر سرور عالیہ کلکتہ سے وادہ  
 رہا تبصرہ مذکورہ کے بعد سے ایک کتب خانہ عالمیہ کے تحت وادہ سے متعلق ہے فقہ اور اصول میں مولف کا ایمان حسب ذیل ہیں۔

فقہ: ان کی روایت، حدیث یا کسی بزرگ فقہر کو کہو۔ الافاضل، ارکان اور بعض فقہر، کتاب بدلت الامان و التبشر السبیل، و لعلہ الغلظہ  
 القرونی، الکملہ و النبی، و آخر کما ساق المجلد و فرہ۔

اصول فقہ: لعلہ الاموال فقہ برکتی، التبشر الفقہر، الہدایہ الفقہیہ، وادہ لعلہ، کملہ البرکتی و فرہ و سید محمد عظیم الاحسان غفرلہ

العشر بالاحکام الشرعیة البلیغة صحت  
یعنی فقہ ان احکام شرعیہ علیہ کے علم کا ناہی ہے جو ان کے  
تفصیلی دلائل سے حاصل کئے گئے ہوں۔

ظاہر ہے کہ جب تدوین فقہ کا خیال ہوا اور اول سے مسائل کے استنباط پر غور کیا جاوے، تو ان اصول قواعد کے تعین کی  
بھی ضرورت محسوس کی گئی ہوگی جس کے ذریعہ احکام کا استنباط کیا جاسکے، فرض و واجب، حرام و حلال اور مطلق و مکروہ کے دو سے قیاس  
کئے جاسکیں ان اصطلاحات کا یہ دو نم ہو سکے وغیرہ اور اس طرح اصول فقہ کا مدون ہونا ناگزیر رہتا۔  
اغلب یہ ہے کہ تدوین فقہ کے ساتھ امام ابوحنیفہ نے اصول و ضوابط کی طرف توجہ دے کر دی ہوگی، علامہ صفیری مرحوم نے لکھا ہے  
کہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے اصول فقہ پر کتابیں لکھیں، لیکن جو کہ ان کتابوں کا علم نہیں اور جو کہ علم ہے وہ امام شافعی کا رسالہ  
اصول فقہ ہے جس کو انہوں نے کتاب الامم کے مقدمہ کے طور پر تالیف کیا اور وہ امام طور پر مکتبی ہے، اس لئے اس علم کو احصالی  
سنگ بننا اور عظیم القدر ذخیرہ بحث ہم اسی کو خیال کرتے ہیں۔

امام شافعیؒ نے اپنی کتاب اصول فقہ میں کتاب وصفت، اوامر، نواہی، اذیہ، حریمت، نسخ، غفل، اعاذت، خبر و احوال، اطلاق،  
قیاس، استحسان، اجتہاد اور اختلاف وغیرہ کے متعلق چند باب صحت تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں، خیال کا یہ ناگزیر ہے کہ امام شافعیؒ نے جو احکام فقہ اسلام  
کی ایک جماعت نے اس طرف توجہ کی اور نہایت نتیجہ بخش کے ساتھ مطلق اور مختصر کتابیں لکھ کر اسلام کی بڑی خدمت کی۔  
نہیں اصول پر جو کتابیں تالیف کی گئیں، ان کا رد و خلاف تھا، بعضوں نے اختلاف طریقہ پر کتابیں لکھیں، جن میں بعض نے صحت  
خواہ کے بیان پر اکتفا کرتے ہوئے سادہ و راستہ دلائی و دایرا و جواب پر عمل کیا ہے اور بعضوں نے فقہیان دراز پر کتابیں تالیف کیں جن  
میں قواعد و اصول کے ساتھ ان کی شہس اور قضا پر بھی بیان کئے، انکے فقہ بیان کرنے کے بعد ان پر مسائل کی تشریح بھی کی۔

متکلمین کی روش پر جو کتابیں تالیف کی گئیں، ان میں سے چار کتابیں نہایت بلند پایہ ہیں۔

۱۔ کتاب البرہان، تالیف امام الحلیؒ (مستند ۱۰۰)

۲۔ المستصفی، تالیف امام غزالیؒ (مستند ۱۰۱)

۳۔ کتاب النہج، تالیف عبد اللہ بن عمر بن حنبلہؒ (مستند ۱۰۲)

۴۔ کتاب القدر، تالیف ابو الحسن بھری معتزلیؒ (مستند ۱۰۳)

گویا یہ چار کتابیں اس فن کے ارکان ہیں۔

متبعین میں سے امام زہریؒ (مستند ۱۰۴) نے کتاب محمول اور مصنف الدین آدمیؒ (مستند ۱۰۵) نے کتاب الاحکام میں مذکور مشق  
جائزہ کتابوں کا نسخ کیا، مگر دونوں کا طرز ہر گز نہ تھا۔ زہریؒ کا میلان استدلال اور احتیاج کی جانب زیادہ رہا، آدمیؒ کی توجہ تحقیق  
مذاہب اور تفریع مسائل کی جانب زیادہ رہی، پھر امام رازیؒ کے شاگرد و سراج الدین زہریؒ نے محمول کا اختصار کتاب تحصیل میں  
اور شرح الدین ارمیؒ نے کتاب حاصل میں کر دیا، پھر شهاب الدین قزوالیؒ (مستند ۱۰۶) نے ان دونوں کتابوں سے چند مقدمات اور قواعد  
قداس کر کے ایک کتاب بنام مقدمات تالیف کی۔ اسی طرح قاضی بے غدادیؒ (مستند ۱۰۷) نے منہلہ نامی کتاب لکھی، ابن حاجب  
(مستند ۱۰۸) نے کتاب الاحکام کا اختصار کیا اور مختصر کبر نام لکھا، پھر اس کے اختصار کا نام مختصر صغیر لکھا۔

فقہیان طرز پر زیادہ تر حنفیہ نے کتابیں لکھیں، اسی سلسلے میں ہم ترین کتاب ابو جبر جمالیؒ (مستند ۱۰۹) کی کتاب اصول ہے۔  
ابو زہریؒ (مستند ۱۱۰) کی کتاب اساس اور تدقیق الاول اس فن میں نہایت عمدہ کتابیں ہیں، چنانچہ قاضی کے متعلق شرح و  
بسط کے ساتھ اس قدر صحت ملے کہ اس فن کو چھپ کر کہ وہ مکمل کتاب ہو چکا، اور اس کو اساس و ثبوت کو نہایت مستحکم کر دیا۔  
متاخرین حنفیہ میں غر الاسلام نزدیکی کی کتاب اصول نہایت مستند کتاب ہے اور اب وہ فن میں اساس و ثبوت کو نہایت  
رکھتی ہے اس کی سب سے اچھی شرح عبد العزیز بخاریؒ نے لکھی جس کا نام کشف الاسرار ہے، اور وہ استدلال ہے۔

امام شریف نے بھی اصول کی کتاب بہت مختصر لکھی ہے۔ امام سراج الدین عسکری (۵۲۹ھ) اصل میں قواعد اور اصول کے دو کتابیں لکھیں۔ انہیں نے حکام آئمہ اور اصول بزدوی دونوں کو لکھا کر دیا۔ جس سے عسکری ان کی کتاب اہلین کی حیثیت دو بالا ہو گئی۔ اس لئے کہ مستحکمانہ اور قیاسیانہ دونوں طریقہ پر مائل ہے۔

حافظہ الدین نسفی کی کتاب اللہ مختصر متن جو اصول بزدوی کا مختص ہے مشہور و مستند اہل ہے۔ اس کی شرح نوید اولیٰ و ثانیہ علامہ جیوں تمام مدارس میں داخل و درس ہے۔

جلال الدین خجندی نے اصول فقہ میں الملتی تھی جس کی شرح سراج الدین ہندی نے مستحکم ہے لکھی۔  
خجندی میں تمام اصول و توضیح صدر الفکر تھی اس میں مشہور کتابیں ہیں جو عربیہ حدیث کی توضیح کی گئی ہے اور مولانا نے اپنی ذاتی تحقیقات کا بھی کس میں اضافہ کیا اور توضیح حقیقت میں کثرت بزدوی کی تصحیح ہے اور اس کے ساتھ اصولی اور مختصر میں حاجب کے چند بحث بھی منظم کئے ہیں۔ علامہ نقضہ ذاتی نے توضیح کی شرح لکھی، جس کا نام القویٰ ہے توضیح اور توضیح دونوں مشہور اور متداول ہیں۔

ہندو پاک میں اصول کی جو کتابیں اس وقت سلسلہ درس میں داخل ہیں، ان میں سے قاضی محمد الشیخ مسلم الثبوت علی ترجمہ کتاب سمجھی جاتی ہے۔ یہ تحریر ایسی تمام و مختصر میں حاجب اور متبادلا دی سے ماخوذ ہے اور بعض مقامات میں وہ بعض مضافات سے اپنے اقوال کا بھی اضافہ کیا ہے اس کی سب سے بہتر شرح بحر العلوم نے لکھی، اس کا نام نواریہ الرقوت ہے جو مشہور و متداول ہے۔

## خاتمہ

ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایک نیکی کی ہے جس سے جہنم کے مرتبے بھرے صحابہ کرام نے اس کا پانی روز تک پھیلا یا، اگر کرام نے اس پانی کو دریا نہر تالاب اور حوضوں میں جمع کر دیا، امت مسلمہ اس سے پیرا پانی حاصل کرتی، یہی کئی صدیوں کے بعد امترا و زمانہ سے پانی کے ذخیرے چار بڑے خزانوں میں سمٹ گئے اور امت مسلمہ کی مثال کا سہارا بنے۔  
موصوفہ ابن عربیوں کا بیان آپ پڑھ چکے ہیں، اب امام ربانی بخود الف تالی حضرت شیخ احمد فاضل سرہنگی رضی اللہ عنہ کا الہامی ارشاد سنیں فرماتے ہیں:-

یہ تالیفات کثرت و تہذیب گفتہ میں شوق و کراہت میں  
خوبیہ خفی بہتر گفتہ و درنگ و دلالتہ خطیر می نماید و سافر  
دو رنگ حیاضہ جاننا بخیر و دو آئینہ و نظر ہر کم کہ ملاحظہ فرمادہ  
ی آید سرا و عظم از اہل اسلام شایعان الی حدیثہ اندہ عظیم از ضرورت  
دکتریات شریف مکتوب ۵۵ و فر دوم

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعہ و مسلم تسلیم کثیرا  
والحمد للہ رب العالمین۔

سید محمد عظیم الزحسان

مجددی برکتی

۲۶ رجب ۱۴۲۳ھ





# مکمل تفصیلی حالات صاحب وقایہ و شارح وقایہ

تالیف: محمد حنیف گنگوہی

نام و نسب | شارح و تلیذ کا نام عبید اللہ ہے۔ درلقب صدر الشریعۃ الاصفہانی و الدکانام مسعود ہے اور دادا کا نام محمود اور لقب تاج الشریعہ ہے (علامہ دیلمی نے "تسلیق الزوار علی فہم القاری" میں بواسطہ شیخ مرتضیٰ حسینی تلمیذ بنیاد سے اور علامہ نحوی ردی نے کتاب "اعلام" لایا۔ فی حقیقت فقہاء مذہب النعمان القاری میں علامہ انقی نے "مدیرہ العلوم" میں ہی ذکر کیا ہے۔ علامہ قہستانی نے "جامع الرموز" میں اور زلف اللہ نے حواشی شرح میں دادا کا نام عمر بنیاد ہے۔

ادھر دوا کا نام احمد ہے اور لقب صدر الشریعۃ الاکبر ہے اور پردادا کے باپ کا نام عبید اللہ ہے اور لقب جمال الدین اور کنیت ابوالکلام اور عبید اللہ جمال الدین کے باپ کا نام ابراہیم ہے آخر میں آپ کا نسب حضرت حماد بن عبد الصامت سے مل جاتا ہے شجرہ نسب یہ ہے۔ صدر الشریعۃ الاصفہانی عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ الاکبر محمد بن محمد بن ابی المکارم عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد المکرم بن عبد العزیز بن محمد بن جعفر بن خلف بن ہارون بن محمد بن محمد بن محبوب بن الولید بن حماد بن الصامت الانصاری الحمیری۔

رہلے اشتہار اہم نے یہ پوری تفصیل اس لئے ذکر کی کہ ان کے نسب کے سلسلہ میں بہت سے لوگوں نے غلطی کی ہے چنانچہ صاحب "مدیرہ العلوم" نے عبید اللہ کو تاج الشریعۃ کا والد قرار دیا ہے اور ان کے درمیان جو صدر الشریعۃ الاکبر احمد کا واسطہ ہے اس کو حذف کر دیا فائدہ خالی "ومن شروح الہدایۃ الکفایتہ نتائج الشریعۃ و ہو محمود بن عبید اللہ بن محمود الحمیری نیز عبید اللہ کے باپ کا نام محمود مانا ہے حالانکہ ان کا نام ابراہیم ہے اسی طرح قہستانی نے اپنی عبارت "عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ عمر بن صدر الشریعۃ عبید اللہ بن محمود بن محمد الحمیری" میں پلے در پلے پانچ جگہ غلطی کی ہے۔ اول یہ کہ تاج الشریعۃ کا نام غلط قرار دیا ہے حالانکہ ان کا نام محمود ہے دوم یہ کہ تاج الشریعۃ کو عبید اللہ کا بیٹا مانا ہے حالانکہ وہ احمد بن عبید اللہ کا بیٹا ہے۔ سوم یہ کہ صدر الشریعۃ کو عبید اللہ کا نسب دیا ہے حالانکہ وہ ان کے بیٹے احمد کا لقب ہے جو تاج الشریعۃ کے باپ ہیں چارم یہ کہ عبید اللہ کے والد کو محمود کے ساتھ موسوم کیا ہے حالانکہ وہ محمدی ابراہیم ہے غم یہ کہ عبید اللہ کے دادا کو احمد کے ساتھ گنا گیا ہے حالانکہ ان کا نام احمد بن عبد المکرم ہے۔ اس طرح صاحب کشف الظنون وغیرہ نے بھی سلسلہ نسب میں کئی جگہ غلطی کی ہے جس کی تفصیل مقدمہ سعادیہ مقدمہ عمادۃ الرباعیۃ اور الغوائد البہرہ میں موجود ہے۔

تحصیل علوم | شارح روزیہ اپنے وقت کے اہم جامع معقول و منقول، محدث جلیل، بے مثل فقیہ، علم تفسیر، علم خلاف و جہل، کورائفت، ادب و کلام اور منطق وغیرہ کے شہر عالم تھے علم کی تحصیل اپنے دادا تاج الشریعۃ وغیرہ اکابر علماء



سے کی تھی۔ آپ کے خاندان میں سید بعد نسل فضل و کمال منتقل ہوتا رہا آپ کے جدا مجد صدر الشریعہ الاکبر سے مشہور ہوئے تو آپ صدر الشریعہ الاصغر کہلائے حافظ ابو ظاہر محمد بن حسن بن علی قنبری اور صاحب فصل خطاب محمد بن محمد کفاری مشہور تھے چار سنا و غیرہ آپ کے شاگرد رشید ہیں۔

و غیر علم و طرز تدریس علامہ قطب الدین رازی شاعر و شاعر آپ کے جمعہ میں اور مقولات میں فروغ و رنگ انہوں نے آپ سے بحث و مباحثہ کرتے چاہا تو پہلے آپ نے اپنے پروردہ غلام و تلمیذ خاص مولوی مبارک شاہ کو ان کے درس میں بھیج دیا۔ وقت آپ ہرے میں تھے اور قطب الدین رازی سے میں تھے مبارک شاہ نے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ صدر الشریعہ ابن سلمان کتاب الارشادات میں طرح پرچار ہے ہیں کہ نہ مصنف کی پیروی کرتے ہیں اور نہ کسی شارح متفق طوسی و غیرہ کی مبارک شاہ نے درس کی تعلیم دیکھ کر قطب الدین رازی کے پاس لکھا کہ یہ شخص تو آپ کا شغل ہے آپ اس کے مقابلہ کے لئے برگزائن ورنہ شرمندگی ہوگی قطب الدین نے مبارک شاہ کی یہ بات مان لی اور مباحثہ کو خیال چھوڑ دیا۔

سنت وفات و آرام گاہ آپ نے بزین حافیہ کہتے ہوئے۔

پس جان عالم کی کاغذ پر دوست روزے شش بہار و سیر دے کہ

ختم میں جان جان آفرین کے ہر ایک تعبیر انہوں کا تذکرہ کرتے ہوئے صاحب کشف الظنون نے کتاب طبقات میں صدر کفوی نے اور خطیب عبدالحق و غیرہ نے سنت و فلسفہ ذکر کیا ہے اعلیٰ قاری نے چھ کتابوں کے قریب دیا ہے اور صاحب کشف الظنون نے و شام و وقت افکار اور شرح فصول الخمیس کا تذکرہ کرتے ہوئے دیکھا ہے غالب یہ ہے کہ پہلے قول اس سے مراد ہے۔

آپ کا اور آپ کے والدین کا نور و لدین کے اجداد سب کے مرادات شارح کتاب بخارا میں ہیں اور آپ کے دوا تاج الشریعہ اور تاج الدین کا مدار کرمان میں ہے۔

تفسیفات و تالیفات آپ نے مشہور فقہی کتاب تالیف کی جو آپ کے دو اہل الشریعہ کی تصنیف ہے اعلیٰ شرح لکھی جو نہایت قبول و تداول اور داخل درس ہے پھر قاریوں کا اختصار کیا جو تفسیر کے نام سے موسوم ہے جس کو غور بھی کہتے ہیں اصول فقہ میں متقی پھر اس کی شرح توضیح لکھی جس کی شرح سعد الدین تھمرازی نے کون کے نام سے کی ہے یہ بھی داخل درس ہیں ان کے علاوہ دوسری نام تصانیف ہیں۔

المقدمات ازادہ - تعبیر انہوں (قسم علوم عقلیہ میں) و شارح و علم معانی میں (شرح فصول الخمیس و نحو میں) کتاب المشرط و کتاب الحاضر و غیرہ مشکلات علوم و مسائل کے حل میں آپ بڑے ہر تھے اس لئے آپ کی تمام تصانیف سے نفع عظیم ہوا۔

فہرست شروعات کتاب و قسایہ

[illegible]

فہرست حواشی شرح وقایہ

ردیف	حاشیه	مصنف	سند وفات
۱	حاشیه شرح و قایم	علی بن محمد الدین محمد بن محمد بن محمد بن محمد	۸۸۵
۲	ذخیره العقبی	یوسف بن حمید لوقانی مشهور باخی چلی	۸۹۵
۳	حاشیه شرح و قایم	حسن علی بن شمس الدین محمد شاه بن شمس الدین محمد بن حمزه	۸۸۶
۴	" " "	محمد الدین محمد بن تاج الدین مشهور خطیب زاد روی	۹۰۱
۵	" " "	محمد الدین محمد بن ابوالحسن بن حسین نکستانی روی	"

[illegible]

نمبر شمار	حاشیہ	مصنف	سن وفات
۳۰	حاشیہ مشتمل وقایہ	شیخ وحید الدین بن نصر اللہ بن عماد الدین گجراتی	۹۹۱ھ
۳۱	صل المسکلات	شہرہ الخلف اللہ بن اورنگ زیب معروف ہمالانان	
۳۲	غیثہ الخواشی	ابو الدارف محمد عیادت اللہ قادری لاہوری	
۳۳	حاشیہ شرح وقایہ	شیخ نور الدین بن شافعی محمد صالح احمد آبادی	۱۱۵۵ھ
۳۴	برقاجت مسالیں	محمد یوسف بن محمد اصغر بن ابی القاسم بن یعقوب	۱۲۸۲ھ
۳۵	ع (انجیر م)	عبد القیوم بن امین اللہ بن محمد اکبر بن ابی الرزیم	۱۲۸۵ھ
۳۶	ع ع ع	خادم احمد بن محمد حیدر بن محمد حسین بن محبت اللہ بن احمد علی	۱۲۸۶ھ
۳۷	ع ع ع	عبد الرزاق بن جمال الدین احمد	۱۲۸۷ھ
۳۸	ع ع ع	محمد حسن بن ظہور حسن بن شمس علی سنبھلی	
۳۹	ع ع ع	عبد الکبیر بن عبد الباق بن بحر معلوم عبد اعلیٰ	۱۲۸۸ھ
۴۰	تعلیق پر شرح وقایہ	ابو الخیر محمد معین الدین بن شاد قیسات علی بن سید احمد کروری	
۴۱	عمدۃ الراۃ	مولانا عبدالحی بن عبدالحلیم بن امین اللہ انصاری	۱۳۰۰ھ
۴۲	نور الہدایہ (اردو)	مولانا وحید الزمان بن مسیح الزمان کنھوی قادری جعفری	

میر محمد کتب خانہ آراء باغ کراچی

قَالُوا لَا تَفَرُّ مِنْ كُلِّ ذَرْبَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ

الحمد لله والمآثر كتاب مستطاب

جلد دوم

مسمی بہ

# السَّقَايَةُ عَلَى شَرْحِ الْوَقَايَةِ

مؤلف: حضرت العلامة مولانا عبید الحق صاحب جلال آبادی رام محمدیم  
صدر الدینین مدرس عالیہ ڈھاکہ (مخطوب بہت شکر ہے)۔

مع مفید اضافات

① مکمل تاریخ علم الفقہ از مفتی سید محمد عظیم الاحسان صاحب -  
② ذکر طبقات الفقہاء الحنفیہ و درجاتہم من عمدۃ الرعاۃ  
للعلامة عبدالحی الکھوی۔

③ مکمل تفصیلی حالات صاحب وقایہ و شارح وقایہ -  
محمد محمود بن محمد

جمہ ۶۸ صفحات پر نادر اور مفید اضافات شامل کر دیئے ہیں۔

میر محمد کٹر خانہ آلام باغ کراچی



## دیس کا

محمد اویسی "استقامت" شروع اور شرح وقایہ کی جلد دوم بدینہ ناظرین ہے، اس جلد کی ترتیب بھی جلد اول کے متوافق ہے کہ ہر جلد کے بارہ حصوں میں قلم سے اصل طریقہ کتاب اس کے نیچے اور ترتیب اور اخیر میں مل طلب مقامات کی نظر تشریح دی گئی، تشریحی نوٹ تقریباً ۱۲۰ حواشی پر مشتمل ہے اور اس کی تخمیناً ۱۰ صفحات اور جلد اول کی نسبت اس جلد میں ۱۰۰ صفحات کا اضافہ کیا گیا، حواشی میں نہ مکرر مدخل جانتے، فضائل اثر اور ان کے اور کہ تفصیلات میں میں لائے، غرض کہ ان میں کیا گیا ہے کہ یہ سب حقیقات علیہ اس دور کے علمداروں کے مینا مقصود سے بالاتر ہیں۔ اساتذہ اور علماء ارفعین کے لئے، اصل و بنی خروغ و حواشی کافی دوائی ہیں۔

والفح رہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانی بدایت کے لئے جس شریعت کو لے کر تشریع لائے اس کے چار حصے ہیں، عقائد، عبادات، معاملات، اور اخلاق، عقائد کا مضمون علم کلام کا موضوع ہے، اخلاقی کا تفصیل علم تصرف میں ہے اور علم تقاضات و معاملات پر مشتمل ہے، شرح وقایہ جلد اول میں عبادات کا بیان تھا اور اس دور میں جلد سے معاملات بیان شروع ہوتا ہے جس کا سلسلہ میں جلد اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم پھیلا ہوا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شریعت میں معاملات کے باعث و سبب سے زیادہ وسیع اور دور رس ہیں، علماء اربعہ عبادات کی صورت و کیفیت میں زمان و مکان کے تغیر سے کوئی تبدیلی نہیں آتی، آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں جس شکل اور ہیئت پر عبادات کی تعلیم دی تھی اس میں بلکہ نیاست کہ انہیں اس شکل اور ہیئت پر اور کوئی لازمی ہے اس نے عبادات کے حواشی، حکام و مسائل کو ہر دور اور مقام کی اصل زندگی سے مطابقت رکھنا اور ان کو سمجھنا لازمی تھا، اس کے برعکس معاملات کی نوعیت و کیفیت میں قوم و ملک اور زمان و مکان کے اختلاف کے باعث بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں، اس لئے آئمہ دین سیکڑوں قسم کے تغیر پذیر معاملات پر احکام اسلام کو مطابقت رکھنا اور ہر دور و زمانہ کے بارے میں حکم شرعی معلوم کرنا نہایت دقیق امر ہے، جس وجہ سے کہ معاملات ہی کے میدان نقادانہ تفہیم اور بہتدین کے جناد کی شان اور انفرادی و جمہوری طرز نمایاں ہوتا ہے اور جو شخص عادت زار اور معاملات انہیں سے بڑی طرح واقفیت نہیں رکھتا فقہاء کی نظر میں وہ منصب ایشاد و افتاء کا اہل اور لائق شمار نہیں ہوتا۔

بنا بریں یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اسلام کا حصہ معاملات کے احکام و مسائل کو بڑی طرح بصیرت کے ساتھ سمجھنا اور برتنے کے لئے صرف کتابی علم کافی نہیں بلکہ اپنے اپنے زمانہ اور ملک کے ہر دور و مقام کی نوعیت اور ان کی اصل کیفیت سے میں واقفیت حاصل کرنی ضروری ہے اور زیادہ واضح تفصیلات میں کہا جاسکتا ہے کہ فقہ اسلامی کے حصہ معاملات کا نصف علم کتابوں میں ہے اور دوسرا نصف مسائل و اجتہاد کی زندگی کے موجودہ حالات اور روزمرہ واقعات کی واقفیت سے راستہ

گمراہ انتہائی خسرو سناں واقعہ ہے کہ آج فدا کی کڑی پڑھنے اور پڑھانے والے عموماً اپنے راز کے معاشرتی و قومی معاملات کی فہمیتوں اور موجودہ معاشرتی و ثقافتی راء و رسموں سے بالکل بے خبر اور بے شعور ہیں۔ یہی سبب ہے کہ تعلیم کے علمبردار اس کے تعلیم یافتہ ترقی و ترقی و ترقی و ترقی سے اس قدر دور جا چکے ہیں کہ اس دور یا نئی نئی کو پاٹنا۔ موجودہ سلسلے میں کی حالت پر غور و فکر ہوئے۔ تقریباً ناممکن ہے۔

علاوہ ازیں اس کا اور ایک انتہائی نقصان یہ ہے کہ وہ تباہ کن پیروی ہے کہ فکری و فکری زندگی سے علم بے خبری اور بے شعوری کی بنا پر معاملات سے متعلق اسلامی احکام کو عقلی زندگی کے ساتھ تطبیق دینے اور ان کے مطابق معاشرہ کی تشکیل و تنظیم میں نہ لانا۔ عقیدہ اور ولولہ ان کے اندر باقی نہیں جس کا لازمی ثمر یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ معاملات کے احکام و مسائل کو پوری طرح سمجھنے اور سمجھانے اور قابل فہم و عقل و طریقہ پر ان کا عمل تلاش کرنے سے، علم بے خبری اور بے انتہائی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ چنانچہ مدارس دینیہ سے اعلیٰ تعلیم پا کر فارغ ہونے والوں میں سے اکثر کو اس کا بھی پتہ نہیں ہوتا کہ کون کون سے معاملات میں درامیک شعور کے علاوہ اور دیگر شعور کے بارے میں اسلام نے کچھ اصول و ضوابط پیش فرمائے ہیں یا نہیں؟ اور شریعت میں ان کے متعلق کچھ آئین و قوانین ہیں موجود ہیں یا نہیں؟

بہر حال سب کے اس غیر مذکور سے نجات پانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ متعلمین و متعلمین، فقہ اسلامی کے حصہ سناں کی تعلیم و تفکر کو صحت کی آبی حدود میں محدود نہ رکھیں، بلکہ دوسرے ماحول کے متنوع ماحول کی اسلامی اور آئین و ثقافتی حدود پر طریقہ کے بارے میں بھرپور ادراک و واضح سلوٹ اور بصیرت حاصل کریں۔ جیسا کہ علماء سلف اور ائمہ مجتہدین کا طریقہ تھا۔ تاکہ اپنے اندر حاصل زندگی میں احکام اسلام کی تطبیق و تفسیر کی پوری استعداد اور صلاحیت پیدا ہو۔ اور فقہ اسلامی کے اس اہم اور وسیع تر حصہ کی تعمیل و اجرا کے فیروز برکات سے ہماری چارپا اجتماعی پھر سے ترقی و ترقی و ترقی و ترقی ہو سکے۔ **حماؤ فیکل الا باللہ علیہ ترکتہ والہمہ انیب۔**

سرا پا خلا علیہ صلی علیہ وسلم

درس اول در مسئلہ تاریخ و حاکم

۱۹۸۲ء



[illegible]

[illegible]

۱۰۰	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۳
۱۰۴	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۷
۱۰۸	۱۰۹	۱۱۰	۱۱۱
۱۱۲	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵
۱۱۶	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹
۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۳
۱۲۴	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷
۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰	۱۳۱
۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵
۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹
۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳
۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷
۱۴۸	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱
۱۵۲	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۵
۱۵۶	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۹
۱۶۰	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۳
۱۶۴	۱۶۵	۱۶۶	۱۶۷
۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱
۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵
۱۷۶	۱۷۷	۱۷۸	۱۷۹
۱۸۰	۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳
۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶	۱۸۷
۱۸۸	۱۸۹	۱۹۰	۱۹۱
۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵
۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸	۱۹۹
۲۰۰	۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳
۲۰۴	۲۰۵	۲۰۶	۲۰۷
۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰	۲۱۱
۲۱۲	۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵
۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹
۲۲۰	۲۲۱	۲۲۲	۲۲۳
۲۲۴	۲۲۵	۲۲۶	۲۲۷
۲۲۸	۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱
۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴	۲۳۵
۲۳۶	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹
۲۴۰	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳
۲۴۴	۲۴۵	۲۴۶	۲۴۷
۲۴۸	۲۴۹	۲۵۰	۲۵۱
۲۵۲	۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵
۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸	۲۵۹
۲۶۰	۲۶۱	۲۶۲	۲۶۳
۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷
۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱
۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵
۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹
۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳
۲۸۴	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷
۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱
۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵
۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹
۳۰۰	۳۰۱	۳۰۲	۳۰۳
۳۰۴	۳۰۵	۳۰۶	۳۰۷
۳۰۸	۳۰۹	۳۱۰	۳۱۱
۳۱۲	۳۱۳	۳۱۴	۳۱۵
۳۱۶	۳۱۷	۳۱۸	۳۱۹
۳۲۰	۳۲۱	۳۲۲	۳۲۳
۳۲۴	۳۲۵	۳۲۶	۳۲۷
۳۲۸	۳۲۹	۳۳۰	۳۳۱
۳۳۲	۳۳۳	۳۳۴	۳۳۵
۳۳۶	۳۳۷	۳۳۸	۳۳۹
۳۴۰	۳۴۱	۳۴۲	۳۴۳
۳۴۴	۳۴۵	۳۴۶	۳۴۷
۳۴۸	۳۴۹	۳۵۰	۳۵۱
۳۵۲	۳۵۳	۳۵۴	۳۵۵
۳۵۶	۳۵۷	۳۵۸	۳۵۹
۳۶۰	۳۶۱	۳۶۲	۳۶۳
۳۶۴	۳۶۵	۳۶۶	۳۶۷
۳۶۸	۳۶۹	۳۷۰	۳۷۱
۳۷۲	۳۷۳	۳۷۴	۳۷۵
۳۷۶	۳۷۷	۳۷۸	۳۷۹
۳۸۰	۳۸۱	۳۸۲	۳۸۳
۳۸۴	۳۸۵	۳۸۶	۳۸۷
۳۸۸	۳۸۹	۳۹۰	۳۹۱
۳۹۲	۳۹۳	۳۹۴	۳۹۵
۳۹۶	۳		



صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل
۳۸۰	بہان	۳۸۵	بہان	۳۹۰	بہان	۳۹۵	بہان
۳۸۱	بہان	۳۸۶	بہان	۳۹۱	بہان	۳۹۶	بہان
۳۸۲	بہان	۳۸۷	بہان	۳۹۲	بہان	۳۹۷	بہان
۳۸۳	بہان	۳۸۸	بہان	۳۹۳	بہان	۳۹۸	بہان
۳۸۴	بہان	۳۸۹	بہان	۳۹۴	بہان	۳۹۹	بہان

## کتاب الفقه

صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل
۳۸۵	بہان	۳۹۰	بہان	۳۹۵	بہان	۴۰۰	بہان
۳۸۶	بہان	۳۹۱	بہان	۳۹۶	بہان	۴۰۱	بہان
۳۸۷	بہان	۳۹۲	بہان	۳۹۷	بہان	۴۰۲	بہان
۳۸۸	بہان	۳۹۳	بہان	۳۹۸	بہان	۴۰۳	بہان

## کتاب الفقه

صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل
۳۹۰	بہان	۳۹۵	بہان	۴۰۰	بہان	۴۰۵	بہان
۳۹۱	بہان	۳۹۶	بہان	۴۰۱	بہان	۴۰۶	بہان
۳۹۲	بہان	۳۹۷	بہان	۴۰۲	بہان	۴۰۷	بہان
۳۹۳	بہان	۳۹۸	بہان	۴۰۳	بہان	۴۰۸	بہان

## کتاب الفقه

صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل
۳۹۵	بہان	۴۰۰	بہان	۴۰۵	بہان	۴۱۰	بہان
۳۹۶	بہان	۴۰۱	بہان	۴۰۶	بہان	۴۱۱	بہان
۳۹۷	بہان	۴۰۲	بہان	۴۰۷	بہان	۴۱۲	بہان
۳۹۸	بہان	۴۰۳	بہان	۴۰۸	بہان	۴۱۳	بہان

## کتاب الفقه

صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل
۴۰۰	بہان	۴۰۵	بہان	۴۱۰	بہان	۴۱۵	بہان
۴۰۱	بہان	۴۰۶	بہان	۴۱۱	بہان	۴۱۶	بہان
۴۰۲	بہان	۴۰۷	بہان	۴۱۲	بہان	۴۱۷	بہان
۴۰۳	بہان	۴۰۸	بہان	۴۱۳	بہان	۴۱۸	بہان

## کتاب الفقه

صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل
۴۰۵	بہان	۴۱۰	بہان	۴۱۵	بہان	۴۲۰	بہان
۴۰۶	بہان	۴۱۱	بہان	۴۱۶	بہان	۴۲۱	بہان
۴۰۷	بہان	۴۱۲	بہان	۴۱۷	بہان	۴۲۲	بہان
۴۰۸	بہان	۴۱۳	بہان	۴۱۸	بہان	۴۲۳	بہان

## کتاب الفقه

صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل
۴۱۰	بہان	۴۱۵	بہان	۴۲۰	بہان	۴۲۵	بہان
۴۱۱	بہان	۴۱۶	بہان	۴۲۱	بہان	۴۲۶	بہان
۴۱۲	بہان	۴۱۷	بہان	۴۲۲	بہان	۴۲۷	بہان
۴۱۳	بہان	۴۱۸	بہان	۴۲۳	بہان	۴۲۸	بہان

## کتاب الفقه

صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل	صفحہ	مسائل
۴۱۵	بہان	۴۲۰	بہان	۴۲۵	بہان	۴۳۰	بہان
۴۱۶	بہان	۴۲۱	بہان	۴۲۶	بہان	۴۳۱	بہان
۴۱۷	بہان	۴۲۲	بہان	۴۲۷	بہان	۴۳۲	بہان
۴۱۸	بہان	۴۲۳	بہان	۴۲۸	بہان	۴۳۳	بہان

میر محمد کتبخانہ  
آرام باغ کراچی

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## کتاب النکاح

هو عقد موضوع لملث المتعة ای حمل المتعة الرجل من المرأة فالعقد هو ربط اجزاء التصرف ای الايجاب والقبول شرطان کما ارد بال عقد النکاح بالمصدر وهو الارتباط لکن النکاح هو الايجاب والقبول مع ذلك الارتباط وانما قلنا هذا لان الشرع يقتضی الايجاب والقبول اركان عقد النکاح الامور اربعة

### نکاح کا بیان

ترجمہ۔ نکاح ایک عقد ہے جو ملک متعلقہ حاصل ہونے کے لئے ورنہ کیا ہے، یعنی اس نفع کے طائل ہونے کے واسطے وضع کیا گیا ہے جو کمورت سے حاصل ہوتا ہے تو عقد ہوا اگر ابراہیم بن ابی ایوب و قبول کے شرعی طور پر جو کرنے کا لیکن اس مقام میں عقد سے مراد وہ عقد ہے جو اس سے حاصل ہوتا ہے یعنی ربط کے ذریعہ خواتین و حاصل ہوتا ہے۔ لیس نکاح ایجاب و قبول اور اس میں ان کے طائل ہونے کا نام ہے اور یہ ایک نفع ہے جو شرعیہ کے ایجاب و قبول کے ذریعہ نکاح کے ارکان میں سے شمار کیا گیا ہے اور اس میں خدائی قرار نہیں ہوتا ہے۔

نکاح کا بیان۔ نکاح، یعنی یہ حکم نکاح کا بیان ہے، فقہاء کرام کے لغوی معنی وہ عمل اور یہ عقد ہے کہ جس اور شرطی عقد نکاح پر قبول ہوا ہے اور کسی بھی دلیل کے ساتھ یہ عمل ہونا چاہیے، اس لئے شرطی فعل ہے جس میں ان کے طائل ہونے کے لئے عقد میں تحقیق ہو رہا ہو اور دلیل کے ساتھ ہی مجازاً استعمال ہوتا ہے، اس لئے کہ یہ عقد اس میں رہا ہو کہ یہاں نکاح سے مراد عقد ہے کہ مرد و عورت میں جو کچھ معتدلاً نکاح، انکاح عقد میں کرنا ہے، حکم وہی بیان کرنا، میں نظر نہیں ہے، اس لئے کہ تو ان کے انکاح و انکاح میں یہ اسم ہے اس کے لئے جس سے فائدہ و نفع کیا جاتا ہے۔ وہ استعمال سے مراد کے طور پر جس میں استعمال ہوتا ہے یہاں دونوں کے استعمال ہے، چنانچہ ہر دفعہ اس سے کہ "حکام نکاح میں سے" ملک، عقد ہے یعنی شرط جو ان میں ہوتی ہے کہ ان میں اور تمام اعضاء سے نفع حاصل کرنے کا تصور میں ہی حاصل ہونا چاہیے یا تو اس کے ذات اور نفع کے لئے ملک، ملک ثابت ہو جاتا ہے، اس لئے کہ تو استعمال کے اس میں نفع ہے کہ ان کے اور نفع حاصل کرنا، ان میں نفع میں ہر دفعہ کے شرع کے لئے ہے کہ یہ جو طائل و طائل کے لئے ہے، صورت منوع ہے چنانچہ حدیث میں "ادبہ" منوع من انی اسراف فی دینہ، جو حدیث کی رو میں یہ حدیث کر کے در معنی ہے، اس لئے کہ اول دلیل اس میں ہے کہ یہ جو کہ اس میں طائل و عورت سے فائدہ حاصل کرنا ہے، اس میں قدرت میں ان کے لئے فائدہ حاصل کرنا ہے، جو یہ ہے کہ اگر وہ طائل سے حصول فائدہ ہو تو یہ ہے کہ اگر وہ اس میں کے اثر سے کہ بنام اور ان میں کے لئے کہ اس میں طائل اور جو کہ اس میں وجہ ہے کہ وہ عورت کو بہانہ نہ کر سکتا ہے، جبکہ عورت کو کسی شرط پر کاروائی کے بغیر اس سے انکار کر کے اور اگر وہ ایک بار وہی کہلے تو یہ عورت کو نہیں کہہ دے، وہ کہلے تو یہ کہہ دے، اس لئے کہ ایجاب و قبول لازم کیا ہے، تو ثابت کر کے اور قریب اس کے لئے کہ یہ اس میں اور "مطلوعاً ما قد مر" اس میں سے چلے کے لا کر کو ایجاب اور دو طرح کے حکم کو قبول کیا گیا ہے، اس لئے کہ تو اگر چنانچہ ایجابی عقد اگرچہ دو اصل کا مصدر ہے کہ طائل ہونا ہے، لیکن نکاح کی طرف میں اس سے مراد حاصل ہونا ہے، اس سے مراد وہاں لا تھا جو فقہاء کے دلائل کے باوجود حکم ایجاب و قبول کے لئے ہے، اس لئے کہ تو ان کے اثر سے اس کا اصل ہے کہ اگر ایجاب و قبول پر مزید ہونے والے صورت اور طائل کا یہی شرط ہے کہ دو سے نفع ہو، تو حقیقت نکاح سے ایجاب و قبول غائی ہو جائے گا کہ شرط میں ایجاب، قبول کو ان کا بیان ہے اور وہی شرط و طائل میں اور اس میں کا مصدر ہونا ہے اس سے مراد ہے اس میں کہ نفع دراصل ایجاب و قبول اور ان کے طائل ہے، نفس اور ان کے طائل ایجاب و قبول کا نکاح نہیں ہے۔





تھو لہ زوجت ايجاب وقبول فان الواحد یتولی طرفی النکاح بخلاف البیع فانہ اذا قال یتولی

هذا الشيء فقال بعت لا یتعقد البیع الا ان یقول الرجوع ما شئت فان الواحد لا یتولی

طرفی البیع وذلك لان حقوق العقد ترجع الى الباع قد فی باب البیع واما فی النکاح فحقوقه

ترجع الى الزوج والزوجة لا لای العاقد فان العاقد ان کان غیرهما فهو سفیر بعض وقولهما

دادی ویریث بدلا مباح بعد دادی ویریث ای اذا قبل المرأة خودیثان را بزی بفلا

دادی نقالت داد ثم قبل لا اشیر یزیر فقی فقال یریث بمحض البیع یعنی النکاح

ترجمہ: بیع جب دوسرے کے موجب میں کہ نہ تو جیسے عاقدین میں سے نکاح کر لیا تو ايجاب وقبول دونوں ہر دے جو گئے گئے تو عقد نکاح

میں ایک ہی شخص دونوں طرف کا حصول ہر سبک سے اگر اس نے زوجہ کی طرف سے نکاح کیا اور اس طرف سے اس کا قبول کیا بخلاف بیع کے کہ اس میں اگر خریدار نے نکاح میں چیز کو بیعے یا بیعے تو اس طرف سے بیع منعقد ہوتا ہے

جو کہ اس طرف سے بیع منعقد ہو گیا تو بیع منعقد ہو گیا اگر بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے

اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے

اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے

اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے

اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے

اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے

اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے

اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے

اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے

اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے

اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے

اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوا تو اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے اور اس طرف سے بیع منعقد نہیں ہوتا ہے







وأحللناهن خالصة لك أي لا يحل لأحد نكاحهن بشرط سماع كل واحد منهما  
لفظ الآخر وحضور حرين أو حرتين خلافاً لما في إسناده لا يصح إلا بشهادتهما  
الرجال مكلفين مسلمين سماعين معاً لفظهما فلا يصح أن سمعا متفرقين كما  
إذا نكحاً بحضور واحد ثم غاب هو وحضر آخر فأذا بحضوره.

ترجمہ :- آپ اس پر کھل ہے کہ جس نے ان عورتوں کو خاص آپ ہی کے لئے حلال کر لیا ہے دوسرے کسی کے لئے ان کے ساتھ نکل کر یا  
حلال نہیں اور شرط ہے سنا جائے کہ دوسرے کا لفظ اور دوا اور مردوں کا ایک نکر اور مرد اور دوا اور مردوں کا حاضر سنا اس میں  
خلاصت ہے تاہم شام کی تا کہ ان کے نزدیک مردوں کی کوئی بھی کہ بفر نکاح صحیح نہیں ہو لے کہ دو عورتیں مکلفہ یعنی عامل بالغ  
ہوں اور مسلمان ہوں ایک سے دو عورتوں کا نہیں ہے لفظ ثابت ہے ہوں، پس اگر ان دو عورتوں میں ایک عورت عیلمہ ہون کا کلام سنا  
مرد نکاح صحیح نہ ہو گا سنا اس دو عورتوں کے بعد نکاح بفر حالیکہ اگر کسی مرد کو کسی میں پھر وہ چکا کہ دو دوسرا کو دیا اور اس کے ساتھ  
پھر ان کلمات کو نہ پرا۔

تفسیر :- اہل حق و سنت کہہ کر خصوصیات بہت نکاح میں ہوتے ہیں مگر ان کا لگے استدلال اور عقلی و باطنی کے ادا دہ کر کے  
میں یہ بات تو سب کے لئے عام ہے ۱۰ ہے تو خود کو نکاح از ایہ اہم خاص کی دلیل کا جواب ہے کہ لفظ ہے ۱۰ اور یا تو دایہ کہ بفر میرے لفظ  
بہ نکاح کرنا آپ کی خصوصیات میں سے ہے کہ اگر حرجان بل شیبہ و غیرہ از راق و غیرہ عاوان تو دایہ میں اس میں ذکر دہ احوال کے ساتھ اس  
کا متعلق ہے یعنی اذائع البیہ علی اللہ علیہ السلام خاص کر آپ کے لئے خاص ہیں آپ کے بعد دوسرے کے لئے حلال نہیں کیونکہ وہ اہمات المؤمنین  
ہیں۔

اعاصیہ مہ ۱۰ ہے تو سماع از نکرہ مکی طور پر بل ہو شہدا بنا دتیر ہوا جس کے ذکر قریر میں خطاب کے قائم مقام ہیں۔ اسی طرح کر کے  
کی طرف سے بھی نکاح مستند ہوا ہے یہ سب کلام کا اشارہ معلوم ہو۔  
۱۰ ہے تو خود کو نکاح مستند ہوا ہے لفظ نکاح شرف اس لئے ہے کہ رضا مندی معلوم ہو جائے اور قبول کا کلام کے ساتھ یہاں پر جیسے اذ و دوش ہوں کہ  
موجود کی کی شرط اس حدیث کی بنا پر ہے ۱۰ کلام کا دواوی و شاہد علی عدل یعنی دل اور دوا عدل گواہ کے لفظ نکاح صحیح نہیں، این  
جہاں نے صحیح میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ روایت کی کہ ۱۰ ہوا عورت میں اپنا نکاح ۱۰ ہے تو گواہ کے گرتن میں وہ نہ لکھ  
ہیں ۱۰ اور یہ ظاہر نہیں ہے کہ حضرت فرماتے ہیں ۱۰ یہاں دایہ کیا کہ اس کے نکاح میں مرد ایک مرد اور ایک عورت شابعہ سے تو حضرت فرماتے  
تے فرمایا کہ ۱۰ نکاح ہے اور ہم سے جو تفرق اس میں دیکھ کر میں پہلے اس کو اعلان کر چکا ہوں تا اس میں وہ نہ ہر دم کا حکم رہتا، اس شرط سے عقد نکاح  
بانی تمام عقربے جدا ہو گیا کہ وہ بفر گیا ہوں ۱۰ مستند ہو جاتا ہیں البتہ ان میں ہیں گواہ بنا ۱۰ مستحب یا مستحب ہے مگر نکاح بفر گواہ کے وقتلا  
ورست ہے اور نہ پرا۔

۱۰ ہے تو فرمیں ۱۰ اس سے عدو دو دو لک شریک طرف اشارہ ہے جو اس بابت سے اخذ ہے ۱۰ واستشہد واشیہ میں من وجہ اللہ فان  
م ہو کو تابدین فرجی دام انکان ۱۰ اور شرط ہے کہ ان میں عامل یعنی بیوی کی شہادت ہو ایک طرف کی دایہ سے اور فر مکلف کو نکاح  
مردانیت عامل نہیں ہوتی نیز یہ شرط ہے کہ وہ دل اور ہوں اس لئے نکاح کو آزار دہ و دیت حاصل نہیں، نیز مسلمان ہونا شرط ہے اس لئے  
کہ اگر کفر مسلمان ہر دیت حاصل نہیں، فقہر نقان ۱۰ دن یحیی اللہ علیہ من علی ائمتہ میں مسجلاً ۱۰  
۱۰ ہے تو خود کو نکاح مستند ہوا ہے لفظ نکاح شرف اس لئے ہے کہ رضا مندی معلوم ہو جائے اور قبول کا کلام کے ساتھ یہاں پر جیسے اذ و دوش ہوں کہ  
موجود کی کی شرط اس حدیث کی بنا پر ہے ۱۰ کلام کا دواوی و شاہد علی عدل یعنی دل اور دوا عدل گواہ کے لفظ نکاح صحیح نہیں، این  
جہاں نے صحیح میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ روایت کی کہ ۱۰ ہوا عورت میں اپنا نکاح ۱۰ ہے تو گواہ کے گرتن میں وہ نہ لکھ  
ہیں ۱۰ اور یہ ظاہر نہیں ہے کہ حضرت فرماتے ہیں ۱۰ یہاں دایہ کیا کہ اس کے نکاح میں مرد ایک مرد اور ایک عورت شابعہ سے تو حضرت فرماتے  
تے فرمایا کہ ۱۰ نکاح ہے اور ہم سے جو تفرق اس میں دیکھ کر میں پہلے اس کو اعلان کر چکا ہوں تا اس میں وہ نہ ہر دم کا حکم رہتا، اس شرط سے عقد نکاح  
بانی تمام عقربے جدا ہو گیا کہ وہ بفر گیا ہوں ۱۰ مستند ہو جاتا ہیں البتہ ان میں ہیں گواہ بنا ۱۰ مستحب یا مستحب ہے مگر نکاح بفر گواہ کے وقتلا  
ورست ہے اور نہ پرا۔

۱۰ ہے تو فرمیں ۱۰ اس سے عدو دو دو لک شریک طرف اشارہ ہے جو اس بابت سے اخذ ہے ۱۰ واستشہد واشیہ میں من وجہ اللہ فان  
م ہو کو تابدین فرجی دام انکان ۱۰ اور شرط ہے کہ ان میں عامل یعنی بیوی کی شہادت ہو ایک طرف کی دایہ سے اور فر مکلف کو نکاح  
مردانیت عامل نہیں ہوتی نیز یہ شرط ہے کہ وہ دل اور ہوں اس لئے نکاح کو آزار دہ و دیت حاصل نہیں، نیز مسلمان ہونا شرط ہے اس لئے  
کہ اگر کفر مسلمان ہر دیت حاصل نہیں، فقہر نقان ۱۰ دن یحیی اللہ علیہ من علی ائمتہ میں مسجلاً ۱۰  
۱۰ ہے تو خود کو نکاح مستند ہوا ہے لفظ نکاح شرف اس لئے ہے کہ رضا مندی معلوم ہو جائے اور قبول کا کلام کے ساتھ یہاں پر جیسے اذ و دوش ہوں کہ  
موجود کی کی شرط اس حدیث کی بنا پر ہے ۱۰ کلام کا دواوی و شاہد علی عدل یعنی دل اور دوا عدل گواہ کے لفظ نکاح صحیح نہیں، این  
جہاں نے صحیح میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ روایت کی کہ ۱۰ ہوا عورت میں اپنا نکاح ۱۰ ہے تو گواہ کے گرتن میں وہ نہ لکھ  
ہیں ۱۰ اور یہ ظاہر نہیں ہے کہ حضرت فرماتے ہیں ۱۰ یہاں دایہ کیا کہ اس کے نکاح میں مرد ایک مرد اور ایک عورت شابعہ سے تو حضرت فرماتے  
تے فرمایا کہ ۱۰ نکاح ہے اور ہم سے جو تفرق اس میں دیکھ کر میں پہلے اس کو اعلان کر چکا ہوں تا اس میں وہ نہ ہر دم کا حکم رہتا، اس شرط سے عقد نکاح  
بانی تمام عقربے جدا ہو گیا کہ وہ بفر گیا ہوں ۱۰ مستند ہو جاتا ہیں البتہ ان میں ہیں گواہ بنا ۱۰ مستحب یا مستحب ہے مگر نکاح بفر گواہ کے وقتلا  
ورست ہے اور نہ پرا۔





















والحرۃ علی الامۃ واربع من خرائر و اماء فقط و لتعید نصفہا و حبلی من زنا و لا یتوطأ  
 حتی تضع حملہا موطوءۃ سیدھا او فان ای یحوز نکاح امۃ و طہا سیدھا و لا یحب  
 علی الزوج الاستبراء و کذا نکاح من و طہا رجل بالنونا و لا یحب علی الزوج  
 الاستبراء و من خمت الی محرمۃ ای اذا تزوج امرأتین بعقد واحد و احدهما  
 محرمۃ علیہ صثم نکاح الاخری

ترجمہ :- بعد از چارہ نکاح از عورت سے پہلے اس کے نکاح میں پہلے سے کوئی نہ ہو، اور چارہ سے نکاح فقط چارہ عورتوں سے نکاح ہوا  
 ای کہ اس کا زنا و زیادہ سے درست نہیں اور علم کہ اس کا عطف اگر وہ فقط دو سے نکاح کر سکتا ہے اور چارہ سے نکاح اس عورت سے  
 ہوتا ہے جو اس کا زنا و زانیہ سے اس سے نکاح نہ ہو، و جمع علی ذکر سے اور چارہ سے نکاح اس کو نکاح سے اس کے نکاح  
 و طہا کہ اور اس عورت سے جس سے زانیہ نہ ہو یعنی ایسی باندی سے نکاح درست ہے جس سے اس کے سوا کسی دوسری نکاح اور  
 نکاح پر اجازت نہ ہو، و اب نہیں اس طرح نکاح درست ہے اس عورت سے جس سے کسی مرد نے زانیہ کی بیوی سے اس صورت میں علی خلاف  
 پر استبراء واجب نہیں، اور چارہ سے نکاح اس عورت کا ہے (ایک ہی عقد میں اگر وہ ساتھ زانیہ کی بیوی سے نکاح کرے اور چارہ سے نکاح کیا ایک  
 ہی عقد سے ساتھ اور ایک ان دو عورتوں میں نکاح کرنے والے پر ایسا ہے تو دوسری کو نکاح سمجھو جو جائز ہے۔

ترجمہ :- بعد از چارہ نکاح اس عورت سے جس سے زانیہ نہ ہو، و اب نہیں اس طرح نکاح درست ہے اس عورت سے جس سے کسی مرد نے زانیہ کی بیوی سے اس صورت میں علی خلاف  
 پر استبراء واجب نہیں، اور چارہ سے نکاح اس عورت کا ہے (ایک ہی عقد میں اگر وہ ساتھ زانیہ کی بیوی سے نکاح کرے اور چارہ سے نکاح کیا ایک  
 ہی عقد سے ساتھ اور ایک ان دو عورتوں میں نکاح کرنے والے پر ایسا ہے تو دوسری کو نکاح سمجھو جو جائز ہے۔

ترجمہ :- بعد از چارہ نکاح اس عورت سے جس سے زانیہ نہ ہو، و اب نہیں اس طرح نکاح درست ہے اس عورت سے جس سے کسی مرد نے زانیہ کی بیوی سے اس صورت میں علی خلاف  
 پر استبراء واجب نہیں، اور چارہ سے نکاح اس عورت کا ہے (ایک ہی عقد میں اگر وہ ساتھ زانیہ کی بیوی سے نکاح کرے اور چارہ سے نکاح کیا ایک  
 ہی عقد سے ساتھ اور ایک ان دو عورتوں میں نکاح کرنے والے پر ایسا ہے تو دوسری کو نکاح سمجھو جو جائز ہے۔



تزوج مفسدة حامل لا يجوز النکاح لان حملها ثابت بالنسب وانما افردھا بالذکر وان  
 كانت داخلة تحت قوله وحامل ثبت نسب حملها لان قد يشبه ان ولدها ثابت  
 النسب امر لا فلا يعلم حکم نکاحھا افردھا بالذکر وقوله ولو هي امر ولدنا قال  
 كذلك ومثل هذا الكلام يستعمل في مقام يحتاج الى البالغة لان العامل التي  
 ثبت نسب حملها اما منكوحة او مستولدة والمنكوحة هي الفراش القوی نفع  
 توهم اختصاص هذا الحكم بالفراش القوی قال

ترجمہ: میں کہیں شخص نے قید میں رازدختر سے نکاح کیا تو اس کا نکاح درست نہیں کیونکہ اس کا حمل ثابت بالنسب ہے اگرچہ  
 مصنف کے قول "و حامل ثبت نسب حملها" میں یہ صورت بھی داخل ہے تاہم اس کو اس لئے خارج کر دیا کہ کسی اس امر میں شک  
 ہو سکتا ہے کہ اگر ایک عورت سے حمل کا نسب ثابت ہوا ہے تو اس وقت کہ اس کے نکاح کا حکم بھی معلوم  
 نہیں ہو سکتا ہے یا اس کو مستعمل طور پر ذکر کر دیا تاکہ پیشہ و زہد اور مصنف کے "ولو هي امر ولدنا" میں لے کر لیا اور اس پر ذکر کا کام  
 اپنے مقام میں استعمال کیا جائے تاکہ اس میں مزید مبالغہ کی ضرورت نہ ہو کیونکہ وہ مبالغہ اس میں کہ ولد ثابت بالنسب ہو حکومت میں ہو سکتی ہے۔  
 یا م ولد نہ ہو سکتی ہے اور منکوحہ عورت و ثبوت نسب میں، فراش قوی ہے اگرچہ فراش کی صورت میں بھی نسب ثابت ہوتا ہے  
 اس میں وہی کو کہ یہ حکم فراش قوی کے ساتھ نفس پر سکتا ہے، یعنی کرنے کے لئے فرما

نکاح صحیح و باطل و غیر مستقیم فرمایا اس صورت سے نکل وہ مستند ہو کہ نسب تک کہ کوئی کی عدوت نکاح و ملت کہ کوئی عدوت سے نکاح صحیح رہ  
 بالہ ہے اب اگر کوئی کی عدوت میں یا کوئی سے نکاح کرے تو جائز ہے تاہم قوی سے نکاح آزاد کو یا غلام کو یا غلام سے نکاح صحیح ہے  
 علیہ خود ادنیٰ عدوت یا عدوتیں جب آزاد ہوئی کو نکاح دے دے تو اس کی عدوت میں اس کو نہی سے نکاح کرنا جائز نہیں کیونکہ عدوت عدوت  
 حکم نکاح میں داخل ہے تو اس طرح آزاد یا رازدختری سے نکاح لازم ہو گا جو کہ ضروری ہے جب کہ پہلے ذکر یہ حکم ہے، غور۔

اور ماہر و باطلہ و خواستہ یا غیر خواستہ کے درمیان جو نسب نہیں مگر آزاد میں جو عدوت نکاح کے باطل ہے، عدوت سے نکاح کر کے نکاحی جائز ہے۔  
 سے قول و ما افرد بالذکر اس میں دو اصل ہیں: ایک کہ اگر عدوت کے لئے کر سوا میں من مسبی، کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، کیونکہ ماہر کی عدوت  
 و حامل ثبت نسب حملها، میں اس مقصد کے لئے کافی تھی، جو کہ قیدی عدوت اگر نہ ہو تو اس کے حمل کا نسب مایہ شوہر سے ثابت  
 ہے یا بریں اس کا نکاح جائز نہیں، حاصل جواب یہ ہے کہ مصنف نے اس صورت کو اس لئے غلط و بیان کیا کیونکہ بیان یہ ممکن ہو سکتا تھا  
 کو قیدی عدوت جو کہ نکاح کے قبضہ سے آتی ہے اس لئے ناقص اس کے حمل کا نسب غیر ثابت ہو اور اس سے نکاح جائز ہو تو مصنف نے  
 واضح کر دیا کہ نسب کے قریب کا نسب بھی منکر شرع ثابت ہے اور اس سے نکاح جائز نہیں،

نکاح تولدان ناقص یا باطل حاصل اس کا یہ کہ اس عاقل کا نسب کسی سے ثابت ہے وہ یا غیر منکر ہوگی یا م ولد ہوگی یعنی اس کے ساتھ اس  
 کے حوالے نہ ہوگی کہ اور اس کا اولاد کو نکاح دے اور اس کو نکاح دے تو اس میں منکر ہوگا فراش نسبت ام ولد کے قوی ہے اس لئے  
 پہل اس مسئلہ کی گنجائش تھی کہ شاید نکاح کا بطلان فراش قوی کے ساتھ خاص ہو اس وجہ کو کہ وہ کہنے کے لئے مصنف نے فراش  
 ضعیف کا ذکر بھی ضرور بنا دیا کیونکہ جو نکاح کا باطل ہے،

نکاح قوی یا باطل یا غیر قوی ام ولد یا اس کے کوئی نہیں مذکور ہے کہ فراش کے باوجود جانت ہیں، (۱) ضعیف، (۲) قوی کی فراش ہے  
 کہ اس کے حمل کا نسب کوئی سے ثابت نہیں ہوتا ہے جب تک کہ کوئی اپنی مادہ و بیوہ کا قوی نہ کہہ دے، شرط ام ولد کا فراش ہے  
 کہ ایک ام ولد ہو چکے کے بعد جب اس کے حمل کا نسب باطل قوی ثابت ہو جائے، البتہ نقل سے اس کی نقلی بھی ہو جاتی ہے و سزا نقلی  
 یہ منکر اور اولاد نقلی اس کی عدوت و دل کا فراش ہے کہ اس میں انکار سے بھی جب کی نقلی نہیں ہوتی بلکہ صرف بیان کی صورت سے  
 البتہ نہ کہہ دے



























وتعتبر الكفاءة في النكاح نسباً فنقريش بعضهم كفؤ لبعض والعرب بعضهم كفؤ  
 لبعض أي العرب الذين لم يولدوا من قريش بعضهم كفؤ لبعض اعلم  
 ان كل من هو من اولاد نضر بن كنانة قريش واما اولاد من هو فوق النضر فلا  
 واما خص الكفاءة في النسب بالعرب لان العبد يصير انسابهم وفي العجم  
 اسلاماً فذا ابوين في الاسلام كفؤ لذی اباء فيه ومسلم بنفسه غير  
 كفؤ لذی اب فيه ولا ذواب فيه لذی ابوين فيه وحرية فليس عبداً و  
 معتق كفؤ احره اصلية

ترجمہ: اور نکاح میں کفایت دو طریق ہر ایک کا اعتبار ہے نسب کے لحاظ سے دایں عرب کے قریش ہیں، ایسے قریش کوفہ اور بصرہ میں ایک اور عرب کے  
 کوفہ اور بصرہ میں ایک اور عرب کے ہیں وہ عرب جو قریش مخالفان میں سے نہیں ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے کفو ہیں یہ بات معلوم ہے کہ قریش  
 وہ ہے جو قریش کے ذاتی اولاد میں ہے لیکن جو قریش کے طور سے اولاد میں ہیں وہ قریش نہیں۔ اور ان کی مخالفت عرب میں اس لئے  
 خاص جہت کہ قریش کے اپنے نسب مخالف کرنے اور اہل قریش مخالفت باغیگہ اسلام کے، قریش کے باپ اور اولاد قطعاً مسلمان تھے  
 یہ کفو ہے اس صورت کا کہ کفار اور اسلام کے درمیان میں مسلمان کے اور کفر میں کفر اسلام کے قریب ہے اور کفر میں اس کا پس کفار مسلمان  
 ہے اور کفر میں اس کا قطعاً اب مسلمان تھا وہ کفو نہیں اس کا پس کفار اور اسلام کے درمیان میں مسلمان کے اور کفر میں کفر اسلام کے قریب ہے اور کفر میں اس کا پس کفار مسلمان  
 تمام اولاد کفر میں اس صورت کا کفو نہیں جو اصل سے آزاد ہے۔

تشریح: پہلے قولہ وتعتبر الكفاءة الخ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ خداوند تعالیٰ میں ہی انتظام مصالح ہو سکتا ہے جبکہ وہ خود میں ہی تمام مصلحت  
 اور نقصت کو اور ذات مقرر کر رہا ہے اس میں ہر ذی ذیہن کو کفر و عورت و نسب میں شرف و سزا کی طبیعت نگار انہیں کر لے گا کہ وہ کفر و ذلیل کی  
 برتری میں ملنے میں سے شرف لے لیں اس کا اعتبار کیا اور نرا اپنے ظلموں کے لئے ہیں جو جو مصلحت کو اور کفو میں قطعاً کر دے دین اور  
 و کم اسباب میں کفایت و دیات و دیار ہیں۔ اپنے اس مندرجہ مراد کی مانہ کفایت کی رعایت بالاتفاق مستحب ہے لیکن عورت کی جانب اس  
 کی رعایت ضروری نہیں کیونکہ وہ قریش مصلحت کرنا ہے اور قریش کی مناسبت عموماً ناگوار نہیں ہوتی۔ امام صاحب کا کہہ سب سے اولاد میں  
 کے نزدیک عورت کی جانب اس لئے کہ کفار کا متبادہ ہے۔ البتہ یہ اس میں کفر کے ایک اور جزو ہے جو عورت و ذلیل کی برتری کے عورت  
 کی جانب کفو کا اعتبار ہے اور انتقامی مندرجہ اس میں یہاں ہے اللہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

یہ ذکر کرنے پر مبنی تمام کفایت ہے۔ نیز اسلام میں اس کا اعتبار ہے کیونکہ اس کے ذریعہ ایسی قریبات جو تاہم پہلے اس سے شریف صورت  
 کسی ذی ذیہن کے انتہا سے ہے۔ اور نفرت کے قریب اگر کسی شخص نے خیریت اخلاقی میں لائے تو ان کے نزدیک کچھ نفع نہ ہو گا جبکہ اگر وہ خیریت کا یہ زمان  
 و کفایت کرنا ہے۔ ان کو کہہ سب سے انتقامی مندرجہ اس میں یہاں ہے اللہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ یہ اس میں کفر کے ایک اور جزو ہے جو عورت و ذلیل کی برتری کے عورت  
 کی جانب کفو کا اعتبار ہے اور انتقامی مندرجہ اس میں یہاں ہے اللہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

یہ قولہ ان الخ اس میں ہر ذی ذیہن کو کفر و عورت و نسب میں شرف و سزا کی طبیعت نگار انہیں کر لے گا کہ وہ کفر و ذلیل کی  
 برتری میں ملنے میں سے شرف لے لیں اس کا اعتبار کیا اور نرا اپنے ظلموں کے لئے ہیں جو جو مصلحت کو اور کفو میں قطعاً کر دے دین اور  
 و کم اسباب میں کفایت و دیات و دیار ہیں۔ اپنے اس مندرجہ مراد کی مانہ کفایت کی رعایت بالاتفاق مستحب ہے لیکن عورت کی جانب اس  
 کی رعایت ضروری نہیں کیونکہ وہ قریش مصلحت کرنا ہے اور قریش کی مناسبت عموماً ناگوار نہیں ہوتی۔ امام صاحب کا کہہ سب سے اولاد میں  
 کے نزدیک عورت کی جانب اس لئے کہ کفار کا متبادہ ہے۔ البتہ یہ اس میں کفر کے ایک اور جزو ہے جو عورت و ذلیل کی برتری کے عورت  
 کی جانب کفو کا اعتبار ہے اور انتقامی مندرجہ اس میں یہاں ہے اللہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔







وإنكاح الأب والجد عند عدم الأب الصغير والصغيرة بغيره في أحسن في المحرم  
 أو من غير كفول الغير هما أي لا يصح لغير الأب والجد إنكاح الصغير والصغيرة بغيره





وهو ما العشرة أو ما تزورها فالسبي عنده الوطى أو موت أحدهما ونصفه بطلاق قبل  
 وطى وخلوة صحمت أى الخلوة الصحيحة وسبى نفسه بها فإن قلت لم يكتم  
 بقوله قبل خلوة صحمت فإنه إذا كان قبل الخلوة الصحيحة كان قبل الوطى  
 قلت لا نسلم فإنه يمكن أن يكون قبل الخلوة الصحيحة ولا يكون قبل الوطى بل ووطى  
 بلا خلوة صحيحة نحو أن وطى مع وجود الابع الشرعى كصوم رمضان ونحوه وصح  
 النكاح بلا ذكرهما ومع نفيه ونجس وخنزير وبهذا الدان من الخلل فهو حرم  
 وبهذا العبد فهو حر.







وما زيد على المهر يجب ويسقط بالطلاق قبل الوطء وصح حطها عنه أي حط المرأة  
عن الزوج ولم يذ كر مفعول الحط لا يدل على العموم كما في قوله فلان يبعث و  
يمنع قيدل على حط كل المهر وبعضه والزيادة في صورة الزيادة على المهر و  
خلوة بلا مانع وطئ حسا أو شرعا أو طبعا كمرض يمنعه الوطئ هذا نظير المانع المحض  
وصوم رمضان وأحرام بقدره أو نقل هذا نظير المانع الشرعي وحيفض ونفاس  
هذا نظير المانع الطبيعي ولا يفتقر أن يكون المانع الشرعي موجودا فيها تؤكد  
أي تؤكد المهر فخلوة ميتة أو تزكده خبره.

[illegible]

فکریہ اور اعتقادی مسئلہ قرار دینے کے بعد کاغذوں کی اس کے قائم مقام شدہ ہو گا اور اسے اپنی مجلسوں میں جوچاہے کو خیر یا شر کے لیے تبلیغ کیلئے آزاد  
ہندوؤں کے قائم مقام کر دیں صرف اس کی وجہ سے

[illegible][illegible]























الطرف وهو قبل متعلق بقوله ولها منعه ثم عطف على قوله ما بين تعجيله قوله او قدر  
ما يعجل لثلاثها من مثل غيرها عرفاً غير مقدر بالزوم والخمس ان لم يبين لفظ

للمختصر هذا والمعجل والمؤجل ان يبين انك والا فلا متعارف والسفر والخروج

للمحاجة وزيارة اهلها بلا اذنه قبل قبضه اى ولها السفر الى اخره قبل قبض المعجل

لا بعداه ولا لها المنع لقبض الكل في المختار اى ان لم يبين للمعجل والمؤجل لا يكون

لها ولاية منع النفس لاخذ كل المهر فكذا الحكم قد تم مما تقدم فانه اذا قال

او قدر ما يعجل الى قوله ان لم يبين تقييد ولاية المنع بقدر المعجل يدل بطريق

المفهوم

ترجمہ: اور قول میں "تعلیل" کا لفظ مصنف کی عبارت "وہا منعه" سے متعلق ہے۔ (یعنی اصل میں یہ ہے کہ میں نے اس کو منع کیا ہے)۔  
 "ما یبطل تعجلہ" پر عملی بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کہنا کہ مقدر کے ساتھ اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 میں اس میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 مقصود اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 کو اس کے لئے اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت

تشریح: لہ قول "اور" اور اس میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت

اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت

اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت

اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت  
 اس کی عبارت میں اس صورت کو قائم کیا ہے کہ جس سے عملی بات کا غائب ہونا اور اس صورت میں اس کی طرف سے اس کے لئے ایک بار "اور" سے پہلے کی عبارت



على ان ليس لها المنع لقبض الزائد على هذا العجل ولا خلاف في ان التخصيص  
بالذكرة في الروايات يدل على نفي الحكم عما عداه لكن راد التصريح بهذا البطلان  
على انه مختلف فيه والمختار هذا فان المتأخرين اختاروا هذا بناء على المتعارف و  
ان كان اصل المذهب ان لها ولاية المنع لاجل كل المهر اذ المهر يمتنع عقد الزهر  
المعجل والموجل لان المهر عوض البضع فلا يمتنع كل العوض لا يعيب عليها  
تسليم البضع لولا اجل كله فانه لو اجل الكل فقد سقط حقرا فلا يكون لها منع  
النفس لاجلها وله التسليم بها بعد اداؤه في ظاهر الرواية.













بمزدانی طلقتا اذ یکن ان یکون المهر اذ ترکها وهذا المعنی الیق بالبعد

المقروء واما فادقها فمواظفہ فی هذا المعنی واذن له بعدہ بالنکاح بعد

جائزہ و فاسدہ فیما عالعید لہ من نکحہا فاسد بعد اذنہ فوطئہا

وان لم یطأ العید فی النکاح الفاسد لا یجب المهر ولو نکحہا ثانیاً او اخری

بعد ہا صحیحاً ووقف علی الاجازۃ ای لو نکحہا نکاحاً ثانیاً صحیحاً او نکح

امراً اخری بعد تلك المرأة نکاحاً صحیحاً ووقف علی الاجازۃ لان

الاجازۃ قد انتهت بذلك النکاح الفاسد ولو زوج عبداً امیدیوناً

مذوناً لہ صح و شأوت غوماؤہ فی ہم مثلہا

ترجمہ: بیان اس صورت کے جب کہ کسی کو طلاق دے تو اجازت آت ہے جو کس سے اس سے ایک اور عورت سے

پھر دینے کے جس اور جو نہیں بلکہ کی اجازت کے بغیر بطور مکرر نکاح کی ہے اس کے حق میں سن اور پوزنا اور صاحبے اور نام نہانہ

فاس کیوں کہ اس کا طلاق نہیں دینے کے جس میں اہل نکاح اور اس کے عہد کی اجازت کے بغیر نکاح صحیح اور فاسد دونوں ترک کرنا

برائے اور اس کے بعد سے نکاح فاسد کا اور اس سے وہی نکاح فاسد میں سے جائز اور اگر اس میں نکاح فاسد میں سے نکاح صحیح ہو جائے

اور جس صورت سے نکاح فاسد نکاح صحیح میں سے دوسری نکاح صحیح کہ اس نکاح فاسد کے بعد اس صورت سے نکاح صحیح کہ اس نکاح فاسد

کی اجازت نہ ہو تو اس کے بعد اس صورت سے نکاح صحیح کہ اس صورت سے نکاح فاسد کا اور اس سے وہی نکاح فاسد میں سے نکاح صحیح ہو جائے

اس صورت سے نکاح فاسد نکاح صحیح میں سے دوسری نکاح صحیح کہ اس نکاح فاسد کے بعد اس صورت سے نکاح صحیح کہ اس نکاح فاسد

کی اجازت نہ ہو تو اس کے بعد اس صورت سے نکاح صحیح کہ اس صورت سے نکاح فاسد کا اور اس سے وہی نکاح فاسد میں سے نکاح صحیح ہو جائے

اس صورت سے نکاح فاسد نکاح صحیح میں سے دوسری نکاح صحیح کہ اس نکاح فاسد کے بعد اس صورت سے نکاح صحیح کہ اس نکاح فاسد

کی اجازت نہ ہو تو اس کے بعد اس صورت سے نکاح صحیح کہ اس صورت سے نکاح فاسد کا اور اس سے وہی نکاح فاسد میں سے نکاح صحیح ہو جائے

اس صورت سے نکاح فاسد نکاح صحیح میں سے دوسری نکاح صحیح کہ اس نکاح فاسد کے بعد اس صورت سے نکاح صحیح کہ اس نکاح فاسد

































وعبارة المختص كانت كذلك في حرمة ما يحرم من النسب إلا أمراً ولاداً أصولاً  
واختاً ابنة وجدته فأولاد الأصول الأخ والأخت والعمة والعنت والغالب وإنما  
فإنه هو كونه يحرم من النسب لأن الرضاع شرعاً غيرت العبارة أني هذا في حرمة ما  
مع قومها عليه كالنفس وفروعها والزوجان عليها أي تحريم المرضعة وزوجها  
على الرضيع ويحرم قومها على الرضيع كما في النسب وتحريم فروع الرضيع على الموضع  
وزوجها ويحرم زوجها الرضيع على المرضعة وزوجها أي الرضيع إن كان ذكر أمراً زوجته  
على زوج المرضعة.







عنه بوجہ نہی اللہ و غیرہ یا غیرہ  
بجائے تسمیہ و اطلاق

## کتاب الطلاق

ہذا کتاب فی الطلاق و اطلاق و غیرہ  
فیہ من جملة ما یشترک فیہ الطلاق و اطلاق

احسنہ طلاقہ فقط فی طلاق و لا یطی فیہ و محسنہ و هو التسمی طلاقہ لغیرہ و طوطہ و لولی  
ایک ماہر و ایک ماہر

محض فی الموطوءة تفرق الثلث فی اظهار لا و طی فیہا فیمین حیض و اشہر فی الایستہ  
والصغیرۃ و السائل للثنتہ ثلث فی ثلثہ اشہر فقولہ و اشہر عطف علی اظهار و  
ایک ماہر و ایک ماہر

حلی طلاقہم عقیب الوطی و بدعیہ ثلث او اثنتان بمرۃ او مرتین فی ظہیر  
لا رجعت فیہ او واحدة فی طہر و طیت فیہ او حیض موطوءة و تجب رجعتہا  
ایک ماہر و ایک ماہر

### طلاق کا بیان

ترجمہ :- "طلاق" اسم ہے کہ وہ جانی صورت کو طلاق دے اس طرح جس میں اس سے جماع کیا جودھا اور طلاق  
جس کو طلاق میں بھی کہتے ہیں، یہ ہے کہ اگر خیر ہو تو طلاق دے کر ملے ایک ہی طلاق جو جسے اگر مرد حیض میں ہو اور اگر موطوءہ کو طلاق  
دے تو تین طلاق دینے پر مرد اظہار پر جس میں وہ لکھی نہ ہو اگر اس صورت کو حیض آتا ہو اور اگر حیض نہ آتا ہو اس پر بائیسہ روز کا عدل  
ہو تو ہر تین میں ایک لکھی رہے یعنی طلاق سنت ہے تین طلاق دے تین جہیں اور اس کا قول "واشہر" کا عطف ہے "و اظہار"  
پر اور اجماع کے طلاق درجائن تینوں کو طلاق کہتے ہیں اور طلاق دینے کے تین طلاق اور طلاق ایک ایک بار سے ایک  
ظہر میں دینے اور رجعت دینے کے دو زمان ایک طلاق دے اس طرح جس میں وہ لکھی نہ ہو یا ایک طلاق دے موطوءہ کو حیض میں اور  
اس صورت میں رجعت کرنا واجب ہے بھیج کر ایک طلاق

تشریح :- طلاق کا معنی ہے کہ وہ جانی صورت کو طلاق دے اس طرح جس میں اس سے جماع کیا جودھا اور طلاق  
جس کو طلاق میں بھی کہتے ہیں، یہ ہے کہ اگر خیر ہو تو طلاق دے کر ملے ایک ہی طلاق جو جسے اگر مرد حیض میں ہو اور اگر موطوءہ کو طلاق  
دے تو تین طلاق دینے پر مرد اظہار پر جس میں وہ لکھی نہ ہو اگر اس صورت کو حیض آتا ہو اور اگر حیض نہ آتا ہو اس پر بائیسہ روز کا عدل  
ہو تو ہر تین میں ایک لکھی رہے یعنی طلاق سنت ہے تین طلاق دے تین جہیں اور اس کا قول "واشہر" کا عطف ہے "و اظہار"  
پر اور اجماع کے طلاق درجائن تینوں کو طلاق کہتے ہیں اور طلاق دینے کے تین طلاق اور طلاق ایک ایک بار سے ایک  
ظہر میں دینے اور رجعت دینے کے دو زمان ایک طلاق دے اس طرح جس میں وہ لکھی نہ ہو یا ایک طلاق دے موطوءہ کو حیض میں اور  
اس صورت میں رجعت کرنا واجب ہے بھیج کر ایک طلاق

تشریح :- طلاق کا معنی ہے کہ وہ جانی صورت کو طلاق دے اس طرح جس میں اس سے جماع کیا جودھا اور طلاق  
جس کو طلاق میں بھی کہتے ہیں، یہ ہے کہ اگر خیر ہو تو طلاق دے کر ملے ایک ہی طلاق جو جسے اگر مرد حیض میں ہو اور اگر موطوءہ کو طلاق  
دے تو تین طلاق دینے پر مرد اظہار پر جس میں وہ لکھی نہ ہو اگر اس صورت کو حیض آتا ہو اور اگر حیض نہ آتا ہو اس پر بائیسہ روز کا عدل  
ہو تو ہر تین میں ایک لکھی رہے یعنی طلاق سنت ہے تین طلاق دے تین جہیں اور اس کا قول "واشہر" کا عطف ہے "و اظہار"  
پر اور اجماع کے طلاق درجائن تینوں کو طلاق کہتے ہیں اور طلاق دینے کے تین طلاق اور طلاق ایک ایک بار سے ایک  
ظہر میں دینے اور رجعت دینے کے دو زمان ایک طلاق دے اس طرح جس میں وہ لکھی نہ ہو یا ایک طلاق دے موطوءہ کو حیض میں اور  
اس صورت میں رجعت کرنا واجب ہے بھیج کر ایک طلاق

تشریح :- طلاق کا معنی ہے کہ وہ جانی صورت کو طلاق دے اس طرح جس میں اس سے جماع کیا جودھا اور طلاق  
جس کو طلاق میں بھی کہتے ہیں، یہ ہے کہ اگر خیر ہو تو طلاق دے کر ملے ایک ہی طلاق جو جسے اگر مرد حیض میں ہو اور اگر موطوءہ کو طلاق  
دے تو تین طلاق دینے پر مرد اظہار پر جس میں وہ لکھی نہ ہو اگر اس صورت کو حیض آتا ہو اور اگر حیض نہ آتا ہو اس پر بائیسہ روز کا عدل  
ہو تو ہر تین میں ایک لکھی رہے یعنی طلاق سنت ہے تین طلاق دے تین جہیں اور اس کا قول "واشہر" کا عطف ہے "و اظہار"  
پر اور اجماع کے طلاق درجائن تینوں کو طلاق کہتے ہیں اور طلاق دینے کے تین طلاق اور طلاق ایک ایک بار سے ایک  
ظہر میں دینے اور رجعت دینے کے دو زمان ایک طلاق دے اس طرح جس میں وہ لکھی نہ ہو یا ایک طلاق دے موطوءہ کو حیض میں اور  
اس صورت میں رجعت کرنا واجب ہے بھیج کر ایک طلاق







اوانت طالق الطلاق اوانت طالق طلاقاً یقع واحدة رجعية ان لم یوشیئ الاونى

واحدة اوانتین وان نوى ثلثاً فثلث هذا فی الحرة اما فی الامه فثبتت ان

بمیزنة الثلث فی العرة وقد ذکر فی اصول الفقه ان لفظ المصدرا احد لا یدل علی

العدد فالثلث واحد اعتباری من حیث انه مجموع قطع نیتہ وان لم یوقف

الواحد الحقیقی اما الاثنان فی العرة فعدد محض لا دلالة لفظاً علیہ و

یا صفة الطلاق الی کلام الی ما یعبر به عن الكل کانت طالق اوارساک اودقبتک

او عنقک اود اوبدنک اوجسدک اوجحک اوفجک اوالی جزء شائع لکشف

او ثلثک یقع الطلاق

ترجمہ: یا طلاق الطلاق ہے، اور طالق طلاقاً ہے اور کچھ نہیں کہ یا نیت کی ایک طلاق کی یا دو طلاق کی تو ایک ہی طلاق ہے اور اگر

جول اور کچھ نہیں فدا کی نیت کی تو تین ہی طلاق واجب ہو جائیگی یہ کچھ ہے کہ کثرت اور نام ہو ممکن اندک ہی دو طلاق کے عرو کی تین طلاق کے

ما یوقف علیہ ایہ کہ تین ہی ہو سکے اور طلاق کی نیت مستحب ہے اور اصول فقہ میں دو طلاق کی توجہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے

کہ طلاق کا لفظ مصدر واحد ہے جس کا عدد دو حالت میں آتا ہے اولاً اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو

کی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو

نہیں کہ نیت اس کے لیے کہ نیت صحیح نہیں بلکہ طلاق کا لفظ صرف ایک ہی نیت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو

تو طلاق کے لفظ سے تین ہی طلاق اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو

تھیں اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو

نہیں اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو

اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو

اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو اور اگر ایک ہی نیت ہو













والیوم للہاء مع فعل ممتد والوقت المطلق مع فعل لامتناہی ففعل وجو والشرط للسلا

لا یتخیر فی امرک بیدک یوم یقید مزید وتطلق فی یومہ استزواجک فان قلت

اعلم ان الیوم اذا ترن بفعل ممتد یراد به النهار واذا قرن بفعل غیر ممتد یراد به الوقت فذلک

لان فکر التران اذا قلنا بالفعال بلا لفظ فی ینکون معیارا للمکفولنا أصمت الستة بحدان تولنا صمت

فی الستة فاذا کان الفعل ممتدا کالامتر بایید کان المعیار ممتدا فایراد بالیوم النهار هنا

ترجمہ: اب اول لفظ جو ہے خاص کر دن کا وقت اور دوسرا یہ ہے مگر اس کے ساتھ جملہ فعل ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے

اور جب یہ شرط فعل کے ساتھ ملے ہو تو اس سے مطلق وقت مزید نہیں آتا چاہے دن کا وقت ہو یا ناک وقت اور وقت کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے اس کے ساتھ ماضی میں فعل لامتناہی جو وقت کے ساتھ ملا کر دیا گیا ہے











ويقيم بأن منك بائن أو عليك حرمان نولي لا بان منك طالق وإن نولي دانت  
طالق واحدة أولاً أو مع موت أو مع موتك ولا طلاق بعد ما ملك أحدهما حبلاً

أو ينقصه لأنه وقع الفسخ بينهما بملك الرقية والطلاق يستدعي قيام النكاح

وبانت طالق فكذلك الشبر الأصبع يقع بعده أي بعد الأصبع والأصبع كروية وكروية

المنشورة لو اشترى بطلوعها ولو اشترى بطلوعها نال المقتومة لأنه إذا اشترى بالأصابع المنشورة  
فالعادة أن يكون بطن الكف في جانب المخاطب وإذا عقد بالأصابع يكون بطن

الكف في جانب العائد وبانت طالق بائن أو انت طالق أشد الطلاق أو الحقة

أو أختبه أو طلاق الشيطان أو البعد عداو كالحبيل أو كالف أو ملا البت أو تطلقه

شديدة أو طويلة أو عريضة بلانية ثلاث.

ترخيص بذكره وسطاً بين محنته كالحكم من غير محنت من الأولى من طلاق كذا في قوله طالق

بأنه من طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته

أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته

أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته

أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته

أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته

أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته

أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته

أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته أو طلاق بينه وبين زوجته

واحدة بانته ومعها ثلث قول، سابعة ثلث يشمل ما اذا لم يرد عدد او نوى واحدة  
او ثنتين وهذا في الحرة واماء في الامة ثلثان بمنزلة الثلث في الحرة ومن  
طلقها ثلثا قبل الوطى وتغن فان فرق بانت بالاولى ولم تقع الثانية والثا  
ففي انت طالق واحدة واحدة لا تقم واحدة ويقم بعد وقرن بالطلاق  
لا به فيلغو انت طالق لو ماتت قبل ذكر العدد وبانت طالق واحدة قبل  
واحدة او بعدا واحدة واحدة

ترجمہ :- اگر ایک طلاق یا تن واقع ہو کر اور اگر کس طلاق کی تہ نہیں کہ تہین طلاق میں واقع ہوں کی مسنون کے قول کہ اگر کس طلاق کی  
نیت نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی نیت کی دہر طلاق میں  
ایک طلاق یا تن واقع ہو کر یا نہ کہیں کی نیت کہیں میں جن طلاق یا تن واقع ہو کر یا نہ کہیں کی نیت کہیں میں جن طلاق کی صورت میں وہ طلاق کی  
نیت و اور عدوت کی جن طلاق کی نیت کہیں میں ہے اور اگر کسی سے تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
اور اگر عدوت کی جن طلاق کی نیت کہیں میں ہے اور اگر کسی سے تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
کیا طلاق کی نیت کہیں میں ہے اور اگر کسی سے تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
طلاق سے بیاہ کر کسی سے تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
واقع ہو کر اور اگر کسی سے تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی

فتشہ دوم :- الفیہ مکلفہ است جس طرح انت بائنی سے واقع ہو کر ہے ثبوت طلاق کے لئے اس کا کہی ہر ایسی طرح و صورت ہے اس لئے ہر ایک صورت  
مست کفہ سے واقع ہو کر ہے

ملک تو ان حرمی کی نیت کی ضرورت اس لئے کہ یہ طلاق کی طرح ایسا ہے جس میں بیکہ ایسا ہے کہ اس میں اور کیا نیت کی محتاج ہے  
لئے تو واقعہ یہ ہے کہ اگر ایسی نیت کی ضرورت اس لئے کہ یہ طلاق کی طرح ایسا ہے جس میں بیکہ ایسا ہے کہ اس میں اور کیا نیت کی محتاج ہے  
کہ اگر تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
ان کی نیت کی کہ اگر ایسی نیت کی ضرورت اس لئے کہ یہ طلاق کی طرح ایسا ہے جس میں بیکہ ایسا ہے کہ اس میں اور کیا نیت کی محتاج ہے

ملک قرارہ الفیہ مکلفہ است اس لئے کہ یہ طلاق کی طرح ایسا ہے جس میں بیکہ ایسا ہے کہ اس میں اور کیا نیت کی محتاج ہے  
کہ اگر تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
کہ اگر تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی

دعا مست :- اگر تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
بائنی میں سے طلاق کی صورت سے مست کفہ یہ طلاق کی طرح ایسا ہے جس میں بیکہ ایسا ہے کہ اس میں اور کیا نیت کی محتاج ہے  
خود کے کہ اگر تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
خود کے کہ اگر تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
طلاق یا تن واقع ہو کر یا نہ کہیں کی نیت کہیں میں جن طلاق یا تن واقع ہو کر یا نہ کہیں کی نیت کہیں میں جن طلاق کی صورت میں وہ طلاق کی  
نیت و اور عدوت کی جن طلاق کی نیت کہیں میں ہے اور اگر کسی سے تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
اور اگر عدوت کی جن طلاق کی نیت کہیں میں ہے اور اگر کسی سے تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
کیا طلاق کی نیت کہیں میں ہے اور اگر کسی سے تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
طلاق سے بیاہ کر کسی سے تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
واقع ہو کر اور اگر کسی سے تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی

ملک قرارہ الفیہ مکلفہ است اس لئے کہ یہ طلاق کی طرح ایسا ہے جس میں بیکہ ایسا ہے کہ اس میں اور کیا نیت کی محتاج ہے  
کہ اگر تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی  
کہ اگر تہہ مرد و تہہ نہیں کہ ... کسی سے تہہ مرد کی نیت نہیں کہ ... ایک طلاق کی نیت کی وہ دو طلاق کی

لأن الواحدة الأولى وَصِفَتْ بِالْقَبِيلَةِ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْمَيْمَنُ لِلثَّابِتَةِ عَلَّ وَبَانَتْ

طابق واحدة قبلها واحدة أو بعد واحدة أو مع واحدة أو معها واحدة ثنتين

أما في قبيلها وبعد واحدة فلان الواحدة الأولى وهي التي يؤقعهما في الحال

وصفت بالبعدية فاقبض وقوع واحدة متقدمة عليها لكن لا قدرة له على

الابقاء في الزمان الماضي فقع في الحال فتكون الواحدة الاولى والثامنة

مستقران بنیین و اما می مع و معیا فضا هر وی الموطوءة شنتان فی کلما و فی انت طان

واحدًا واحدًا ان دخلت الى ارضك ان لود دخلت وواحدة ان تقدم الضيف.

ترجمہ: کیونکہ اول ملک کو ایک پہلے واقع ہونے سے متصف کیا تو وہ واقع ہوئی اور عورت غیر مطلق ہوئی اور دوسری طلاق

[illegible]

ایک مظلوم کے مدد پر اس کا انتہائی بے گناہ کے قتل ایک ملوث جرم کی جو راز کو اس کو کھلنے لگا تو ریاضا کے لیکن تانہ افسوس میں حلق

تاریخ کرنے کا انتہائی دشوور کنٹرول سے اس نے دل دھکی کر ڈالا اور اسے گولی مار دی۔ یہاں تک کہ وہ مر رہی ہو اور اگر کسی ساتھی یا دوست کو

[illegible][illegible]

میں نے یہ سچا دیکھا کہ اگر شہر میں تلواریں اور تلے ہوں تو ان کے لئے ایک کھوکھلا گھر بنوا دیا جائے جس میں وہ لوگ رہ سکیں۔ ان کے لئے ایک مکان بنوا دیا جائے جس میں وہ لوگ رہ سکیں۔ ان کے لئے ایک مکان بنوا دیا جائے جس میں وہ لوگ رہ سکیں۔

جنہوں نے تاریخ میں کی اور غیر غلام کے لیے ہم کو جسے سالانہ ہوگی، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا اور حضرت ابوہریرہؓ وہ جسے نبیؐ نے فرمایا ہے ۱۳

[illegible]

پھر یہی سبب کی وجہ سے اعلیٰ طبقات غریبوں کے لئے کوئی طلاق نہ بن سکتے تھے۔

[illegible]

مردوں کی صف میں سے ایک کی جنس جب یہ قاعدہ معلوم ہو چکا تو یہ ایک مفہم مندرجہ میں جب ضرورت طرہ سے کہا: ان کے طالب داسوہہ میں داسوہہ کو دیکھا

مستطاب سے اس لئے جو میلہ لایا ہے اس پر اس لئے کہ، بقدر ہر آئندہ جری

ای قال ان دخلت الدار فانت طالق واحدة واحدة فغلبت نقد الشرط تقع  
 واحدة وهذا في غير الموطوءة فان الواحدة الثانية تعلقت بالشرط بواسطة  
 الاولى فاذا وجد الشرط يقع بهذا الترتيب وهذا عند ابی حنيفة واما عندهما  
 يقع ثنتان وتحقيقه في اصول الفقه في حروف المعاني وكنایته ما لم يوضع له  
 واحتماله وغيره فلا نطق الابنية او دلالة الحال ومنها اعتدای واستنباط  
 رحمك وانت واحدة وبها تقع واحدة رجعية

ترجمہ: یعنی میں نے اگر تو کو گھر میں داخل ہوئی تو گھر کو طلاق ہے ایک اور ایک تو میری طرف سے ایک طلاق واقع ہوئی کیونکہ اس جملہ کے تکرار دوسرے ایک کا تعلق شرعاً کے ساتھ ہے ایک کے توسط سے کہ واجب شرعاً تحقق ہوگی ترتیب دار الاصلہ و الاطلاق  
 حاکمین واقع ہوں گی اس غیر موطوءہ پر اصل کے نزدیک جہانہ کے بعد غرض باقی نہیں رہتا جس سے کہ دوسری ایک واقع ہوگی یہ لام امر مستفاد کا  
 مذہب ہے لیکن صاحبین کے نزدیک وہ فرق اور امتیاز جو مجاہدین کی دیباچہ سے عورت موطوءہ ہوا غیر موطوءہ اس مسئلہ کی پوری تحقیق اصول  
 فقہ کے مروت معانی کی جگہ پر ہے۔ وہ طلاق کنایہ اور وہ جسے لفظ سے ہوتا ہے نیز میں طلاق کہنے سے موطوءہ نہیں لیکن طلاق  
 اور غیر طلاق دونوں کا محال ہے کہ جسے ساتھ یہ طلاق سے موقوف و تابع ہوگی اگر طلاق کی نسبت جو احکامات و اطلاق کرتے طلاق پر کیا  
 کنایہ طلاق کے الفاظ سے ہے پس یہ یوں ہیں۔ موقوفیت کی وجہ سے اگرچہ وہ کراہت کے محاب اس لیے کہ الفاظ سے ایک طلاق واقعی واقع ہوگی  
 اگر طلاق کی نسبت اور لامنتہالی جائے

ترجمہ: واپس مگر درجہ اول دوسری کے لیے اس بارہو پر یہ غرض یہ کہ طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت واقع ہو تو وہ طلاق پر جہانہ کی جگہ  
 اس کا غیر موقوف ہے حال دوسرے سے اور ایک طلاق پر موقوف ہے۔ تاہم یہ کہ اس کی طلاق نسبت کے طلاق میرے سے ہے لہذا طلاق نہ ہے کہ اگر انتشار  
 طلاق بائیں میں مکن نہیں اس لیے اس کے کلام کی اس کی طلاق کے جائے لگا کر بھی اگرچہ اب وہ طلاق کی تکرار کے ساتھ واقع ہوگی کہ  
 کہ تو ثنتان اور علت اب میں اگرچہ موقوفہ کے ضرورت پہلے درجہ اول پر یہ غرض یہ کہ طلاق میں واقع ہوئی طلاق اور طلاق الدار کے ساتھ موقوف  
 کہ تو عورت پر موطوءہ ہونے کی صورت میں اہل امر حلیہ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی اور صاحبین کے نزدیک دو طلاق واقع ہوں گی تو بیع  
 و فروع اس کی وجہ یہ کہ اس کا واجب کے نزدیک میں کا تعلق شرعاً کے ساتھ ترتیب طلاق اور یکے بعد دیگرے جو کہ نسبت کیمرکان و علت الدار نہایت  
 طاق داخلہ ایک کی وجہ سے یہی بعد اطلاق میں تو اس لیے کہ ایک طلاق کا تعلق شرعاً حاصل ہوگی پھر اس کا قول و واسطہ یہ اور حواہی ہے کہ  
 حلیہ یعنی ہونے کے لیے جو طلاق کے واقع ہونے کے لیے نہیں کے بعد اور اس اور وہ طلاق کے ساتھ موقوف جو کہ نسبت کے ساتھ موقوف ہونے میں جب ترتیب  
 اور ثابت ہو جائے تو تو طلاق میں اگر ترتیب ہے تو طلاق کے ساتھ موقوف ہونے کے بعد دوسری کا طلاق میں ترتیب میں اس لیے اس  
 پر ایک طلاق ہے کہ لیکن اگرچہ وہ شرعاً مستقیم کہ تو طلاق کے ساتھ موقوف ہونے میں ترتیب کے مختلف مصلحت میں ترتیب میں ہونے کی وجہ سے  
 کما شرا کے ساتھ مطلق ہو جائے اس کے بعد اگر کلام کے آخر میں نے والی کلمات پر کہ ہے تب طلاق کا کلام دلائل و آثار میں جو طلاق  
 آفرین ہو تو اس جو ساتھ مطلق ہونے میں بیک ترتیب میں ہے تو تو طلاق میں بھی ترتیب ہے کہ لیکن صاحبین کے نزدیک شرعاً مقدم  
 جو شرعاً ہو اور امانہ ترتیب کما شرا کے ساتھ مطلق ہونے سے ہے جو شرعاً ایک ساتھ واقع ہو گا

ترجمہ: یہاں یہ تو دلالت علیہ (یعنی طلاق کے الفاظ کنایہ کے بعد اصل میں طلاق کے کہ موطوءہ نہیں ہیں، لیکن میں دوسرے معانی کا مطلق بھی  
 ہو کہ وہ اس سے واقع طلاق کا کہ نسبت میں نہ ہو اگرچہ ایک کہ طلاق کی نسبت نہ ہو ایسا کوئی فرق لازم نہ ہو تو کو نسبت طلاق کے تمام تمام ہوئے ہر حکم  
 قضا ہے لیکن راجحہ کنایہ میں اپنے ذہن کے الفاظ واقع ہوگی اگرچہ دلالت معانی بائی نہایت گہرا ہے



وعبارة المختصر هكذا لو نحو اخرجني واذهب وتوفى يعقل رد او نحو خذت مني ثوباً حراماً  
بأن يصلح شيئاً من نحو اعتدى واستبرأ في رحمك انت واحدة انت حرة اختارى الاولى  
بيدك من رحمك فارتمك لا يحتمل الرد والسب ففي الرد يتوقف الكل على النية  
وفي الغضب الأولان وفي مذكورة الطلاق الأول فقط والمراد بحالة الرضاء ان لا  
يكون حالة غضب ولا مذكورة الطلاق فيم تتوقف الاشياء الثلاثة على النية وفي  
حالة الغضب يتوقف الأولان اي ما يصلح رد او ما يصلح شيئاً على النية ان توى الطلاق  
يقع به الطلاق وان لم ينو لا يقع واما القسم الاخير وهو ما لا يصلح رد او لا شيئاً  
يقع به الطلاق وان لم ينو وفي حال مذكورة الطلاق يتوقف الاول اي ما يصلح  
رداً على النية اما الاخيران وهما ما يصلح شيئاً وما لا يحتمل الرد والسب فيقع بهما  
الطلاق وان لم ينو.















اى لو قال لها اطلقى نفسك واحدة فطلقت ثلثا لا يقع شئ عند ابي حنيفة لانه  
 قوض اليها ايقاع الواحدة قصدا الا في ضمن الثلث وعندهما تقم واحدة ولو  
 اخرجت بالمائتين اذ الرجعي فعكست وقع ما امر به ولا يقع شئ في طلقى نفسك  
 ثلثا ان شئت لو طلقت واحدة وعكسه اى لو قال لها اطلقى نفسك واحدة ان  
 شئت فطلقت ثلثا لا يقع شئ ففى الاول لا يقع شئ لان المراد ان شئت الثلث  
 ولم توجد عشة الثلث.





أما إذا قال شئت الطلاق ونوى يقع لأن هذا النشأ مبتدأ أو أمّا احتاج إلى النية لأنه

يمكن أن يراد بالطلاق ما هو مفعول المشية فإن نوى هذا لا يقع وإن نوى طلاقاً

ابتدائياً يقع فلا بد من النية وكذلك كل تعليل بعد دم وبقیم لو عقلت بوجود

كما لو قالت شئت أن كانت السماء فوق الأرض وفي أنت طالق إذا شئت إذا ما شئت

أو متى شئت أو متى ما شئت لا يرتد الأمر بها لأنه ملكها الطلاق في الوقت

الذي شادت فليس يمكن تمليكا قبل المشية حتى يرتد بالرد وتعلق متى شادت

فإن مرد الأمر بغيره فليس هو تعليل ما قبله

### والتحليل لا غير

ترجمه: لیکن وقت کے قول کے جواب میں امر اور شرط کے "شئت الطلاق" اور طلاق واقع کرنے کی نیت کر کے تو طلاق واقع ہو جاتا ہے۔

اس کے لئے کسی صورت میں یہ قول سے طور پر یا طلاق یا طلاق پر غور ہو گا اور دشواری کے قول میں بھی طلاق کا ذکر کرنے کے بعد جو نیت

اس سے ضروری ہے کہ "شئت الطلاق" میں ممکن ہے کہ شوہر نے اس طلاق کا ارادہ کیا ہو کہ شیت کا مفعول ہے (دوسری یہ ہیں کہ مفعول ہے

یہ طلاق کا ارادہ کیا اور ارادہ سے طلاق واقع ہوئی ہو پس اگر اس معنی کی نیت کی تو طلاق نہیں ہوگی اور اگر امر اور شرط طلاق واقع کرنے

کی نیت کر کے تو طلاق واقع ہو جائے گا اب اگر امر اور شرط کے معنی کی نیت کی ضرورت ہے اور اس طرح طلاق واقع ہوگی

اگر نیت اپنی مشیت کو اس امر میں برقرار رکھے اور شرطی ہو جو کہ ساتھ مطلق کر کے تو طلاق واقع ہو جائے گی مثلاً شوہر کی غرض میں

کے جواب میں صورت یوں ہوگی: یا یا میں نے اگر تمہیں زمین کے اور پورا دنیا کو تمہارے لئے بخش دیتا ہوں تب بھی تم طلاق نہ کرنا

یا جب کہیں تم چاہو تو اس صورت میں زمین کے اور کھیت کے جسے تمہارے لئے دیتا ہوں اس لئے کہ تم طلاق کا ایک سال کے لئے وقت

میں کہ وہ طلاق کو پہلے ہی میں تمہیں تین مہینے کے ہوں گی اس کے بعد کہ تم سے دو ہجرت کر کے دو ہجرت کر کے چاہے گی لفظ ایک سال

پر جائے گی اس سے زیادہ نہیں کرے گی۔

ترجمہ: لیکن وقت اور امر اور شرط کے جواب میں امر اور شرط کے "شئت الطلاق" اور طلاق واقع کرنے کی نیت کر کے تو طلاق واقع ہو جاتا ہے۔

اس کے لئے کسی صورت میں یہ قول سے طور پر یا طلاق یا طلاق پر غور ہو گا اور دشواری کے قول میں بھی طلاق کا ذکر کرنے کے بعد جو نیت

اس سے ضروری ہے کہ "شئت الطلاق" میں ممکن ہے کہ شوہر نے اس طلاق کا ارادہ کیا ہو کہ شیت کا مفعول ہے (دوسری یہ ہیں کہ مفعول ہے





لأنه لا بد من اعتبار مشيتها لأن الزوج فوض إليها ولا بد أيضاً من اعتبار مشيتها  
لأن مشيتها مستفادة من الزوج في ذاتها رضا قطاً فيجب لأصل أي الواحد في  
الزوجية وإن لم توجد مشية الزوج نعت بمشية المرأة في الكيفية وإن لم تكن  
إن الكيفية مفوضة إليها فأصل الطلاق مفوض إليها أيضاً في كونه شكاً أو ما شئت  
طلقاً وإن شاءت في مجلسها إلا بعدة

المادة ١٠٩ من القانون رقم ٢٤ لسنة ١٩٦٣

[illegible][illegible][illegible][illegible]

وان رکت ارتد فی طلق نفسک من ثلث ما شئت لہا ان تطلق ما دونها الا انک  
 ہذا عندی فی حقیقۃ لان من التبعیض وعندہا لہا ان تطلق نفسها قلت  
 فتكون من البیان ثلثا الکمل محتمل والبعض متیقن فیحصل علیہ۔

ترجمہ: اور اس میں اگر عورت نے دو رکعت یا اس سے زیادہ طلاق پڑھا ہے تو اسے طلاق سے متعلق چاہے  
 وہ طلاق سے غرض رکھتا ہو یا نہیں اس سے کم ایک یا دو ایسے دوسرے طلاق سے کافیا نہیں ہے۔ یہ تمام اگر عینہ کے نزدیک ہے اس  
 کے کو من و تبعیض کے لئے دو خبر وہ طلاق میں سے بعض کا اختیار دیا ہے کل کا نہیں۔ یہاں دو حصے ہیں ایک نزدیک کو حاکم ہے آج کو نیز طلاق میں  
 سکتی ہے نہ کہ نفقہ میں۔ میں یہ ہے وہ بعض کا جس سے مشاعر فرماتے ہیں کہ تو طلاق پر جو کہ کا حصہ آتا ہے اور بعض مراد ہونا بعض  
 ہے تو بعض ہی پر جو کہ بعض ہے تمام کو محمول کیا جائے گا (۱۱۱) (۱۱۱)

ترجمہ: (۱۱۱) (۱۱۱) میں نے کہہ دیا کہ اس میں اگر عورت نے دو رکعت یا اس سے زیادہ طلاق پڑھا ہے تو اسے طلاق سے متعلق چاہے  
 وہ طلاق سے غرض رکھتا ہو یا نہیں اس سے کم ایک یا دو ایسے دوسرے طلاق سے کافیا نہیں ہے۔ یہ تمام اگر عینہ کے نزدیک ہے اس  
 کے کو من و تبعیض کے لئے دو خبر وہ طلاق میں سے بعض کا اختیار دیا ہے کل کا نہیں۔ یہاں دو حصے ہیں ایک نزدیک کو حاکم ہے آج کو نیز طلاق میں  
 سکتی ہے نہ کہ نفقہ میں۔ میں یہ ہے وہ بعض کا جس سے مشاعر فرماتے ہیں کہ تو طلاق پر جو کہ کا حصہ آتا ہے اور بعض مراد ہونا بعض  
 ہے تو بعض ہی پر جو کہ بعض ہے تمام کو محمول کیا جائے گا (۱۱۱) (۱۱۱)

۱۔ عاصیہ سر شام سے تو قلنا انما عاصیہ کی طرف سے برابر اور ان کے ذہب کی کامیابی میں کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اس میں بیگانہ کے لئے  
 جو تو عورت نیز طلاق کی مالک ہوگی اور اگر اس میں تبعیض ہو تو عورت عین سے کہ ایک ہر جی تو کل کا وجود ممکن نہیں ہے اور کم کا وجود ممکن نہیں ہے۔  
 میں نہیں کو لیتا اور احتمال کو چھوڑ دینا زیادہ دلی ہے ۱۱

**بَابُ الْحَلْفِ بِالطَّلَاقِ**

شرط صحته العاك او الاضادة اليه فلا تطلق اجنيبة قل لها ان كلمتك فانت كذا

فَتَكَلَّمَهَا وَقَالَ ابعدا عنى الشيطان ان قال لزوجته تكلمى الوجود العلى وقت

التعليق أو قال لأجنبية أن نكحتك وأنت كذا فكذلك الوجود الإضافي إلى

المالك وعند الشافعي لا يقع والمراد بالاضافة الى الملك تعليق الطلاق بالملك

والفاظ الشرط ان واذا واما وكن نحو كل امرأه اقلی تندخل الذمار فی طالق وكما

وومتي ومتي ما فقيها تفصل اليمين | اذا وجد الشرط مرة الا في كل ما كانه تفصل بعد

الثلاث المراد من انحلال الإيمان بطلان الإيمان بتقليق.

اعلیٰ حضرت بالخط ملائی کا بیٹا ابن

[illegible][illegible]

لے کے ساتھ سامنے کر کے، دروازہ قلعہ کے اندر سے کھول دیا۔ وہاں اس کی انتظار میں جو شخص تھا وہ اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

سورۃ الخطۃ کا لفظ "خطا" کا معنی ہے کہ جو کوئی اپنے ارباب الخلق کے حقوق کا مطالبہ کرے کہ تحقیق میں برحمانہ کی وجہ سے

[illegible][illegible]

یہ سب کچھ دیکھ کر ان کے دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی۔ ان کے دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی۔ ان کے دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی۔

[illegible]

فلاحی اور فتنہ انگیزی خرد باطنی جہل و غفلت سے پیدا ہوتا ہے اور اس وقت تک تحقیق نہیں ہوتی کہ وہ تو سب مطلقاً ایک ہی شے ہے غفلت اس سبوت کے لیے ایک وسیع کیمے کے

انصہر یرواق فیہ یسوا : اور کہو انشاء ہے اس صوفی، الخویشہ دہلوی کے اسی غرض کا : "اعطانی مالاً یحکم" : ترتر دکان میں اجرو : لاہ آتے ہیں :





















فيكون الواو اللجام وهو ان لا تقية ثابته لا تكن بحسب زوازين كمن طلق ثلثا امرأها

في مرضه ثم اقراوا وضي فان لها الاقل من ذلك ومن الارث في دولهم جميعا وعلق

الثالث بشرط ووجد في مرصده ان علقه بجي وقت كرجب وفعل اجنبى ثرت الا

اذا اعلق في صحته وان علق بفعل نفسه ثرت سواء كان التعليق في مراده او لا

والفعل في منه بدل كالإمام مع الاحتمال أو لا بد له منه كاكل الطعام وصلاة الظهر

وكلامه الابوين وان علق بفعلها فان كان اي التعليق والشرط في مرضه الفعل

لَهَا مِنْهُ مِلَّةٌ لَا تَرُثُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَهْلٌ مِنْهُ تَرِثُ وَإِنْ كَانَ أِىُّ التَّغْلِيْقِ فِي مَحْذُومَاتِ الْأَثَرِ

الایة الأولى لها منه عند ابی حنیفة و ابی یوسف خلافا للمحمد و زفر.

ترجمہ۔۔۔ اس طرح وہ ایک سیدھا بیس جی آلچارہ جائیں گے جس کی رد و قبولیت ان بات پر کہ اگر کسی کو تو یہ معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہے اور نہ کافر، اور نہ عورت اور نہ مرد۔

[illegible][illegible][illegible]

عالم میں حکومت وراثت ہوگی ۱۹۱۱ء کو جسے قلعہ علی گڑھ میں جلسوں کا نام لکھ دوں گے یعنی تعلیق اور شرط مرضی کی حالت میں جامع جوبہ اور محلہ جیسے کہ

یہ اس قدر ضرورت کا تھا کہ اس مسئلے سے بے جا اور بے اثر بحث نہ ہو کہ اس مسئلے پر کہ حکومت کا اس سے بڑا اور کلاسیک اور اہم اور حقیقی اور اولیٰ اور بڑا مسئلہ

فقد وجدنا في بعض النسخ ١٢٠٠ وادعوا جميعهم في ذلك شرب لبنك فخرنا في زمانك العبد المستضعف كبرياك كايده بالبر والبر في دوسرے کا اقل ہو گا اور ہم نے کتبہ کی کہ

کوئی ایک بیواؤں کے گھر،

[illegible]

وایح جو دانی سمجھیں ہے، اسی منہ کا کھانا کھائے، بے کھانہ ہو کر مرنے کے خراستے میں آئے کہ جس میں تلاطم نہیں، اسی کو اور مرے دیکھا، پھر اسی نے میرا منہ غور سے دیکھ لیا کہ اچانک اسی کی دھست کی تیروں صوفیوں نے میں لٹل لیو، پھر جھٹ پائی، بال بال تباہی کے لئے، اس اور غریبی کی کہ درود

دوسرے دو تہائی کے مضامین میں انگریزوں کی سیاست اور اس کی وجوہات، یا بصورتِ ضرورت، یہاں تک کہ وہ ان کے لیے کامیاب رہیں۔









وان قال راجعتك فصحت عدتی فلا رجعة ای ان كانت المدقة مدقة تحتل انتضاء  
 العدة فالمدقة تصدق فی اخبارها بانقضاء العدة وهذا عند ابن حنيفة واما عند  
 فقهاء الرجعة لا خلاف فی قبل الرجعة بانقضاء العدة فانما ظاهرها كذا فی زوج  
 امه اخبر بعد العدة بالرجعة نهي السيد فان فصل فيه وكذا بينه فان القول قولها عند  
 ابن حنيفة واما عند هانفي القول قول المولى او قال راجعتك فصحت عدتی  
 وانكحروا ای الزوج والسيد يهتدى العدة.

ترجمہ۔ اگر عادت کے دور سے کہ اگر کسی نے تھکے سے رجعت کی اور عورت نے کہا کہ میری عدت گذر گئی تو رجعت ثابت نہ ہوگی۔ یعنی  
 اگر عادت کے بعد اتنی مدت گذر گئی ہو جس مدت میں عورت پر رجم کا امکان ہو سیکے تو عدت گذرنے کی خبر دینے میں عورت کی بات  
 معتبر ہوگی۔ امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور صاحبین کے نزدیک رجعت ہوگی اس کے بعد کہ عورت نے شوہر کے اس کلمے سے پہلے عورت  
 پر رجم کرنے کی خبر نہیں دی۔ پس ظاہر یہاں سے عدت ہے ایسی طرح اگر کوئی کسی عادت کے بعد گذرنے کے بعد اس کے ایک سے کہا کہ  
 میں نے عدت گزار دی اس سے رجعت نہ ہوگی۔ اور اگر ایک سے کہی کہ میں نے اس کی عادت کی کوئی خبر حاصل کی تو وہ ایک کوئی  
 کا کوئی چیز ہو گا۔ اور صاحبین کے نزدیک مگر کوئی خبر مستحبہ رجم کے ساتھ یا اگر کسی سے اس کے ساتھ کہہ کر کسی نے تھکے سے رجعت کی  
 اور کوئی نے کہا کہ میری عدت گذر گئی اور عادت کے بعد اس کا انکار کیا تو امام صاحب کے نزدیک کوئی خبر مستحبہ ہو گا۔ اور صاحب کے نزدیک  
 کے نزدیک زوج اور مولی لازم

والجواب

ترجمہ۔ اول۔ قول مشہور از بعض اہل عدل و ایمان مرد یا یک مرد یا دو مرد حق گوئی متروک ہے بلکہ اول سے رجعت جو باقی ہے بنگر انکار کی  
 گواہی نہیں دیتے اور رجعت سے پہلے کسی کو کوئی حق گوئی کا اقرار ہو چکے کے بعد اس عورت کے ساتھ انکھینچنے پر نہایت سختی ہے۔  
 اور قول مجرم میں۔ و اشد و اذی عدلی منکم۔ اس کتاب پر عمل ہے یا فرما کر دینا۔  
 یہ تو اہل کفر و فساد ہیں جن کی عدت کے بعد زوج سے کہہ کر میں نے عدت کے اندر رجوع کر لیا تھا، مگر باقول کے دوسرے اور عورت  
 نے بھی تصدیق کی تو رجعت ثابت ہوگی جیسا کہ ظاہر ہے اس سے ایسی اتفاق مشتبہ ہے۔ ان کے عقیدت میں جوئے ہوئی کو، انہما رجعت  
 نہ ہوگی اور عورت کی عدت ثابت نہ ہوگی جب تک کہ عادت نہ جینے سے ثابت نہ کرے اگر مرد جینے کے قوام صاحب کے نزدیک  
 عورت پر مطلق ہو گا۔ اور صاحبین کے نزدیک مطلق ہو گا۔

رحمہ اللہ

یہ عقول کا انتقام ہے۔ اور اگر انتقام رجعت میں نہیں ہے تو عدت کے انکار کے ساتھ رجوع کرنا جو عورت کے لئے سخت ہے اور عورت  
 جو نہ کار فرما کہ اس کا کوئی چیز مستحبہ ہو گا۔ اور ظاہر واقعہ عورت کی کتاب کو اپنے ہا  
 یہ خود کو اندر زوج اور اس کی صورت سے کہہ کر ایک آدمی نے اپنی کوئی کوئی دوسرے سے نکاح یا بیوہ خاوند کے لئے عادت دینا اور عدت  
 گذرنے کے بعد شوہر پر اپنی بیوی کے آقا کو خبر دی کہ عدت گذرنے سے پہلے جو عورت کو یہ آقا نے تصدیق کر لی اور کوئی نے تکذیب  
 کی تو امام صاحب کے نزدیک کوئی خبر مستحبہ ہو گا۔ اور صاحبین کے نزدیک آقا کا کوئی مستحبہ کہہ کر کسی نے اپنے خاص حق کے ہا  
 میں تو اہل اس نے فعل کیا جیسا کہ صاحب کوئی نکاح کے ہا سے میں یہ قرا کر کہنے سے ہوا کی جاہ کے امام صاحب کی دلیل ہے کہ  
 زوج کی صحت اور عدم صحت عدت پر ہوتا ہے اور نہ یہ کہ عدت پر ہوتا ہے اور عدت ختم ہونے اور نہ ہونے کی خبر میں ہونا چاہیے ہے اور اس  
 کی امت تالی تصدیق ہے آقا کا کوئی مستحبہ اس کے جرات صحت پر ہیں جو اس کے ہا سے میں جس کوئی یا کوئی مستحبہ ہو گا۔ اور نکاح کے  
 معاملہ میں جو کوئی فی خبر نہ ہے اس سے اس کا کوئی مستحبہ نہ ہوتا ہے کہ اس میں کوئی خبر نہ ہوگی اور نہ ہوگی۔















وذكر النكاح بشرط التحليل ونخل الأول والنزول الثاني بعد دم وأدون الثلث فمن طلق

أَيَّامٍ وَأَقْلَاطٍ خَمْسَةً عَشْرَ يَوْمًا.



حتی لو کان الحلف موقتاً یا ربعة اشهر ولم یقر بها بانث بواحدة و سقط الحلف

حتی لو نكحتها ولم یقر بها بعد ذلك لا تبين انما الحلف المؤبد ان نكحتها ولم

یقر بها الربعة اشهر تبين ثانیاً انه ان نكحتها ولم یقر بها الربعة اشهر تبين ثالثاً

وهذا معنی توبه فتبين باخری ان مضیت مدة اخری بعد نكاح ثان بلائی شد

اخوی كذا لك بعد ثالث فتقول بلائی ای بلا قربان و بقی الحلف بعد ثالث

لا الایلا و قولی بها انكفر و لا تبين بالایلا

ترجمه این باب از ترمذی که می گوید در وقت قربت اگر کسی که او در وقت نكاح خود و بعد از آن نكاح می کند

بهر قسم نكاح می کند یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد

یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد

یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد

یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد

یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد

یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد

یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد

یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد

یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد

یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد

یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد یا به هر چه می خواهد

أى فى الحلف المؤبد اذا وقع ثلث تطليقات من غير قربان ببقى العنف لانه لم يقربا  
 فلم ينمك اليمين لكن لم يبق الايلاء فلو نكحها بعد الزوج الثاني وقربها تعجب  
 الكفار لبقاء اليمين ولو لم يقربها الايتين بالايلاء لانه لم يبق الايلاء وقولنا  
 وبقي الحلف بعد ثلث فيه تفصيل ان كان الحلف بالله تعالى يمتن اليمين حتى  
 تحب الكفار لانه وان كان الحلف بغير طلاق فربما ببقى العنف ايضا وان كان بطلا فربما

لا يبقى لان التريجيز يطيل المعلق وتولد والله لا اقربك شهرين وشهرين بعد هذين  
الشهرين ايلاد بجلالات تولد بعد يوم والله لا اقربك شهرين بعد الشهرين  
الاولين ائى قال والله لا اقربك شهرين ومكث يوماً شقق ال والله لا اقربك  
الشهرين بعد الشهرين الاولين لم يكن موليا.

[illegible][illegible]



۱۴۰۰ھ سنہ ۱۹۸۰ء

وان نوى التحريم اوله ينوشيان ايلاد وقيل هو وكن حمل على حرام:

وهو حرام بدست راست كبر مردى حرام: طلاق بلا نيت

للعرف وبه يفتى

راست است تمام اطلاق حدیث

ترجمہ: اور اگر نیت کی وجہ سے حرام کر کے یا کچھ بھی نیت نہ کی تو وہ ایسا جو حرام کا اور بعض حکماء کے کہ اگر کسی نے اپنی زوجہ سے کہا کہ آج کو حرام ہے یا اگر کوئی مرد سے اور مرد سے کہا جو میرے اور مجھے ساتھ ہیں اور وہ کچھ پر حرامیت تو نیت کے بھی اطلاق پر حرامیت کا کچھ کر خوف عام میں یہ سب کے طلاق کے لئے مکمل ہیں اور اس پر شک ہے۔

ترجمہ: البتہ اگر نیت شریعت کے خلاف ہو جائے۔ کافی ہے کہ کوئی مرد نے اپنی زوجہ سے کہہ کر اس نے عورت کو ایسا ہی کیا ہے اب اس کو نفی کرنا نہیں کہ اگر کسی نے وہ کرنا کافی ہو گا اس کے کیا بار کے وقت جس وہ وحلت عاجز تھا تو ایسے کے ذریعہ ہی حرامیت بازرہ کہ مرد پر جائے گا اور وہ نہیں جو سب کے کرنا حالت مجرمین عورت کو حرام ہے یہاں نہیں حرامت میں باطل کا انتشار عورت زانیہ کہ جو پناہ ہے اس نے عورت زانیہ کا نہ ہو گا۔

لے قرار دے گا۔ یعنی تین اطلاق باجماع اور اگر نیت اس کی صورت ہو گئی کی ہو تو یا نیت قدیم کی کہانے گ اور نفاذ قدیم نہ ہو کر جدید ایلام اطلاق شمار ہوگی کیونکہ نیت ایسا ہے کہ نیت

حرامت سے بدلے تو عورت الا یعنی خرم کا نفاذ خواہ خاص ہو یا عام مثلاً تو مجھ پر حرامیت یا سب اطلاق یا اللہ نے جو چیزیں حلال کی ہیں یا مصلحتوں پر جو چیزیں حلال ہیں وہ میرے اور میرے ہیں۔ یہی مصلحتوں میں حلالی کے لئے ہیں اس لئے کہ نیت ان سے حلالی دینے ہوگی۔ نیت انہاں میں اس کی تحصیل آئے گی۔









ولو قال انت طالق وعلیک الف ادا انت حر وعلیک الف فقیلتها اولاً طلقت وعتقت

بلا شیء هذا عند ابی حنیفة واما عند یحییٰ ان قبلت المرأة طلقت بالف وان قبلت

الزمنة عتقت بالف وان لم تقبل لا یقع شیء فانها جعلت الاووی قوله وعلیک الف

والحال بمنزلة الشرط و ابو حنیفة جعل الو اول للعطف و تناسب الجملة فی کونها

اسمیتین یدل علی العطف فیکون اخباراً بان علیها الالف فیقعه بلا شیء و الخلف

معادضة فی حقها حتی یصغر رجوعها ای اذا کان الایجاب منها تقبیل قبول الزوج

ترجمہ :- اور اگر مرد نے خود سے کہا کہ تجھ کو طلاق ہے اور تیرے ذمہ ایک ہزار ہیں ، یا جو بیوی سے کہا کہ تو آزاد ہے اور تیرے ذمہ ایک ہزار

ہیں تو ایسی معادضہ کے لئے یہ حق میں طاعت کی اور نہ توئی یا آزاد ہو جائے گی یا اس پر کہ ہزار کو قبول کیا ہو اور جو مال اس پر ہے ہر

کے ذمہ ہے اور اس میں دیکھ کر ایک ہزار دو سے ہزار قبول کیے ہیں تو ہزار کے بدلے میں طلاق واقع ہوگی اس میں اگر ایسی شے

قبول کیے تو ہزار کے بدلے میں دھار ہو جائے گی اور اگر انہوں نے قبول نہ کیے تو کچھ بھی واقع نہ ہو گا نہ تو ہر صبیح نے مرد کے قول

تو عقیقہ میں دیکھو حال کے لئے آزاد رہے اور حال ہزار خرچہ کے ہے میں خرچہ کا جو علم ہے ان کے ہزار ایک یہاں ہیں وہی علم ہر گاہ

اور مال جو صبیح نے دیکھو عقیقہ کے لئے آزاد رہے اور دو قول پہلے کی ایسی مناسب کر دو قولی مرد اس پر ہیں واد کے مال فہرست پر

ولایت کر لے ہے اس لئے مرد کا یہ قول وعلیک الف ایک متعلق ہر جو جائے گی اس بات کی کہ ان کا قولی کے ذمہ ہزار ہیں اور صحیح بھی

ہو سکتی ہے اور غلط بھی ہو سکتی ہے طلاق واقع کرنے کے ساتھ اس خبر کا کوئی متعلق نہیں اس لئے باعوض طلاق واقع ہو جائے گی

اور اس صورت کے کئی میں معادضہ واقع ہوتی ہے اس سے ہر واقعہ صحیح ہے لیکن بیک وقت کیا ہے اگر آپ چھوٹا نہ کہ قبول کرنے سے علی اسناد ہو گا اور صحیح

خبر بھی ۔ و فیہ ذکر غرضتہ کہ تو بیک وقت جواب سوال مقدمہ کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ اس میں کون سی خبر صحیح ہے کہ طلاق دینے

سے کچھ واقع نہیں ہوتا اس طرح اگر صورت ہزار کے کوئی نہیں طلاق کا مگر اگر کہے اور خود ہر ایک طلاق سے تو کچھ واقع نہ ہو گا چاہے حال کا اس

صورت میں ایک چھوٹا ہے اور ہزار کی بقا کی صورت میں واجب ہوتی ہے ، جو کچھ حاصل ہو کہ وہاں صورت ہو کہ ایک ہزار کے عوض بائ

ہو نہ جو مادی ہوتی ہے تو اس کی ہزار کے عوض بائ ہو نہ بہرہ برداری دینی ہوگی ۱۱

و حاشیہ یہ کہ طلاق طلاق اولاً و ثانیاً صبیح کے ذمہ کی تو یہ دو چیز کی کئی ہے ایک تو مرد سے شائع نہ کر لیا ہے کہ دار مال کہنے کی حالت

جو تیسے اور مال دار مال کے ساتھ تعلق اور اس پر جو قوت ہو نہ کے لیا کہ سے میرے خرچہ کے قوت طاق وعلیک الف کے میں جن کے

اشت طاق حال کون الاطلاق لازم علیک اس لئے اگر صورت قبول کیے تو طلاق واقع ہوگی اور ہزار اس پر لازم ہوں گے اور اگر قبول

نہ کرے کہ طلاق واقع ہوگی اور نہ ہی اس پر لازم ہو گا اور دوسری تو یہ ہے کہ اس نام کا کلام معادضہ کے لئے استعمال ہوتا ہے لفظ حب کیا حالت

دار مال ہزار طاق وعلیک لزم ، تو یہ ۱۱ ہر صبیح کا نام تمام سمجھا جا کہ تیس یہاں ہیں واد ہامہ کے سینے پر عمل ہو گا اور عوض کا ذکر کہ اس کا

قرینہ جو کلاب گرا اس نے قبول کر لیا ۱۲ انت طاق بالف ۱۳

۱۲ تو اصل العطف الف الف اس سے اس طرف اخبار ہے کہ داد کے اصل معنی عطف کے لئے ہوتا ہے اس لئے مرد کے معنی اس سے اور اس میں

کی جائے گا ۱۳ طلاق و قبول کے درمیان تناسب نہ ہو کہ کیا باہر عطف درست نہ ہو اعلف مستحسن نہ ہو لیکن یہاں تناسب جو جو ہے اس

نے جو کہ معنی اصل عطف کی کہ ترجیح و برکت کی ۱۱

۱۲ طلاق اولاً و ثانیاً الایجاب الف معنی اگر علی کے اندر صورت کی جانب سے جو شاد صورت کے لیا کہ ۱۱ اس اپنے نے طلاق کی ہوں اس کے کہ نے

میں یہ تو یہ ایک عائدہ اس کو کہیں نہ کہے صورت کوئی اس خبر سے جو رخ کا کہ ہے جیسے یہ وغیرہ معادضات کا کہ ہے کہ ایجاب کر کے

کر کے والے جو رخ کا اختیار ہو کہ جسے جب تک کہ فرقی ہونے کے قبول کے ذریعہ اس کا ایجاب ہو کہ نہ ہو حالت ۱۱



وطرقت العبدانی العتاق کطریق فیما فی الطلاق فیكون من طرف العبد معاوضة و  
 من جانب المولی میثادھی تعلیق العتق بشروط قبول ان العبد یتوب احکام المعاقبة  
 فی جانب العبد لانی جانب المولی ولو قال طلقک امس علی الف فلم تقبل قالت  
 قبلت فانقول له ولو قال البائع كذلك فانقول للمشتري اعلی ذاقال البائع بعثت  
 هذا العبد منک بالف درهم امس فلم تقبل وقالت المشتري قبلت فانقول للمشتري  
 ووجه الفرق ان قول البائع بعثت اقرا بقبول المشتري لان البیع لا یصح الا بالایضا  
 والقبول فقولہ فلم تقبل یمکن ان یكون رجوعا عن اقراة بخلاف الخلع فانه یمکن  
 فی حقہ فیما کن النفاکة عن البدل فلا یكون اقراة بقبول المرأة فیكون القول  
 قوله لانه منکر للخلع والمواقة تدعیہ۔

ترجمہ :- اود اگر کہنے کے معاوضہ طلاق کا یہ لکھنے والا ہے طلاق کے معاوضہ کوست کو یہ موجب برا بھلا کے بدلے حق غلام  
 کے حق میں عقد صادق ہوگا اور ان کے حق میں منہ نہیں ہوگا۔ ایسے غلام کے قبول کرنے کے لیے کہ مراد اس کی آزادگی تھیں غلام جو اس نے  
 غلام کی جانب سے خلع یا بیعت کے احکام ثابت ہوں گے لیکن اس کی جانب وہ احکام رخصت ہوں گے کہ عیسائی کے احکام ثابت ہوں گے اور اگر وہ  
 نے اس کی بیعت سے کیا کہ اس میں صلہ اور دم جو تھو کہ طلاق دلی علی اور تو نے قبول نہیں کیا تھا اور عورت سے کیا کہ اس نے قبول کیا تھا تو عاقد کا  
 قول دوسرے کا ساتھ مستتر ہوگا۔ اور اگر اس نے اس طرح کہا اور مشتري کا قول مستتر ہوگا۔ ایسے میں یہ بات کہ کہنے والے اس غلام کو بیعت سے باخ  
 گزار دہم کے بدلے میں بیعت کا اور دے لے قبول نہیں کیا تھا۔ وہ معتزلی کے کوس نے قبول کی ساتھ مشتري کا قول اور تم کے ساتھ مستتر ہوگا۔ اور اس  
 دہم میں وہ فرق ہے کہ اپنے کو یہ قول کہ میں نے کیا تھا۔ دراصل یہ قبول مشتري کا اور اس نے کہ بیعت کا عاقد قبول کے بغیر مشتري  
 نہیں جانتا۔ اس لیے اس کا یہ قول کہ تو نے قبول نہیں کیا تھا اور حقیقت اپنے اس اقرار سے جو بیعت کا اور مشتري اس کا کھڑے والے قول  
 قول دوسرے کے ایسے ایسے احکامات طلاق کے کہ اگر وہ ان کے حق میں ہیں ہے اس سے اس کا ایجاب عورت کی جانب سے قبول بدل سے جدا ہو سکتا ہے  
 تو اس مسئلہ میں زوج کا قول مذکور۔ طلاقک امس علی الف۔ عورت کی طرف سے قبول کے اقرار پر مشتري نہیں اس نے اس کا قول  
 مستتر ہوگا کیونکہ وہ طلاق کا حکم اور عورت طلاق کا دعویٰ کرنے والی ہے۔

تفسیر :- غلام اور عورت اور ایسے جان کے بدلے عاقد ہوا ہی ہو تو غلام اور عورت کو بیعت کا ایک کو اس نے دیکھ کر طلاق اور عورت اور عورت  
 کہیں سے نکلت حاصل کرے۔ اور ان کے ان کی آزادگی کو اس کے قبول پر مسلک کر لے کہ کالی تو اس پر لازم ہے اور قبول اعتراف کے بغیر وہ  
 نہیں ہو تا اس لیے غلام کی جانب سے عاقد میں جو بیعت عورت کی جانب میں طلاق صادق تھا اور عورت کی جانب سے عیسائی کو یہ ایسے مرد کی جانب میں  
 طلاق میں خلع یا بیعت یا ایجاب نہیں اور دوسرے کے مناسب احکام ثابت ہوں گے۔  
 کہ عورت کا قول دلی اور ایسے عاقد کا قول اس کے ساتھ مستتر ہوگا کیونکہ وہ شک ہے اور عورت دعوہ ہے اس نے عورت کے ارشاد کے ساتھ دہم  
 ثابت کر دے تو اس کے ارشاد خلع ہوگا اور مرد نے پیش کر کے اور مرد سے خلع کا مطالبہ کرے تو اس سے قسم لے بیعت کی اور تم کہنے تو  
 عورت کا دعویٰ باطل ہو جائے گا اور اگر قسم کھائے سے انکار کرے تو عورت کا حق ثابت ہو جائے گا اور اگر دونوں بینہ میں کسی کو عورت کا  
 مسئلہ قابل قبول ہوگا۔ مثلاً قول ان کرنا ایجاب لہم حاصل اس کا یہ کہ بیعت ثابت خدمت کے عاقد قبول کے بغیر سے تحقیق نہیں ہوتی۔  
 کیونکہ یہ دونوں چیز کے دکن ہیں۔ یعنی ایجاب سے بیعت نہیں ہوتی۔ اس لیے اپنے کا قول بیعت دراصل مشتري کے ذوق میں خلع ہے۔

و یسقط الخلع والمأرأة كل حق لكل واحد منهما على الآخر مما يتعلق بالنكاح فلا یسقط ما لا  
 يتعلق بالنكاح كقمن بالثبوت من الزوج ویسقط ما يتعلق بالنكاح كالهمسر والنفقة

المأویة اما نفقة العدة فلا تسقط الا بالذکر کذا فی الذخیرة والمهر یسقط من غیر  
 ذکوره وان خلع الاب صبیته بها لها المهر علیها شیء وبقي مهرها وتطلق فی الاصل  
 فان خالها علی انہ ضامن صح وعلیه المال وان شرط المال علیها تطلق بلا شرط  
 وان قبلت

ان فی غیر ذلک اذا كانت تحمل متزوجا قبل نكاحها

ترجمہ : اور علی ایک دوسرے کو بری کر دیا بہرین کو ساقط کر دیا ہے جو ایک کا دوسرے پر ہے ان معقود میں سے نکاح سے  
 منسوخ ہیں۔ تو معقود نکاح سے متعلق نہیں جیسے اس میں ایک تیس سے جو ذوق سے خدایہ کی ہے وہ ساقط نہیں گئے اور  
 نکاح سے متعلق حقوق مثلاً جہاد گذشتہ باجماع ساقط نہ تھا جو جائز گئے لیکن ان کے استیفاء سے نفقہ موقوفہ نہ کر کے بہرہ نکاح میں ہو گا۔ و  
 میں اس طرح کہ اگر بہرہ پر طلاق ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر باپ نے اپنی یا بیوی کے لئے طلاق کے اس کے خاندان سے طلاق کا قول  
 پر کچھ لازم نہیں آتا کہ اور اس کا بیٹا نہ کرے نہ باپ نہ ہے کا اور صحیح قول کے مطابق طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر طلاق  
 کو طلاق سے شرط کرے گا۔ بدلہ میں کا ضامن ہے تو بیعت سے اور باپ پر مال لازم آئے گا اور ہر ساقط ہو گا اور اگر خاندان سے اپنی زوجہ  
 صغیرہ پر بدلہ طلاق کرے گی شرط نکاحی تو طلاق پر طلاق کے اور اس پر مال لازم نہیں آئے گا اگرچہ اس سے قبول کر لیا ہو۔

قد روج دہیہ وکذا متعول کے اقراؤ متعین ہے اب اس کے بعد یہ کہنا کہ "اس نے قبول نہیں کیا" وہ حقیقت اس پر قادر ہے اور اگر کہے  
 اس نے یہ قابل قبول نہ ہو گا لیکن طلاق ہو کر وہ رک جائے ہے میں ہے اور میں خود عقد کا ہی ہے طلاق کے قبول پر موقوف نہیں اس لئے عقد  
 اس میں عمل الیہ کے قبول میں طلاق کا انعقاد ہو گا اب مرد کا یہ قول کہ طلاق کے قبول نہیں کیا اور جو خاندان میں  
 ہو گا کہ قابل قبول ہو گا۔

و حاشیہ عبد بن ہاشم قروہ والیہ اذاعہ الخیر مفاہم کے وزن پر ہے جنانکہ "بارا شرک" کہا جاتا ہے بیکر باریک نے ایک دوسرے سے برآ  
 حاصل کر لیا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ سادات کا طلاق طلاق کے تمام مفاہم سے مستلزم دیکھئے۔ پھر ایک اور صورت میں کہ سادات کو برآ کر کے  
 برأت میں مفاہم البتہ اور صورت قبول کر لیں اگرچہ طلاق کے بغیر برأت میں نکاح کا طلاق ہی نہ کر کے  
 سے طلاق دینے میں ہو جائے گی۔ فرض جب اب مفاہم سے جو اور دونوں کا ذکر نہ کرے تو صورت کے قبول پر موقوف نہ ہو گا اور صورت سے طلاق  
 اس میں واقع ہو جائے گی اور اس سے طلاق کے طلاق سے ساقط ہو گا بلات اس صورت کے کہ مفاہم کے وزن پر جو بدلہ دے گا کہ  
 فرعونیت کے قبول پر موقوف رہے گا اور قبول کر لیتے سے تمام معقود ساقط ہو جائیں گے۔ (درود میں)

سے قروہ عبد المال الخیر میں طلاق کا مال دینا اب پر واجب ہے لیکن اس طلاق سے ہر ساقط ہو گا کیونکہ اب کو ذوق پر ہر ساقط کرنے  
 کو دلالت نہیں ہے اب اگر باپ نے ہر طلاق کو خیر مفاہم کو قبول ہے کہ درج سے ہر طلاق کرے اور ذوق اس کے آپ سے وصول  
 کرے گا کیونکہ وہ ضامن ہوا ہے اور اگرچہ ہر طلاق یا اشتراک ہر طلاق کو خیر مفاہم سے قبول ہے اور خاندان کو ہر باپ سے  
 وصول کر لیا کہ میں نہیں کرے کہ اب نے ہر طلاق میں ہی مفاہم ہر طلاق کے مفاہم ہر طلاق میں























وَيُحَرِّمُ بَطْلَانًا فَإِنَّ الْكَذَّابَ نَفْسَهُ حُدٌّ وَحُلُّ لَهُ نِكَاحُهَا لِأَنَّهُ لَمْ يَبْقِ اللَّعَانُ  
بَيْنَهُمَا فَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَتْلَعَانُ لَا يَجْتُمِعَانِ أَبَدًا أَيُّ مَا دَامَ أَوْ مَتْلَعَانِ  
لِأَنَّهُ عَلَيْهِمَا اجْتِمَاعُهُمَا اللَّعَانُ فَنُفِصِلُ اللَّعَانَ لَمْ يَبْقِ حُكْمُهُ وَهُوَ عَدَمُ  
الاجْتِمَاعِ وَكَذَلِكَ إِنْ قُذِفَتْ غَيْرُهَا فَحُدٌّ أَوْ زَنَتْ فَعُدَّتْ أَيُّ حُلِّ لَهُ نِكَاحُهَا إِنْ قُذِفَتْ  
غَيْرُهَا بَعْدَ التَّلَاعُنِ فَعُدَّتْ أَوْ زَنَتْ بَعْدَ التَّلَاعُنِ فَعُدَّتْ فَإِنْ بَقِيَ أَهْلِيَّةُ اللَّعَانِ  
شَرَطُ بَقَايَا حُكْمِهِ وَاللَّعَانُ يَقْذِفُ الْآخَرَ وَنَفَى الْحَمْلَ عَنْهُ وَإِنْ وَلَدَتْ لَأَقْلَبَ  
مِنْ سِتْرَةِ الشَّهْرِ.

[illegible]

تشریح: ایہی مراد ہے کہ اگرچہ انہوں نے اعلان کیا کہ یہ سب جہاد کے لیے ہیں، لیکن انہوں نے اس کے لیے کوئی عملی اقدام نہیں کیا۔ انہوں نے صرف اس کے لیے ایک جہاد کا نام لیا ہے، لیکن اس کے لیے کوئی عملی اقدام نہیں کیا۔ انہوں نے صرف اس کے لیے ایک جہاد کا نام لیا ہے، لیکن اس کے لیے کوئی عملی اقدام نہیں کیا۔

[illegible][illegible][illegible]





ای حال النفی زمان التهنئة وحال النفی بعد زمان التهنئة وان نفی اول توالت  
 واقریب الاخری لانه اذ ب نفسه بد عوی الشانی لا یفعل خلقاً من ماء واحد  
 وفي عکسہ لا عن ای اذ اقریب الاول ونفی الشانی لا عن لانه قد ذن بنفی الشانی  
 ولیرجع عنه ویمت نسبها منه فی الوجهین لا عتاقه باحد هما وهما خلقاً  
 من ماء واحد

ترجمہ: یعنی مبارک ہادی کی مدت میں نفل کرنے کی صورت میں زمان لازم ہو گا اور مبارک ہادی کی مدت کو اس کے بعد نفی کی صورت  
 میں بھی زمان لازم ہو گا۔ اور اگر نزدیک ہونے کی صورت میں سے دو بچے ہیں اور اگر نفل کے اول کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو اس پر حدوتہ نما  
 کی حالت کی اس لئے کہ دوسرے کے اقرار سے اس نے اپنے آپ کو پیشہ کیا کہ جو دوز میں سے دوزوں کی ہر نفس ایک ہی نطفہ سے ہے  
 اور اگر اس کے برعکس کہ تو زمان لازم ہو گا یعنی جب اولیٰ بچہ کا اقرار کرے اور دوسرے کی نفی کرے تو زمان لازم ہو گا کیونکہ دوسرے  
 کی نفی سے اس نے قرآن کی نصرت کی ہے اور اس سے اس نے (اور کسی اقرار کے ذریعہ ہر روح نہیں کیلئے اور دوزوں کی صورتوں میں  
 دوزوں کیوں کا نسب اس سے ثابت ہو گا کیونکہ دوزوں کی یہاں نفس ایک ہی نطفہ سے ہے اس لئے ایک کا اقرار دوزوں کا اقرار ہے۔

تشریح: واقعہ مذکور ہے کہ اگر دوزوں کی صورت میں نفی سے نفی دوسری صورت میں نفی دوسرے کا اقرار و نسب تحقیق ہو گا  
 کیونکہ مبارک ہادی اور اسباب خیر سے نفی کا حکم و نفی اقرار ہے اس لئے کہ نفی مجزیہ ہو گی ۱۱

و اما خبر حدوتہ نما تو یہ صحیح ہے ہاں میں سے دوزوں کا نسب ثابت ہو گا اگر کسی ایک کا اقرار کرے کیونکہ جب اس نے  
 دوزوں میں سے ایک کا اقرار کیا دوزوں کی نفی سے یہ ہے اور ایک ہی حالت دوزوں کا نفی قرار پایا اور دوسرے کا نسب  
 خود کو ثابت ہو جاتا ہے کہ انور اس کے اقرار کو کوئی اختیار نہ ہو گا اس لئے یہ اس میں واضح ہو گا کہ نفی کی نفی کا حکم زمان اور حد  
 اور نسب کے مستثنیٰ ہونے کے دو میدان کوئی غلط نہیں ۱۱

## بَابُ الْعَيْنِ

أَنَّ أَقْرَبَ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهَا أَجَلُهُ إِنَّمَا كَرَّ سَنَتُهُ قَمَرِيَّةً فِي الصَّحِيحِ وَفِي رِوَايَةِ الْغُبَرِ  
عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ يُؤْجَلُ سَنَتُهُ شَمْسِيَّةٌ وَفِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ سَنَتُهُ قَمَرِيَّةٌ  
فَالسَّنَةُ الشَّمْسِيَّةُ مَدَّةٌ وَصُولُ الشَّمْسِ إِلَى النُّقْطَةِ ثَانِي ذَرْقَتَيْنِ مِنْ ذَلِكَ  
الْبُرُوجِ وَذَلِكَ فِي ثَلَاثِ مِائَةٍ وَخَمْسِينَ وَسِتِّينَ يَوْمًا أَوْ بِعِوَضٍ السَّنَةُ الْقَمَرِيَّةُ  
أَسْنَا عَشَرَ شَهْرًا قَمَرِيًّا وَمَدَّهَا ثَلَاثُ مِائَةٍ وَارْبَعِينَ وَخَمْسِينَ يَوْمًا وَثَلَاثُ  
يَوْمٍ وَثَلَاثُ عَشَرَ يَوْمًا وَمِنْ ذَلِكَ وَأَيَّامُ حَيْضِهَا مِنْهَا لَمَدَّةٌ مَرَضَةٌ وَمَرَضُهَا  
فَإِنَّ لَمْ يَصِلْ فِيهَا أَنْ تَرْقُ الْغَائِظُ فِي بَيْنِهَا أَنْ تَطْلُبَتْهُ  
عَيْنُ كَوَسِيَّةٍ

ترجمہ :- اگر عادتہ ایسا ہو کہ عورت سے اس کا مدد ملے جس پر الفجر قول کے مطابق حکم میں کو ایک قمری سال کی مدت تصور کرے اور  
اگر ابو حنیفہ نے سن کو دو اقسام میں سے کو حکم کیا کہ کو یک سال شمسی کی مدت دے لیکن ظاہر روایت میں قمری سال مذکور ہے اور شمس سال  
اسی مدت کو کہتے ہیں کہ خطاب ملک ابراہیم نے کہیں نقطہ سے خطہ نما ابراہیم نے تقدیم کی چیز میں عقدا نہت فی حدیث ابراہیم مدت میں سو بیس  
دن دو چھائی دن کی پوریت ہے اور قمری سال چار گنے کے بعد چھ کو کہتے ہیں در اس کی مدت میں سو چھ دن در ایک دن کا اضافہ  
اور اس کا نتیجہ ایسا جز کی پوریت اور اور رمضان اور ایام حین ای حد کے اندر شمار کیے جائیں گے جن میں طہریت کا ذکر عورت کی ساری کے  
ایام اس کی پوریت میں سے کیا اس مدت کے اندر عورت سے ملے نہ کرے تو حق میں دنوں کے درمیان تفریق کرے اگر دس سال  
کا اضافہ کرے۔

تشریح :- سے قولہ بعین العین یعنی کے گرو اور مصلحتان سن و گھوڑ کے ساتھ یہ اسم فعل کی معنی میں ہے یہ معنی بعض مفسرین دیا  
یعنی - وہی ہے اور یہ اور یہ کہ شمس سے جو کہ اس میں ہر گز کے اور دھارے برابری کے اس کے لغوی معنی کا وقت اور  
جو تا جو یا جو - شمس کے ساتھ کہنے اور بارگاہ کے ساتھ کہنے بعض عورت کے کہنے اور بعض کے کہنے کے اور بعض کا کہنا یا کہ  
و غیر سے یہ امید افش طبع کی بنا پر جو جب عادتیں جن میں داخل ہیں اور اس کے معنی میں وہ عادت ہے جس کا عادتہ شامل و بعین  
ہو اور بعض میں عادت کے تصور ہی پر اختلاف ہے بلکہ ای الزام ہو جائے اور ہر صورت میں اس کے ساتھ ٹھکانا صحیح ہے خواہ عورت کو عادت  
کے وقت اس کا علم ہو۔

یعنی قولہ اجل الخ یعنی تا جہ سے یعنی تا جہ سے کو کو علاج و معالجہ اور زمین و مکر و مکر کے ادا کو تعمیر کے لئے ایک سال کی مدت اسے  
کیونکہ یہ مدت چار سو سال پر مشتمل ہے جو عادت کے لئے کافی ہے  
یعنی قولہ الطبع الخ اس کی وجہ یہ کہ اس باب میں ہی کرامت ایک سال کی حقیقت بہت ہے۔ اور اس شرط کے نزدیک بیسہ اور سال  
کے شمار میں جاننا کا صاحب ہی سرود ہے اس لئے طلق سال کو اس پر مشورہ کیا جائے کہ صاحب کتاب کو اس کے خلاف کے شروع نہ ہو اور  
مفسرین میں اس کی روایت ہے تا میں طاق جس کی عادت میں غلطی اختیار کیا ہے اس کی وجہ یہ کہ اس میں ٹھیک عدد کا ذکر نظر ہو گا  
شمس سال میں بار بار وہ جو نہ کی وجہ سے سن کے اعتبار میں زیادہ احتیاط ہے۔

أي ان طلقت المرأة التفريق وتبين بطلقة ولها كل المهران خلاهما ويجب  
 العدة وان اختلفا عطف على قوله ان اقرنا المراد الاختلاف ابتداء كما  
 بعد التاجيل وكانت ثيبا او بكرًا فنظرت النساء فقلن ذيبك حلف فان حلف  
 بطل حقه وان نكل او قلن بكرًا حلف ولو ارجل ثم اختلفا في التقسيم هنا كما  
 مر وبطل حقه بما حلفه حيث يبطل ثم كما لو اختلفا رتبه وخيرت هنا حيث  
 ارجل ثم أي لا يخلو ما ان كانت ثيبا او كانت بكرًا فنظرت النساء فقلن ثيب  
 حلف فان حلف بطل حقه كما في اختلاف قبل التاجيل وان نكل خيرت  
 المرأة وان قلن هي بكرًا حلفت ايضا.

وقوله مک الوختارته فان السراة ان اختارت زوجها بطل حقها فی طلب التفریق  
 والخصی كالعینین فیه ای فی التأجیل وفي المعبوب ترقی حالاً ای فی الحال  
 بطلها اذ لا فی اشد فی تأجیله بخلاف الخصی فان الوطی منه متوقع ولا یتخیّر  
 احدهما یعیب الآخر خلا للثانیة فی العیوب الخمسة وهي الجنون والجهل ام  
 والبوص والقرن والزرق وعند محدثان كان بالنزوح جنوناً وجهلاً او  
 برصاً فالسراة بالاختیار وان كان بالسراة لا لانیه یمكن الزوج دفع الضرر عن  
 نفسه بالطلاق.

ترجمہ یہ اور صفت کا قول "بیباک اگر عورت خاوند کو اختیار کرے" اس سے مطلب کہ عورت اگر خاوند کو اختیار کرے تو وہ اپنی طلاق کے لئے  
 بارے میں نہیں اس کا حق بالکل ہو جائیگا اور اس میں حکم میں مطلق نامزد کے لئے عین اہلیت دینے کے حکم میں، اور منکر نکاح کی صورت میں نفی الکفر  
 کو دی جاسکتی ہے، یعنی الی الی صورت کے علاوہ کہ اس کو نکاح کی حالت میں کوئی نامزد نہیں نکاح خود کے کہ اس سے الی کی توقع ہے اور  
 نزوح و زوج میں سے کسی کو اور سے کسی کے سبب اختیار نہیں کر سکتا، اور نکاح میں شامل ہے کہ اگر ایک یا کچھ بیویوں میں سے ایک سے نکاح کر لے  
 جو ان ای مقام (۳۳) برمی (۳۳) نکاح (۱۵) ترقی اور مقام خلافت کے نزدیک، اگر خاوند کو جنون یا جہل یا برص سے تفریق دے تو عورت کو اختیار ہے کہ اگر نکاح  
 کو بہت قریب کو اختیار نہیں کیا تو مرد طلاق دے کر کہنے سے قریب کو اختیار کرے کہ اس سے طلاق کو اختیار کرنے کوئی سزا نہیں رکھتا۔

تفسیر یہ، یہ قرارہ الہام اور کفر میں ہو جائے ایک بیوی جو اس کے نکاح سے پہلے الی ہے اور ان کی اہلیت و طلاق کا کفر اور جہل سے پاک  
 برمی وہ بیواؤں میں سے کسی سے ہونے کی سبب نہیں ہے، یعنی عورت کا نکاح اور کسی عورت میں سے کسی کا نکاح نہیں ہے، اور اس کا سبب عورت کا نکاح  
 اور طلاق و عورت کا طلاق ہے اور قرن سے مراد عورت کی شریعت میں ہونے کی وجہ سے نکاح کا کرنا، ان میں سے کسی کے نکاح کے متعلق اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور  
 ترقی کا مطلب یہ کہ عورت کی شریعت میں پیشہ کے راستے کے عورت کوئی عورت نہ ہو۔









ولمن جہلت بعد موت الصبی عدۃ الموت لا غلما لموت کس حالاً وقت موت  
 الصبی تعین عدۃ الموت ولا نسب فی وجہیہ ای فیما جہلت قبل موت الصبی ای  
 بعدہ ولا مرأۃ الفار لیس ان بعد الاجلین ای ان انقضت عدۃ الطلاق وہی ثلث  
 حیض مثلاً ولم تنقض عدۃ الموت فلا بد ان ترتب من انقضاء عدۃ الموت ولو  
 انقضت عدۃ الموت ولم تنقض عدۃ الطلاق تقرّب من عدۃ الطلاق وللوجہ  
 بالملوت ولمن اُعتقت فی عدۃ رجعی کعدۃ حرۃ ای عدۃ کعدۃ حرۃ وکی  
 عدۃ یأمن او موت کامتہ ای عدۃ کعدۃ امتہ۔

ترجمہ :- اور اگر موت حال ہو تو ۱۲ اشہ کے بعد موت کی عدت وفات ہوگی کہ جو کہ وہ زوجہ یا بیگم کی موت کے وقت  
 حال نہ تھی تو اس کے حق میں عدت زانیہ نہیں ہوگی اور نسب اور طلاق بعد موت میں ثابت نہ ہوگا یعنی جلدیہ لڑکے کے لئے کے قبل سے حال  
 ہو اس کے بعد طلاق ہوئی ہو اور عدت زانیہ میں جس نے جوئی کو مرض میں موت میں طلاق دی اور اس میں طلاق ان پر دونوں  
 دونوں میں سے جوئی ہے جو کہ اور اگر جویشی اگر عدت طلاق کی گذر گئی اور وہ چنانچہ جس سے طلاق اور عدت موت کے جس کو دی تو عدت پر  
 لازم ہے کہ موت کی عدت گذر نہ لے لیگ انشاء کہ اسے اور اگر موت کی عدت گذر گئی تو طلاق کی عدت نہیں گذری تو طلاق کی عدت نہیں  
 اختیار کرے گی۔ اور طلاق زانیہ کے واسطے عدت پر عدت زانیہ ہے اور اگر موت کی عدت گذر گئی تو زانیہ اور وہ اپنے خود سے طلاق  
 دی جس کی عدت میں علی تو فرما کے انقضت ہے یعنی اس کی عدت اور اگر موت کی عدت کے خلاف ہوگی اور اگر وہ کوئی طلاق یا حق  
 یا موت کی عدت میں علی تو باغی کے انقضت ہے یعنی اس کی عدت یا موت کی عدت کے خلاف ہوگی۔

تقریب :- دقیقہ مراد موت قرآن میں عدت وضع علی کما تہو ہرچہ منسل کے حساب سے ہیں۔  
 یہ تو نہ تھا اگر جواب کا مصلیٰ بیہ کو کہ یہ بات نہیں لکھی گئی والی آیت میں اور حال عدت میں ہرچہ منسل کے حساب سے ثابت شدہ ہوا اور  
 کسی طرح جو کہ کتبے مانگا کہ اس میں یہ کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ تہ سے مراد مطلق عالم میں من رعدت واجب ہوئی ہے کیونکہ عدت کا مصلیٰ  
 غرض اور حال کا ہونا منسل کے لئے اور حال کا مصلیٰ جو کہ وضع علی سے مصلیٰ ہو کہ اس سے اس کے حق میں وضع علی کو عدت قرار  
 دیا گیا ہے۔ بات چاہیے ہرچہ منسل میں ہائی جاوے جو کہ خاندان کی موت کے وقت اور جو چاہے اس کا نسب ثابت نہ ہو جو عدت دینی حدت  
 وفات مقرر ہوئی ہے حق نکاح اور اگر کتبے کے لئے جو کہ غیر مصلیٰ میں بیہوں کے کہ ہے اور حال میں وضع علی سے مراد طلاق کی ادائیگی کا نہیں  
 بلکہ کے نکاح میں ہی اور جو ہے یہ تہ مصلیٰ کا مصلیٰ ہے۔

و حاشیہ :- ہذا ایضاً تو نہ لایا نسب ای کہ جو کہ کتبے میں مراد تو نہیں ہو نہیں مصلیٰ سے مصلیٰ کا اعلان نہیں ہے اور بہت نسب اس امکان کی خواہش  
 ہے تو اور بعد طلاق :-  
 یعنی اگر کسی نے مرض الموت میں اپنی بیوی کو حق طلاق یا ایک یا حق طلاق دی جو کہ مرگیا اور عدت  
 عدت میں حق طلاق نہ لے آیا حیات عدت اور عدت موت میں سے جو کہ وہ مصلیٰ ہوئی گذار گئی۔ یہ طلاق کو مذکور ہے اور اہم ایضاً یہ مصلیٰ کے  
 ترکہ اس پر عدت عدت طلاق سے کچھ کہ موت سے قبل طلاق کے باعث نکاح کر دیا جائے اور اس میں جس کی عدت لازم ہو چکی ہے  
 اور عدت وفات تو جب ہی واجب ہوئی ہے جو کہ وفات کے ذریعہ نکاح زانیہ ہو طلاق کی دلیل ہے کہ وہ اپنے کے مساوی نکاح خاتون یا  
 ہے چنانچہ خاتون کو زوجہ وراثت ہوئی ہے جو کہ وراثت سے پہلے تیار جا چکا ہے اس لئے عدت کے حق میں بھی ایسا طلاق کو بانی قرار  
 دیا جائے گا۔

وایست رأی الدم بعد عدة الاشهر تستأنف بالحیض ای اذا كانت الزموتی سن  
 الایاس ای خمسة وخمسين سنة فصاعد او قل انقطع دهرها فطلقها الزوم  
 تعنداً بثلاثة اشهر فقبل انقطاعها رأی الدم فعملها نھا لم تکن ایستة فتستأنف  
 بالحیض قال فی الهدایة هو الصحيح و فی رواية ای علی الذائق انھا اعتی رأی  
 الدم بعد ما حکم بایاستھا أنه لا ینکح حیضاً ولا ینزل الایاس ولا ینظر ذاک  
 فی نكاح الا نکحها لانه دهری غیر وانہ کما تستأنف بالثهور من خاصت حیضتہ  
 ثم ایست ای انقطع دهرها وھی فی سن الایاس تستأنف بالثهور قول۔

ترجمہ۔ اور اگر حیض کے برس عورت حیضوں سے حدت شروع کرے کہ بعد خون دیکھنے کو اب پھر سے حیضوں سے حدت شروع کرے  
 بھی جو حدت سن ایس میں ہو کہ اس کی عمر پندرہ برس یا اس سے زیادہ ہو چکی اور خون اس کا نہ قوت ہو گیا ہو پھر اس کا خون نہ ملے طلق  
 دی تو طلاق بہ کون ہیں چھ سے حدت گندہ چھ تک ہیں اگرچہ جن حیضوں کے گزرنے سے پہلے اس نے خون نہ دیکھ لیا ہو تو چھ یا کچھ اور اصل  
 وہ آگے بھی اس سے بچ جائے پھر نہ ہو حیضوں سے حدت شروع کرے۔ چار برس تک بچا کہ کسی عورت پر حیض پہلے اوپر ہو علی ذائق کہ او مدت میں ہے  
 کہ اگر کسی عورت کو آگے چلنے کا حکم کر لیا جاتا ہے بعد وہ قری دیکھ کر عورت یعنی نہ ہو کہ او اس کا آگے جوتا اہل نہ ہو گا اور وہ حیضوں  
 سے حدت شمار کرے کہ بعد اس کے نکاح کر لیا ہو تو مرنے کا حکم کی ابت اس سے خون کا آخری بار نہ ہو گا اس لیے یہ اوقات کا خون ہے  
 جس طرح کہ اگر کسی عورت کے حیض سے حدت شروع ہو جائے اور آگے چلنے کا حکم کر لیا جائے پھر وہ اب بھی کو اب پھر سے از سر حیضوں سے حدت  
 شروع کرے کہ اس میں ایک دو حیضوں کے گزرنے کے بعد اس کا بھی قطع حیض ہو جائے اور وہ سن اس میں پھر بھی چھ سے حدت شروع کرے اور اگر حیضوں  
 سے حدت شروع کرے گی۔ یعنی شروع کرے گی۔

تفسیر یہ مسئلہ خود بعد سے ان فقہاء نے تصنیف کی جماعت کا قاری معلوم ہے کہ حیضوں کے حساب سے حدت پوری کرنے کے بعد جو حدت خون  
 دیکھیں پھر نکاح طلاق یا اس میں سے طلاق دینے سے طلاق کی حدت حیضوں کے حساب سے طاق پندرہ برس تک کہ وہ کی حدت پوری کی اس کے  
 بعد خون دیکھا میں سے معلوم ہوا کہ حیض والی عورت سے طوب اس پر واجب ہے کہ جن حیضوں کی حدت پور کرے کہ جو کہ حیضوں کی حدت پور کرے کہ جو کہ  
 تمام مقام ہے اور اعلیٰ الی پہلے کے بعد تمام مقام کا طلاق ہو جائے پھر اس پر واجب ہے کہ تمام مقام کے  
 جن کو پور کرے کہ بعد خون دیکھنے سے پھر کرنا ہو کہ اگر وہ اور خون دیکھنے کے بعد جس ابت طاق ہو جائے کہ وہ تمام حدت میں واقع ہو جائے  
 صاحب یارک کی عبارت کا بھی تمام مضمون یہ ہے لیکن کتاب کے مصنف کے کلام کو اس پر مبنی کیا ہے کہ حیضوں سے حدت شروع کی اور  
 ابھی جن پہلے پور کرے کہ پہلے سے خون دیکھ لیا اور اب ابھی میں اس کی تحریر کی ہے ۱۱

تھا قول الامہ مصنف کے از سر شروع کرنے کے حکم پر اقرار ہے، دو ہول سے ۱۱ حدت طلاق کے بعد ہی مستقل ہونا واجب ہے  
 نہ اس صورت میں حیض والی ہونے کے وجہ سے حدت شروع ہوئی حیض سے من گناہے ایک بار وہ حیض کئے اس کے بعد وہ آگے چلے گی  
 اب وقت طلاق سے حیضوں کے حساب سے حدت شمار کا اختلاف ظاہر ہے کہ جو کہ حیض سے اس کو حیضوں میں ہوئی اب تک بیل صورت کے  
 ایک اس کے بعد خون دیکھا کہ خون نہ دیکھا اس ابت پر دلیل ہے کہ حدت کے وقت وہ آگے نہیں چلی کہہ جائے کہ حدت کے وقت وہ آگے نہیں چلی  
 بھابہ میں سے حدت شروع کرے گی اور اسی حدت میں صاحب میں ہیں اور بعد کی حدت میں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ طلاق کے وقت بھی آگے چلی  
 نہ، اگر حیضوں کی حدت وقت طلاق سے ثابت ہو تو طلاق کا حکم نہ کرے کہ اگر ایک دو حیضوں کو اس سے پہلے گزرنے کے وقت وہ حدت میں چلی  
 نہ تو از سر ہے یعنی چونکہ گزرنے کے اعتبار سے نہیں کہ وقت کے اعتبار سے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر نہ کہ صاحب یہ ہے کہ حیض کے گزرنے  
 سابقہ زمانہ اعتبار نہ کرنا چاہیے مطلقاً بقدر ان کے ارادہ نہیں۔ (بانی مرآتہ)



فالحقيقة الأولى من العدة الأولى وحيدستان بعد ها فكونان من العدد تان فتمت

العدة الأولى لتعب حصة رابعة ليتم العدة الثانية وتبقى عدة الطلاب

والموت وان جملت بهما ای بتطليق الزوج وموته وممداها عقبيهما ای عقبا

الطلاق والموت وفي النكاح فاسد عقيب تقريقها وعزمه ترك الوطى ولو قالت

انقضت عدتي هلفت اى ان تالت المرأة انقضت عدتي وكذبها الزوج في القول

فَقُولُوا مَعَ الْإِسْمِ وَلَوْ زَكَاةً مَعْتَدَةً مِنْ رَبِّكُمْ وَلَقَدْ أَخَذَ الْوَلِيُّ قَبْلَ الْوَلِيِّ الَّذِي فِيكُمْ فَيَحْكُمُ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ فَزَكَاةً مَعْتَدَةً مِنْ رَبِّكُمْ فَلَوْ كُنْتُمْ إِذِ الْوَلِيُّ هَٰذَا لَأُخْبِرْتُمْ بِلَاغِ الْكَلَامِ وَبِلَاغِ الْبُرْهَانِ

تأمل وعدة مستقلة هذا اعتماد ان حذيفة والي يوسف

ترجمہ حصہ ۱۔ تواریخ معنی پہلی عدت کا جو آثار، اس کے بعد کہ وہ دقیقہ دو تواریخ عدتوں میں پہنچا جس کے نام پہلی عدت تہام و گنی پیراس کو

[illegible]







اعلم ان الایاتۃ والموت فی السفر اثنان غیر موضع الإقامة فان لم یکن بینہما  
 و بین مصریہا الذی خرجت منه مسیرۃ سفر رجعت وان کان تلتک من کل تجا  
 خیرت بین الرجوع والتوجہ الی المقصد سواء کان معہا ولیا و لا لکن الرجوع  
 اولی لیکون الاحتداد فی منزل الزوج و ذکر الامام الشیخ حسن مختار اقربھما بقی  
 هنا قسمان احدهما ما اذا کان من کل جانب اقل من مسیرۃ سفر ینبغی ان یؤ  
 یتخیر و علی قیاس قول الشیخ حسن یتختار اقربھما بالثانی ما اذا کان بینہما و بین  
 مصریہا مسیرۃ سفر و بینہما و بین المقصد اقل فتوجہ الی المقصد۔

ترجمہ :- جانا چاہیے کہ حقوق اثنان تھا انک موت سفر میں جہاں واقعہ حوالی اگر وہ مقام سکونت کی طرف ہو تو اگر اس مقام اور اپنے  
 گھر کے درمیان جہاں سے وہ سفر کو نکلیے مسافت سفر میں ہے تو اسے واپس آکر جانا چاہیے اور اگر وہاں فوت مسافت سفر سے تو اسے مقصد  
 چاہے کہ وہ اپنے منزل مقصود کی طرف ہو یا نہ ہو بلکہ وہ مقصد چاہنا ہی ہے تاکہ مسکن ذرا پس حد تک نہ آئے اور  
 امام شریعت نے بیان کیا کہ اگر فوت شدہ مقصد چاہے جو مسافت کے کمان سے قریب تر ہو یا کہ مسافت کے نصف کے بیان میں ہیں وہ دونوں  
 کی تسبیح اثنان کے قریب یا کہ وہ دونوں ہا دونوں میں اگر مسافت مسافت سے کم ہو تو کیا حکم ہو گا؟ تو اس مسئلہ کے اس صورت میں بھی فوت کو ترجیح  
 ہو کہ وہ فوت جائے جس کے جہاں چاہے جہاں مقصد اثنان مسافت کے کمان سے قریب تر ہو یا کہ مسافت کے نصف کے بیان میں ہیں وہ دونوں  
 دوسری یہ کہ فوت کے بعد اس مقام و مکان یا اس کے درمیان تو مسافت مسافر ہو لیکن اس کے اور سفری مقصد کے درمیان مسافت  
 سفر کے کم ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو سفری مقصد کی طرف جانا چاہیے۔

تکون وجہ القبر و مرقنتہ یکم کو مورت کو مسجد مقام میں رہنا لیکن شریعت اس کا وطن واپس آنا اور سفری مقصد کی طرف جانا دونوں  
 برابر ہیں اس کا فیصلہ کہ سفر کو کرنا ہی چاہیے گا اس کے لئے اسے اختیار دیا گیا ہے اصلیت کے مطابق جو ہر چاہے سفر کرے ۱۱  
 جسے خود میدانی کہ بیان دلی سے ملو وہ طرح ہے جس کے ساتھ سفر کرنا چاہئے اور جہاں وہ دن طرح کے بھی خود کے لئے ہر چاہے  
 سفر کرے کہ یہ ہدایت متفقہ ہے خود سے اور خود سے متفقہ بھی جاتا ہو جاتا ہے اس وجہ کے کہ اگر یہ مقام میں اسے والد  
 پیش لگے جہاں فوت لگنا نہ ہو تو یہ ہے تو یہ مورت کے لئے وہاں سے نکلتا جاتا ہے ۱۲

احمد شہید رحمہ اللہ تو انہی فریب نامہ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ فوت کے شہر سے پہلی صورت کا وطن اصلی مراد  
 جس جگہ مفہوم عام رہے ہے خواہ وہ سفر کو کرنا چاہے یا نہ چاہے وہ سفر کو کرنا چاہے ۱۱  
 لے تو اگر وہ ان مقصد کو کرنا چاہے کہ فوت جانا مسافت سفر سے کہے اور واپس کوئے جس سفر لازم آئے ہے اور قاعدہ ہے کہ جو وہ  
 مشغول میں گرفتار ہو اسے چاہئے کہ سبب اس کی اختیار کرے اور یہ بات واضح ہے کہ مقصد سفر کے لئے نکلتا تھا اور سفر  
 کے لئے نکلتے ہوئے چاہئے کہ اس میں طرح ساتھ ہو یا نہ ہو ۱۲





## بَابُ النِّسْبِ وَالْخِصَانَةِ

مَنْ قَالَ أَنْ نَكَحْتَهَا فَهِيَ طَالِقٌ نَكَحَهَا فَوَلَدَتْ لِنَصْفِ سَنَةٍ مِنْهَا نَكَحَهَا لِنَوْمِ

اَوْ نَكَحَهَا بِمَنْزِلَةِ نِكَاحِهَا

نَسْبُهُ وَهَمَّهَا لِأَنَّهُ لَا يَبْعِدُ الْزَوْجَ وَالزَّوْجَةُ وَكَلَّابًا لِنِكَاحِهَا فَوَلَدَتْ لِنَكْحِهَا

فَوَلَدَتْ لِنَكْحِهَا بِمَنْزِلَةِ نِكَاحِهَا

فِي لَيْلَةٍ مَعِيْنَةٍ وَالزَّوْجَ وَطَبَا فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ وَوُجِدَ الْعُلُوقُ وَلَا يَعْلَمُ أَنَّ

اَوْ نَكَحَهَا بِمَنْزِلَةِ نِكَاحِهَا

النِّكَاحَ مَقْدَمٌ عَلَى الْعُلُوقِ اَوْ مُؤَخَّرٌ فَلَا بَدَلٌ مِنَ الْعَمَلِ عَلَى الْمَقَارَنَةِ عَلَانِ

الزَّوْجِ اِنْ عَلِمَ اِنْ كَانَ لَمْ يَكُنْ عَلَى هَذِهِ الصُّفَةِ وَاتَّهَ لَمْ يَطْأَهَا فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ

اَوْ نَكَحَهَا بِمَنْزِلَةِ نِكَاحِهَا

فَوْقَ اَدْرِ عَلَى اللِّعَانِ فَلَمَّا لَعَنَ اَلْعَانِ فَلَيْسَ عَلَيْهِ نَاقِيَةٌ عَنِ الْفَرَشِ

مَعَ تَحْقِيقِ الْاِمْكَانِ نَسَبَتْ نِسْبَةً لَهُ وَلِزَوْجِهِ اَلْبَرِّ

اَوْ نَكَحَهَا بِمَنْزِلَةِ نِكَاحِهَا

ترجمہ :- اگر کسی شخص نے کہا کہ اگر کسی عورت سے بیکار کر میں تو وہ طلاق ہے اور اگر میں سے نکاح ہو گیا تو وہ

لاکھ کے وقت سے میرے لئے سہلی ہوگی تو اس کی کاتب اس شخص سے طلاق ہو جائے گی اور اس کو اس عورت کا بیکار ہو گیا ہوگا اور اگر وہ بیکار

نہیں کر دے اور طلاق نہ دے تو وہ اس کی کاتب بن جائے گی اور اگر وہ طلاق دے دے تو اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے

اور اس سے نکاح کر دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے

اور اس سے نکاح کر دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے

اور اس سے نکاح کر دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے

اور اس سے نکاح کر دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے

اور اس سے نکاح کر دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے

اور اس سے نکاح کر دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے

اور اس سے نکاح کر دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے تو وہ اس کی عورت کے لئے طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق نہ دے





وانما اعتبروا قلدا في الحمل هربا واكثر مدة الحمل في البالغة لان النسب يثبت  
بالشبهة لا بشبهة الشبهة فقل في البالغة شبهة الوطى زمان النكاح والعدة ثابتة  
وحقيقة الوطى في احد هذين الزمانين لتوجب ثبوت النسب لكنها اشبهتة واما في  
المراهقة شبهة الوطى في النكاح والعدة وهي ثلثة اشهر ثابته بحقيقة الوطى  
في احد هذين الزمانين لا يوجب ثبوت النسب بعد متحقق المبلوغ فالبلوغ وهو  
امر حادث ايضا فاني اقرب الاوقات وهو ستة اشهر الى وقت الولادة فهذا مذهب  
ابن حنيفة ومحمد واما عند ابن يوسف فان كان الطلاق رجعي فاني سبعة وعشرين  
شهرا لان ثلثة اشهر مدّة تعدّها وستة اشهر مدّة الحمل -



بأن دخلت المرأة بيتاً ولم يكن معها أحدٌ ولا في البيت شيءٌ والرجلان على الباب  
حتى ولدت فعلموا الولادة بروية الولد أو سمعوا صوته وانما قيد الحجة بالتامة  
حتى لا يثبت بشهادة امرأة واحدة على الولادة خلافاً لهما فالعالم ان عندنا  
حقيقة ان كان المعتقد حبل ظاهرياً واقر الزوج به ثبتت الولادة بشهادة امرأة  
واحدة وان لم يوجد الحبل الظاهري او اقرار الزوج به لا يرد من الحجة التامة  
وعندنا يثبت بشهادة امرأة واحدة او ولدت لائق من سنتين واقر الوثقة  
بها أي ان كانت العدة عدة وفاة والعدة بين الموت والولادة اقل من سنتين

[illegible]

تشریح: مسئلہ قول بالذات غلطی امر کا ہے۔ اس صورت کو قرآن مجید میں چند مقامات پر ملے ہیں۔ آئیے اب اس اعتراض کا جواب ہو جائے کہ قرآن مجید کے ذریعہ یہ ثابت ہوا کہ نہ صرف یہ کہ صورت ممکن ہو سکتی ہے بلکہ اس صورت کو دور دور کی گواہی بھی ملتی ہے کہ اس کا کمال عرف میں صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ صورت کو ولادت میں حاضر ہوا اور ولادت کے وقت وہ بھیجیں۔ اور یہ بات مردوں پر درج ہے۔ اگر ایسا ہو تو اس کے متعلق کلام تکمیل کے لئے اعلان کی گئی ہے کہ جو اس نے کوئی فعل کیا کہ اس میں اس کے لئے کوئی نقص نہ ہو۔ حاصل جواب یہ ہے کہ اگر انتخاب کلام کے بغیر میں مرد ہوتا ہے اس کی کیفیت ہو سکتی ہے جس کی صورت کی تفصیل شمارت کے بعد دی ہے۔

[illegible]

مکملہ قولہ لاحق میں لا یعنی مشورہ و ناسخ و افرغان و نسیک کے وقت سے دو مسئلہ کے کم میں پرچہ اور دستور کے ذیل میں کسی کی وزارت کا اقرار کیا گیا تو اس صورت میں کہ اس صاحب حکومت نامہ کے مندرجہ شوالی سے خاتمہ ہو جائے مگر اس کے بعد بھی اس کو درپیش شوالی کا اقرار پایا جائے ۱۴









هذا عند أبي حنيفة، وأما عند هذا فيقع لأن الولادة تثبت بشهادة امرأة ثم

يُغْتَبِطُ الطَّلَاقُ بِالتَّبَعِيَّةِ وَلَوْلَا أَنَّ شَوَادَةَ تَغَيْتِ بِشَهَادَةِ امْرَأَةٍ خَيْرُ نَفْقَةٍ بِقَدْرِهَا

فَلَا يَتَعَدَّى إِلَى الطَّلَاقِ وَهُوَ لَيْسَ تَبَعٌ لِلزَّوْجِ لِأَنَّ كِلَاهُمَا أَبُو حَيَّةٍ بَدُونَ الْآخَرَاتِ  
تَوْبًا بِحَيْثُ لَمْ يَحْمِلْ شَوْعَلَةُ أَى عُلُقٍ طَلَاقَهَا بَوْلَادِهَا فَقَالَتْ قَدْ وُلِدْتُ وَلَكِنْ هِيَ الزُّوجِ

ترجمہ :- یہ مذہب ہے امام ابوحنیفہؒ کا، لیکن ماہرین کے نزدیک طلاق واقع ہو جائے گی، جو کہ وادعے کے مطابق ایک عورت کی کسی ہی نسبت کو ثابت ہو جائے بہر حال خود کو درخشاں ثابت ہو جائے گی اور انعام و اجر کی دلیل یہ ہے کہ ولادت ایک عورت کی مشابہت سے بغیر ویت کے شائبہ ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ حیض سے طلاق کی طرف تدریجی ہو گا اور اس اثبات یا بغیر ویت مفقود رہے و یا اور طلاق آجیغ ولادت ویت سے ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک پر ولی دوسرے کے باوجود ہے۔ اور اگر خواتین نے علی کا اثر کیا اور بے حیض بن گئیں اس کی ولادت پر طلاق کو مفسق کہنا اس کے بعد عورت کے ولی دے گا اور عورت کے پاس اس کا اثر ہو گا۔

تشریح :- (۱) البتہ درگذاشتہ کہ صاحب فرائض کے لئے شہادت ہوئے کو حکم شرعی اعلان ہے اگر مومن ہی نہ ہو تو مفسد فساد سے شہادت نہ ہوگا۔

[illegible]

اس کے قتل کا ملزم اس واقعہ کے کمرنگ سافٹ ویئر میں نمایاں طور پر ملے بغیر خود کے دماغ کی کائنات میں جوں جوں ہے کیونکہ وہ اس بات کی وضاحت نہ کر سکا کہ اس کے خلاف قادیانہ کی حمایت ہے اور دماغی مصلحتوں کی ناکاہت فراہم کا نہیں اور در سلطان مراد و در تھک کی جرم کا انکشاف ہے کہ وہ مصلحت پر تاجم جو

شاہ قمر دہلوی نے افریقین جیب عربیہ اپنی بیوی کو کہا کہ اگر میں تجھ سے نکاح کر دوں اور تیرے بچے جو تو مجھ پر حلاقیت کرتا ہے اس سے نکاح کیا اور اس کے بال بچے اس پر زنا و فحشہ کر چکے ہوں گے، نکاح کرادے گا تو وہاں پہنچے ہوئے ایک گناہمرد کی نواسی کے گھر سے حلاق دہلوی نے جو ایک ارچہ فحشہ ثابت ہو چکا ہے اسے لکھ دیا اور اس سے نرا وہ دھت برہمنے کے اور صاحبین کے نزدیکی کے متعلق حلاق دہلوی نے دہلوانیہ ہر جانے کی گ

۱۷

یقع بلا شہادۃ ہذا عند ابی حنیفہ<sup>۱</sup> وعندہا اشتراط شہادۃ القابلۃ لا یخاف من

الاعتراض بالحق والبرہان

حجۃ فلا بد من الحجۃ ولہا ان اقرارہ بالحمل اقربا یفرض الیہ وهو الولادۃ

مستندہ اقرارہ من قبلہا

واکثر مدۃ الحمل سنتان واقربا استہا شہر ومن نکم امۃ فطرقہا شہرا<sup>۲</sup>

ما یکون من اربعہ

فان ولدت لاقل من ستۃ اشہر منذ شہرا لزمہ والافلا لادہا اذا کان بین

الاب والام

المشاء والولادۃ اقل من ستۃ اشہر کان العلوق سابقا علی الشراء فهو ولد

منکوحۃ نیلزم بلاد عو<sup>۳</sup> اما اذا کانت المدۃ ستۃ اشہر او اکثر فالولد

مکبر ہذا من اربعہ اشہر

ولد مملوکۃ لان العلوق امر عا دث فیضان الی اقرب الاوقات فلا یلزم بلاد عو

قریبہ۔ یہ تو حلالی و حلالی کی صورت پر غیر شہادت کے امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک شہادت کے لئے حاج کی حیثیت  
شرع کی صورت دعوی کرتی ہے نہ وہ پر کسی کی طرف تحقیق ہوگئی تو شہادت دعوی کے لئے دلیل ہوگی۔ یہی ہے اور امام صاحب کی دلیل  
پسے کہ جب اس کے عمل کا اقرار کر لیا تو اس نے ولادت کا اقرار کیا کیونکہ ولادت عربی ہے تو یہ عمل ہی ہے۔ اور اگر اس نے عملی طور پر ہی  
اور اگر امام حجت جو جیسے ہی اس کو دیکھ کر اس کے نکاح کی گواہی دے تو اس کے لئے یہی اس کو حلال دے گی اس کے بعد اس کو حلالی یا اب اگر دفرہ کے  
وقت سے حج جیسے حکم میں ہیں تو حلالی کے واسطے پر اس کا نسب لازم ہو جائے گا وہ لازم نہ ہو گا کیونکہ ولادت اور فرید کے دو بیان  
اگر وہ اپنے سے کہ مدت ہو تو یہ عمل یقیناً خریدنے سے پہلے کا ہو گا۔ لیکن اس کی شکوکہ تھا تو اس کی شکوکہ کے دلہ ہو گا کی حیثیت سے بغیر مدۃ  
کے نسب لازم ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ اپنے کی مدت میں یا زیادہ میں جن تو یہ ولادت اس کی شکوکہ کی طرف منسوب ہو گا کیونکہ ایک یا دافع  
ہے اور اگر یہی مدت قریب ترین وقت کا طرف منسوب ہوگی اس لئے یہی طرف منسوب ہو گا وہ پہلی دعوی کے قیام

تکسیر و حج۔ ملہ خود دعوی شہادۃ میں صورت مشورہ کے اس کے ہیں میں حاشیہ ہونے کا دعوی کرتی ہے کہ حلالی حلالی اس پر ماقبہ ہوگئی  
کیونکہ تعلیق میں مزہ کا واقعہ جو ایزہ میں میں حاشیہ ہونے کے ہے، اور وہ تحقیق شہادۃ کا منکر ہے اس لئے صورت پر امام حجت کو قیام تمام گئے  
خود ایک صورت کی گواہی میں گزرتا اس سے ولادت ثابت ہو جائے ہے اور وہ نوع حلالی بقا ثابت ہو جائے گا کیونکہ اس کے بقا

ملہ قرآن مستان مالو اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ ولدت کا عمل دو سال سے چرخے کے برابر ہوا جس کے آگے نہیں بڑھ سکتا۔  
زحیلی، سادہ فقہ اور بات ثابت ملے ہے کہ یہی بات میں حلالی ہے یا ہوتی ہیں ان میں حلالی کا قول خصوصاً مقدمہ اور مدۃ کے بارے میں اکثریت  
مصلی الشیخ و سلم سے سماع بن عمر بن ابی سعید شریک نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ ان کے اصحاب کے نزدیک میں کی زیادہ مدت دو سال  
ہے اور وحیث بن مسعود کے نزدیک میں سن ہے اور امام شافعی کے نزدیک چار سال ہے اور ابو ہریرہ کے نزدیک سات سال ہے۔ امام شافعی  
دلیل یہ واقعہ ہے کہ مہاج چار سال کے جو کہ سیدہ جوعہ ان کے اچھے و دعات آگے تھے اور وہ منسوب تھے اس لئے ان کا نام حلالی ہو گیا۔  
یہ طبعاً مزاج اکثری جو چار سال پر پید ہونے آد ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی دو سال تک جوی سے تائب و پھر پائیں آقا قرآن، ماحول صورت  
عرشہ اسے ہم کہنے کا اور آدھ کی صورت عائد نہ فرمایا اگر آپ کو صورت پر مہاج میں ہو لیکن میں کہتے ہیں کہ یہی تو نہیں ہیں انہوں نے اسے چھو لیا  
آخر میں کہہ لیا کہ اس کے اچھے و دعات آگے آئے تھے اور وہ اپنے آپ کے مبارک خداوند کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہی وہی ہے آخر حضرت  
عمر نے اس کا نسب ثابت کیا اور فرمایا کہ اس نے ہوا اگر آپ کا جو چاہا۔ ان واقعات کی قرینہ حوالہ اربعہ میں دیکھ لیں۔ یہ حلالی و دعات سے زیادہ

ہیں اور مکمل تھا مگر احوال میں ہوتی ہو تھیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔  
یہ تو نہ کہ جرم عا دتہ کہ وہ دوسرا جس کے نکاح کے بعد دو سال میں وہ منقطع رہے کیونکہ اس کا اقرار شہد کے کہانی کے دعوی کی بغیر منقطع ہو گئی  
نہیں ہوتا۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ وہ کہتا ہے کہ وہ دوسرا جس کے نکاح کے بعد دو سال میں وہ منقطع رہے کیونکہ اس کا اقرار شہد کے کہانی کے دعوی کی بغیر منقطع ہو گئی





لم یذکر فی الوقایہ و یجب رعایتہ لان تألف الکفر قد یكون تبین تعقل الدین  
فاذا یخفف تألف الکفر یفرغ عنها و نکاح غیر محرم منہ یسقط حقہا ای فی الحصانۃ  
و یحرّم ولا کافۃ نکحت عتقہ و حیلۃ جلدہ ای جلدی نہ نکحت جلدہ فقہذا من باب  
العطف علی معصیۃ علی مدین و النجور و مقلدہ و یعود الحق بزوال نکاح بسقطہ

لشما العصبان علی ترتیبہم لکن لانک فی عصبیۃ الی عصبۃ غیر محرم کمولی العنادۃ  
و ابن العم و لای صیق راجح ای الذی یعلم الناس العیال و لای یتخیر طفل خلاف  
الکفر علی من یمن یمن فقلادہ

الکفر علی من یمن

ترجمہ ۱۔ و نامہ میں ہے کہ جلائیوں کی ذہنیت کی ضرورت اس کے کچھ بھی ہو کہ یہ بڑے بڑے، بڑے بڑے، الذہن کی طرح لگاؤ میں ہوتا ہے  
تو یہ کفر سے الفت میں آتا ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
جائزہ میں اس کی کہ یہ دو کو کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
دعوت کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
غیر کفر کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
و تب سے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
ہوئے کفر کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
پہلے کفر کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے

لشما علی مدین و النجور و مقلدہ و یعود الحق بزوال نکاح بسقطہ

الکفر علی من یمن

ترجمہ ۲۔ و نامہ میں ہے کہ جلائیوں کی ذہنیت کی ضرورت اس کے کچھ بھی ہو کہ یہ بڑے بڑے، بڑے بڑے، الذہن کی طرح لگاؤ میں ہوتا ہے  
تو یہ کفر سے الفت میں آتا ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
جائزہ میں اس کی کہ یہ دو کو کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
دعوت کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
غیر کفر کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
و تب سے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
ہوئے کفر کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
پہلے کفر کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے

ترجمہ ۳۔ و نامہ میں ہے کہ جلائیوں کی ذہنیت کی ضرورت اس کے کچھ بھی ہو کہ یہ بڑے بڑے، بڑے بڑے، الذہن کی طرح لگاؤ میں ہوتا ہے  
تو یہ کفر سے الفت میں آتا ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
جائزہ میں اس کی کہ یہ دو کو کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
دعوت کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
غیر کفر کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
و تب سے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
ہوئے کفر کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے  
پہلے کفر کے نکاح کے کفر میں عداوت ہے اور اس کے لئے جو عداوتوں کو مانے جو عداوتوں کو مانے کہ کفر میں عداوت ہے اور عداوت کے کفر میں عداوت ہے





# باب النفقة

تجب علی الزوج والکسوة والشکفی علی الزوج ولو صغيراً لا یقدر علی الوطی للعرس مثلاً  
 کانت او کافراً کبیراً او صغيراً توطأ حتی لو لم توطأ کان النائم من جهةها فلهما  
 یوجب تسلیماً للبضع فلا تجب علیه النفقة بخلاف ما اذا کان الزوج صغيراً  
 لا یقدر علی الوطی فان النائم من جهةه بقدر حالها ففی المویس من نفقة البیار  
 وفی المعسرین نفقة العسار وفی الموسر والمعسرة وعکسہ بین الحالین فلذا  
 عندنا واما عند الشافعی فالمعتبر حال الزوج ولو فی بیت ایهما او مرضت فی  
 بیت الزوج.

## نفقة البیار

ترجمہ :- واجب ہے خاوند پر نفقہ لباس اور مسکن اگرچہ خاوند غیر جو کہ وہاں پر تیار اور نہ جو اپنی اور نہ کے لئے رہا ہے کہ وہ  
 مسکن پر یا کسی بڑی عمارت پر یا چھوٹی شریفی میں سے وہ جس کی چاہی ہو یا جو اپنی اور نہ کی چاہی ہو واجب ہے مفسرین اور مفسرین کے  
 نزدیک کہ واجب ہے اس پر جو اس سے تعلیق ہے یعنی اس کے شوہر پر نفقہ واجب نہ ہوگا۔ لہذا اس صورت کے نزدیک شوہر غیر جو  
 کہ اپنی پر نفقہ دے گا کہتا ہو کہ جو اس پر نفقہ واجب ہے کہیں کہیں مانع شوہر کی جانب سے ہے اور نفقہ میں دو قسم کی قیمت کا اعتبار ہے تو  
 اگر دو قسم کی ہیں تو نفقہ خاوند کا اور جو دو قسم تکہ مست ہیں تو نفقہ شوہر کا واجب ہے اور اگر شوہر والد اور جو کی تیار اور یا اس کے  
 برعکس جو نفقہ دے گا کہ اس کے حال میں جن واجب ہوگا۔ یہ چارہ واجب ہے اور اہم شامل کے نزدیک سب حالات میں واجب کار خاوند  
 کہے۔ اگر شوہر دے رہا ہے آپ کے عرس پر یا خاوند کے عرس پر یا دوسرے (تو اس کا نفقہ خاوند پر ہے)

تفسیر :- نفقہ خاوند پر نفقہ ۱۰۰ سیمہ اتان پر نفقہ واجب ہو کہ کسی سب سے شکار و حیث یا قریبت سے یا کھانے سے اس باب میں اس  
 کے اہام کا بیان ہے اور نفقہ ۱۰۰ سیمہ صرف کے تحت کے ساتھ اس میں اگر کیا یا کتے پر آدمی کے لئے اور اگر فریضہ کر کہے یہ "نفقہ" سے  
 اغویہ میں کے صنف تک جو اس پر نفقہ واجب ہے نفقہ ۱۰۰ سیمہ جو اس پر نفقہ واجب ہے نفقہ ۱۰۰ سیمہ جو اس پر نفقہ واجب ہے نفقہ ۱۰۰ سیمہ جو اس پر نفقہ واجب ہے  
 اس کے متعلق اور مکتوبات اور اس کے متعلق ہیں اور ہے کہ باب نفقہ کے عنوان میں نفقہ لباس مسکن کے اہام بیان کرتے ہیں۔  
 اخیر میں صرف نفقہ اور اس کے متعلق پر شرح نفقہ کا اطلاق ہوتا ہے یہاں پر اس کا قول "تجب نفقة والکسوة والکسوة" اس میں صرف نفقہ  
 کا مفہوم رہا ہے کہ جو کچھ مکتوبات اور مکتوبات کے دو میان مکتوبات کا اطلاق کرتے ہیں ۱۱

مثلاً نفقہ خاوند پر نفقہ ۱۰۰ سیمہ اتان پر نفقہ واجب ہو کہ کسی سب سے شکار و حیث یا قریبت سے یا کھانے سے اس باب میں اس  
 اس میں نہیں جو کچھ نفقہ خاوند پر نفقہ واجب ہے نفقہ ۱۰۰ سیمہ جو اس پر نفقہ واجب ہے نفقہ ۱۰۰ سیمہ جو اس پر نفقہ واجب ہے نفقہ ۱۰۰ سیمہ جو اس پر نفقہ واجب ہے  
 اس کے حال کا اعتبار کرتے ہیں کہ نفقہ خاوند پر نفقہ واجب ہے نفقہ ۱۰۰ سیمہ جو اس پر نفقہ واجب ہے نفقہ ۱۰۰ سیمہ جو اس پر نفقہ واجب ہے نفقہ ۱۰۰ سیمہ جو اس پر نفقہ واجب ہے  
 کے مطابق ہی مکتوبات ہوتا ہے ۱۱ اس سے نفقہ مرد کے حال ہی کے مطابق واجب ہونا چاہیے پہلے صورت فی ہر دو چیز جب اس کے مکتوبات  
 کے ساتھ نکاح کیا تو وہ در حقیقت تنگ حال کے نفقہ پر مانع ہو چکی ہے اس سے مزید و یا حتی لازم نہ آئے گی ۱۲







وعند محمد وألشاهی نخصب نفقة ما مضى وهو شهر الزوجة ونفقة خمسة

اشهر تسد ولا تخفى عوضاً عن استحقاقه عليه بالاحتباس ونفقة عرس القن

عليه ببيع امرأته بعد خروى وفي دين غيرها شيئاً مرة صورته عبداً تزوج

امراً بأذن المولى ففرض القاضي لنفقة عليه فأجتمع عليه الف درهم فبيع

بخمسة مائة وهي قيمته ونكح ثرى عائلاً ان عليه دين النفقة شيئاً مرة اخرى

بخلاف ما إذا كان هذا الزلف عليه بسبب آخر فبيع بخمسة مائة شيئاً مرة

اخرى ويجب سكنها في بيت ليس فيه احد من اهله ولولدها من غيرها الزواجا

ترجمہ :- در امام محمد و ابوالہاشمی کے نزدیک مرد کے گناہ سے اس کا بیٹا لایا جائے تو اس کا نفقہ دینا واجب ہے یا نہیں اس کے بارے میں علماء کا حکم مختلف ہے۔

موسم سے شہر کے زمرہ میں اس کا نفقہ دینا واجب ہے۔ مگر اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔

پرانے کے زمانے میں اس کا نفقہ دینا واجب تھا۔ مگر اب اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔

اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔

اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔

اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔

اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔

اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔

اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔

اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔ اور اگر وہ شہر کے باہر ہو تو اس کا نفقہ دینا واجب نہیں ہے۔





ولنا رد عمر رضی اللہ عنہ لامتدۃ الموت والمفارقة بالمعصیۃ کالتدۃ وتقیل ابن  
 الزوج وردۃ معتدۃ الثالث تستقط لا تمکنہا ابنہ لانہ لا اثر للردۃ وتمکن فی  
 انفارقتہا قد ثبتت قبلہما فلا یسقطان النفقۃ الا ان المرتدۃ تحبس  
 لمتوب ولا نفقۃ للمحبوسۃ بخلاف المسکنتہ ابن الزوج ونفقۃ البطل فقیرا  
 علی امیہ اساقال فقیرا حتی لو کان غیا فی فی مالہ ولا یشترکہ احد کنفقۃ  
 ابویہ وعرسہ ای لا یشترکہ احد فی نفقۃ طفلہ کما لا یشترکہ فی نفقۃ ابویہ  
 وعرسہ ولیکن علی امۃ ادضاعہ الا اذا تعینت .

ترجمہ : اولاً ایہ کہ اگر عورت اس سے جدا ہو جائے اور مرد کو نکاح سے ہٹا دے تو اس کا نفقہ نہیں ہے۔  
 دوسرے ایہ کہ اگر عورت اس کا طلاق کر دے اور مرد اس سے رجوع نہ کرے تو اس کا نفقہ نہیں ہے۔  
 تیسرے ایہ کہ اگر عورت اس کا طلاق کر دے اور مرد اس سے رجوع کرے تو اس کا نفقہ نہیں ہے۔  
 چوتھے ایہ کہ اگر عورت اس کا طلاق کر دے اور مرد اس سے رجوع کرے تو اس کا نفقہ نہیں ہے۔  
 پانچویں ایہ کہ اگر عورت اس کا طلاق کر دے اور مرد اس سے رجوع کرے تو اس کا نفقہ نہیں ہے۔  
 چھٹے ایہ کہ اگر عورت اس کا طلاق کر دے اور مرد اس سے رجوع کرے تو اس کا نفقہ نہیں ہے۔  
 ساتویں ایہ کہ اگر عورت اس کا طلاق کر دے اور مرد اس سے رجوع کرے تو اس کا نفقہ نہیں ہے۔  
 اسی میں ہے جو بالا اور کوئی ایسی شریک نہ ہو گا جیسا کہ ان اب کے اور زوجہ کے نفقہ میں کوئی ایسی شریک نہیں ہو سکتی۔ اور اگر وہ ولد غیر فرما  
 کے نفقہ میں کوئی اب کا شریک نہیں ہو گا جس طرح ان اب اب اب اور زوجہ کے نفقہ میں دو مرد کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ ولد غیر فرما  
 ہے تو ان کو وہ ولد غیر شریک کے نفقہ میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

فتوویٰ : اولیہ مرد طلاق دے دے اس کے لیے اس سے نفقہ نکاح کا مفید نہیں رہتا۔ یا با ملک ہے۔  
 جسے تو طلاق دے دے۔ لیکن اگر عورت طلاق دے دے تو اس کے لیے نفقہ نکاح کا مفید نہیں رہتا۔ یا با ملک ہے۔  
 کو اس کے خلاف کا حکم نہیں جو نکاح میں صحت میں مرد و عورت کے ملک میں نہیں رہتا۔ یا با ملک ہے۔  
 عورت نہیں کیونکہ وہ اس کے جدا کر دیتی کہ وہ عورت کے لیے نفقہ نکاح کا مفید نہیں رہتا۔ یا با ملک ہے۔  
 سے دوسرا کہ عورت طلاق دے دے اس کے لیے اس سے نفقہ نکاح کا مفید نہیں رہتا۔ یا با ملک ہے۔

یہ کہ عورت طلاق دے دے اس کے لیے اس سے نفقہ نکاح کا مفید نہیں رہتا۔ یا با ملک ہے۔  
 خاوند کے بین طلاق دے دے اس کے لیے اس سے نفقہ نکاح کا مفید نہیں رہتا۔ یا با ملک ہے۔  
 آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر نہیں چھوڑ سکے کیا فرمایا ہے یا با ملک ہے۔  
 دوسرے ایہ کہ اگر عورت طلاق دے دے اس کے لیے اس سے نفقہ نکاح کا مفید نہیں رہتا۔ یا با ملک ہے۔

دوسرے ایہ کہ اگر عورت طلاق دے دے اس کے لیے اس سے نفقہ نکاح کا مفید نہیں رہتا۔ یا با ملک ہے۔  
 بھلائی لکھ کر، غرض اس صحت میں اور انداز انکسین کا کوئی اثر نہیں ہے تعزیر پر کوئی کمان یا نالی چھڑا لیا جائے کہ وہ بڑا بڑا ہے۔  
 کہ عورت طلاق دے دے اس کے لیے اس سے نفقہ نکاح کا مفید نہیں رہتا۔ یا با ملک ہے۔  
 اعلان پر تلبہ اس لفظ میں طلاق اور دوسرے دوسرے برابر ہیں اس میں یہ اضافہ ہے کہ اب پر بالغ اور کمال لفظ بغیر کسی عذر کے  
 لازم نہیں اس کی تفصیل انشاء اللہ ہے کہ ای اور فقیر کی عید اس کے لیے ان (بائی عید اللہ ہو)















فان هل يجعل بيع الميراث لاجل النفقة لافي البيع لاجل المعافاة ثم الاتفاق من نفس  
 علان العلقة لو كانت هذا لجاز البيع لدين سوى النفقة لعين هذا الدليل بل العلقة  
 ان للاب ولاية تملك مال الابن عند الحاجة كما ان استيلاء جارئة الابن فيكون له  
 ولاية بيع عروض الابن لبقاء نفسه وانما لا يبيع العقول لانه معد للانتفاع به  
 مع بقائه وهو الزراعة وولاية الاب نظرية ولا ينظر في بيع العقار بل بيعه احجاف  
 فمصلحة الابن ابقاؤه والانتفاع به ولا للام بيعه ماله النفقة لان تملك مال الابن مخصص  
 مالا بقوله عليه السلام انت وما لك لا يبيك ولا نهليس للام ولاية التفرق مالا الابن.









و لو لم یذکر حرف الباء او هاء انه عطف علی امثله الکنائیة نحو لامک لی  
 علیک الی اخره فیلزم رجح انه کنائیة و لیس كذلك فان المقر له ان کان یولد  
 مثله لمثله وهو مجهول النسب یثبت نسبہ منه <sup>و یوکلحی و یوکلحی</sup> و یكون حرًا وان لم یولد  
 لم یکن كذلك یكون هذا اللفظ مجازًا عن الحریة ليعتق <sup>و یوکلحی</sup> وان لم یسود  
 لان المجاز متعین و لو کان کنائیة یحتاج الی النیة و فی الاکابر سنا منه خلاف  
 ابی یوسف و محمد و قد بانفت <sup>و یوکلحی</sup> فی تحقیق هذه المسألة فی فصل المجاز من کتاب  
 التفتیح و حاصله ان امکان المعنی الحقیقی لا یشترط لصحة المجاز کاطلاق  
 الاسم علی الانسان الشجاع فلا یشترط امکان البیرونة لصحة المجاز وهو الحریة.

ترجمہ ۱۔ اور اگر حرف الباء کی تصریح نہ کرتے تو یہ محال ہو سکتا کہ وہ لامک ل علیک و غیرہ الفاظ کنائیہ کی مثالیں ہوں اس کا طعن ہے اور اس وقت بنا ایں وہ الفاظ کنائیہ میں سے ہونا لازم آتا حالانکہ یہ کنائیہ میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ جس قدر کہ اس کا مطلب ہو سکتا ہے اس کا اقرار کیا ہے اس میں عموماً اللہ تعالیٰ اس میں اس کے کنائیہ کا لفظ کا جو ہو سکتا ہے اور وہ لفظ بھول اس میں ہو سکتا ہے تو اس کی بنا وہی اس کا مطلب ہو سکتا ہے ثابت ہو سکتا ہے اور وہ لفظ جو ہر حالت میں ہو سکتا ہے وہ نہایت دور ہے اس کا لفظ کا نہ ہو سکتا جو تو اس لفظ کو آزاد کرنے کے معنی پر مجاز لفظ کی کیا حالت کا اور وہ آزاد ہو جانے کا خواہ نہایت دور سے ہو سکتا ہے اس صورت میں معنی مجازی مولود یا متبیین ہے اور اگر کنائیہ ہو تو نسبت کی ضرورت پڑتی اور لفظ کی عمر آگے سے زیادہ ہونے کی صورت میں آزاد ہونے کے متعلق عاجزی کا خلاف ہے اور رداً و ردہ اس کے معنی میں کہ جس کے متعلق کتاب کی فصل ہے وہ میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے مذکورہ دست و پوسٹ کے لئے فقط اس کے معنی میں لفظ کا لکھا ہے جو اس کے معنی میں ہر بار آدمی پر لفظ سید کا لفظ کی مثال اور دست ہے و ما کہ آدمی کے حق میں حقیقت میں کما حقہ ممکن نہیں اس میں زیر بحث مسئلہ میں و قد بانفت اس کا امکان اس کے معنی مجازی و بین آزاد ہونا اور ہونے کی صورت کے لئے شرط ہوگی۔

تشریح ۲۔ رفیق و رفیقہ مشہور کہ "میں نے کبھی طلاق نہ دی" یا "جو کو طلاق ہے وہ کیر کہ یہ تو طلاق کے لئے الفاظ ضروری ہیں جو کہ کما حقہ عربیہ ہوتے ہیں اس لئے ان سے مطلقاً اعتق نہ ہوگا۔

و حاشیہ ہذا ملکہ تو رطلان لغویاً اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس غلام کو اس کے تعلقہ یا پناہ میں ہونے کا اثر نہ کیا ہے یہ کہہ کر کہ "ہذا ابی" یہ دو جملے خالی نہیں یا تو دعویٰ قابل ہو گا کہ اس کا بیٹا ہو سکتا ہے البتہ اس کی حرمتی ہو کہ اس کو غلام یا جو سکتا ہے یا تو حق زیادہ ہے کہ اس کے بیٹے ہونے کے لئے حق میں ہر دونوں صورتیں میں یا اس کا نسب بھول ہو گا یا معلوم ہو گا کہ اس میں غلام ہونے کے قابل ہو گا اور بھول اس کا نسب ہو تو اس کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا اور والا جماع آزاد ہو گا اور اگر نسب معلوم ہو تو حق کو اس سے مثبت ثابت نہ ہو گا لیکن آزاد ہو جائے گا و اگر اس کا لفظ کے قابل نہ ہو تو میں امام صاحب کے نزدیک میں حکم ہو گا اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہو گا اور میں تفصیل ہے "ہذا ابی" ہذا ابی و اور نہ ہذا ابی کے حکم میں ہو کر

نقد قرآن لیسق نہ م۔ میں اس لفظ کو اس کی ملکیت کے وقت سے آزاد یا بعتی قول و یا جائے گا میں اگر وہ کسی جو کالین و انفس میں سے پہلے غلام کو آزاد کیا جو نقصان دینا یا غلام آزاد شمار ہو گا اور اگر وہ بھول ہو تو غلام نہ ہو گا اور جو جائے نہ ہو کہ انسان جو اپنے اقارب سے سزا خوار ہو گا۔









يَا بَعْثُ عَتَقَ الْبَعْضُ

وان اعتق بعض عبده صريحاً وشعياً فيه ابقى وهو كالمكاتب بل ادى الى الوق

لَوْ عَجَزَ وَقَالَ لَا عِشْقَ كُنْهَذَا بِنَاءً عَلَى أَنَّ الْعِشْقَ لَا يَنْجِزُ إِلَّا بِالِاتِّفَاقِ فَكَذِبٌ

الاعتناق عند هؤلاء الاله اثبات العنق وكسر مع الانكسار فيلزم من عدم مقتضى  
اللازم وهو العنق عند مقتضى يلزم له وهو الاعتناق لكن ايا حقيقه يقول الاعتناق

الزالة الملك لونه ليس المعالك الزالة حققة وهو الملك والملك متجزئ تكذب الزالة

فَأَعْتَقَ الْبَعْضُ أَنَّ ثَبَاتَ شَطْرِ الْعِلَّةِ لَا يَتَحَقَّقُ الْمَعْلُولُ إِلَّا وَإِنْ يَتَحَقَّقُ تَسَاوُلُ الْعِلَّةِ

وهو زلة الملك كذا لو اعتق تبرك حظه اعتقه الأخراد استعواء أو ضامن المعق

موسر ای حال کون المعق موسر قیمه حفظه الیہ میریحی الی الآخر  
 حق البعیر ایمان

ترجمہ :-

[illegible]

یہاں تک کہ وہ اپنے لیے ایک نیا گھر بنوا کر رہنے لگا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر سے نکل کر اپنے دوستوں کے گھر گئے۔ وہ ان کے ساتھ کچھ عرصہ رہا۔

فرمانِ اعلیٰ کا اعلان یہ ہے کہ ملک کو آزاد بنانے کے لئے جو کچھ کرنا پڑے گا اس کے لئے اس کا حق ہے کہ اس کو آزاد بنائے۔

اس لیے میں نے اپنے دوستوں کو بھی بتا دیا کہ میں نے جو کام کیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ اور ان کو بھی بتا دیا کہ میں نے جو کام کیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔

ہمیں اس جادو کی حکمت آ کر نہ دلتی، تو اس کے لئے ہم کی فکر کا۔ اس کی سمجھ بچہ۔ جس کی طرف اس نے اپنے ذہنی خیالات کو دھکیلا تھا۔

کرمہ میں بھی یہی نوعیت کا واقعہ رونما ہوا۔ ان دو غلامیوں نے اپنے بچاؤ کے لیے ایک دوسرے کی فریاد کو اپنے سے خارج کر دیا اور ان غلامیوں میں جانتے ہی نہیں مطلقاً ایسی کرمہ نہیں ہوئی جو ان کے لیے انسانی حقوں کی خلاف ورزی ہو۔ یہاں پر غلامیوں کی فریاد کو ان کے لیے انسانی حقوں کی خلاف ورزی قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

۱۔ حق تعالیٰ نے ہر انسان کو عقل عطا فرمائی ہے۔ اس عقل سے انسان کو اپنے لیے نیک و بد کا پتہ چلنا چاہیے۔ اگر انسان اس عقل کو استعمال نہ کرے تو وہ اپنے لیے ہی مصلحت نہیں کرتا بلکہ دوسروں کے لیے بھی مصلحت بن جاتا ہے۔

[illegible]

اگر آپ دیکھ سکتے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ایک ایسا ہی ہے جو کہ اس کے ساتھ ہے۔



لا معسرًا والولاء لهما أن اعتق أو استسعى وللمعتق أن يضمنه ويرجع به  
 أي بالضمان على العبد وقال لا ضمان له غنيًا أي لا آخر تضمن المعتقد حال كونه  
 غنيًا أو السعاية فقيرًا فقط والولاء للمعتق لأن اعتاق البعض اعتاق الكل  
 عندهما ولو شهد كل شريك بعق الآخر سعى لهما في حفظهما والولاء لهما  
 وقال سعى للمعسرين لا للموسرين لأن على أصلهما الضمان مع اليسار  
 والسعاية مع العسار فإن كانا معسرين تجب السعاية -



وان صدق فتصدق بقله كل واحد منهما يكون اقرارا بوجوب السعاية له على  
اصل ابي حنيفة واما على اصلهما فتصدق بقله للموسرين لا يكون اقرارا او  
تصدق بقله للموسرين يكون اقرارا وكذا التصديق له للموسر اذا كان بشريكه  
معتبرا او وقف الولاء في الاحوال اي حال يسارهما وعسارهما ويسار احدهما  
وعسار الاخر لان كل واحد منهما متكررا اعتاؤه فيتوقف انولاء الى ان يتفقا  
عن اعتاق احدهما ولو علق احدهما عتقه بفعل غدا او الاخر بعد ففعل  
وجعل شرط عتق نصفه وسعى في نصفه لهما وعند محمد يسعى في كله  
لان المقضى عليه بسقوط السعاية مجهول فلا يمكن القضاء على المجهول.







ہذا عند ابی حنیفہؒ وذلک لان التدبیر متعزى عندہ کالاعتاق فیقتصر  
 علی نصیبہ لکنہ افسد نصیب شریکہ فاحدہما اختار اعتاق حصتہ  
 فتعین حنفہ فیہ فلم یبق لہ اختیار امر اخر کالتفہیم وغیرہ ثم للمساکت  
 توجہ سبباً ضعیفاً ای ضمان التدبیر والاعتاق لکن ضمان التدبیر ضمان  
 المعاوضۃ لانه قابل للالتقال من ملک الی ملک و ضمان المعاوضۃ  
 هو الاصل فیہ من المدبر ثم للمدبر ان یضمن المعتق ثلث قیمت العبد  
 مدبراً و قیمت المدبر ثلث قیمتہ قذا لان المنافع ثلثہ الشراعی والوطی والاستخدام  
 والبیع فبالتدبیر فوات البیع ولا یضمن المدبر المعتق الثلث الذی ضمنہ  
 للمساکت مع ان ذلک الثلث صار ملکاً للمدبر بسبب الضمان۔

ترجمہ :- یہ اسم الاصلیہ لانه جب سے کیونکہ ان کے نزدیک جس طرح اعتاق میں تعزیر ہوتی ہے جس طرح تدبیر میں بھی تعزیر ہوتی ہے۔ اس کے مرتبہ آیت میں قتالی مدبر میں تدبیر کہ دوہرے کی ہیں اس لئے ایسے مدبر کو مدبر بنا کر اور دونوں شریک کے حصوں میں خوالہ بیدار کر دی۔ پھر جب ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر لیا تو آزاد کرانے والی شکل میں اس کا حق متعین ہو گیا اب اس کو ضمان لینے یا سونپ وغیرہ کرانے کا کوئی اختیار نہ رہا۔ اس کے بعد غاوش ہونے والے کا سارا دھرم گیا جس کے ساتھ مختلف لینے کے وجہ سے جو دوسری میں تدبیر و افتاق لیکن تدبیر کو لے جانے کی ضمان میں معاوضہ کی صفت پائی جاتی ہے کہ یہ نظام مدبر بنانے کے وقت ایک کی نگہ سے دوسرے کی نگہ میں متفق ہونے کے قابل تھا اور مدبر بنا کر اس نے اس راستہ کو بند کر دیا اور اصل ضمان میں ضمان معاوضہ ہے اس لئے غاوش ہونے والا مدبر کو لے جانے کے لئے کو خاص سے بنائے گا۔ پھر مدبر کرانے والے کو حق ہے کہ معتق سے ضمان وصول کرے غلام کی ثلث قیمت کی تکفیت دے سکے، اور مدبر کی قیمت خاص ملک کی دو تہائی ہوتی ہے اس لئے کہ ملک کے متاع میں جن ثلث کے ہیں ۱۔۰۔۰ وغیرہ پھر ۲۔۰۔۰ خدمت حاصل کرنا ۳۔۰۔۰ اور جسے توفیر کی وجہ سے یہ حق معتق کو ہوتی رہی اس لئے مدبر کی قیمت دو تہائی رہ گئی اور مدبر آزاد کرانے والے سے اس تہائی کی ضمان نہیں لے سکتا ہے جس سے اس نے غاوش ہونے والے کو دی ہے باوجود کہ یہ قیمت بھی ضمان اور اگر نہ کے بعد مدبر کی ملک ہو گیا ہے اور معتق نے آزاد کرانے اس ملک کو فاسد کیا ہے۔

تفسیر :- وبقیہ تہرست ہلکہ تو آزاد کردہ الامم صحت مسئلہ یہ کہ کوئی غلام تہرر آتا تو اس کے درمیان مشترک تھا ایک نے اپنا حصہ مدبر بنادیا اور وہ مالک اور یہ مالک اور دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کر دیا اور تہرر غاوش ہو یا اس کے اپنا حصہ مدبر بنایا یا آزاد کیا تو اگر غاوش ہو مدبر بنانے والا ضمان لیا چاہی تو مدبر کرانے والا مساکت کو ضمان سے لگاؤ آزاد کرانے والا مدبر بنانے والے کو ضمان دے گا۔

رحمہ اللہ تو ضمان العاوضۃ الامنیہ و فیہ من اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ مدبر اپنی تدبیر کے باعث جو نقصان کرتا ہے اس کا وہ خاص ہوتا ہے اور غلام تدبیر سے پہلے ایک ملک سے دوسرے کی ملک میں منتقل ہونے کے قابل تھا، جس کا بلیغ کو اس نے مدبر بنا کر ختم کر دی جب اس نقصان کے معاوضہ کے طور پر تادان لازم ہو گا۔ (پانی سر اخذ ہوا)







عققت من ثلثة ارباعه ومن كل من غير نصفه وعند محمد ربع  
من دخل ومن غيرهم كما قال لان الايجاب الاول دائري بين الغاصم و  
الثابت فينصف بينهما ثم الايجاب الثاني دائري بين الثابت والدخل  
فينصف بينهما فالنصف الذي اصاب الثابت مشاع فيه فما اصاب النصف  
النصف الذي عتق بالايجاب الاول لغاوما اصاب النصف الفارغ وهو الربع  
بقي فعققت من الثابت ثلثة ارباعه واما من الدخل فيعققت ربعه عند  
محمد لان هذه الايجاب لها اوجب عتق الربع من الثابت فكذلك من الدخل  
لانها منصف بينهما وهما يقولان ان الدائع من عتق النصف يجتسم بالثابت و  
لامانع من الدخل فيعتق نصفه.

[illegible]

مشورہ و مصلحت کے لئے ہر ایک نے اس کا حاصل پہلے کر پہلے ایجاب میں اپنے پاس موجود وہ دلائل و احوال کو اس کا پہلے نقل کر کے دیا کہ وہ جس سے ایک آواز دے نہ نہایت اور خارج کے بعد ان کے بارے میں ایجاب و تردید میں لگے۔ پہلے آواز کی ایجاب کا حق دلوں میں ہی جلتا ہے گا اور ثابت و خارج دونوں کا نصف نصفہ زاد ہو جائے گا اور دوسرا ایجاب میں تم رد میں سے ایک آواز ہے۔ جو کہ ثابت اور نہ تو داخل ہوئے والے حکم کے لئے کہا جس سے جس داخل کا نصفہ زاد ہو جائے گا۔ چاہے ہم ثابت کا یہ نصف ہر قسم نص میں لگے اس کے وہ دلائل و احوال میں پہلے ایجاب سے جس نصف کا استحقاق حق میں تھا اتنا ہم اب بھی لگے کہ وہ اصل ہی نہ ہو جو اصل کا آواز ہو اس طرح اس کا پورا میں چھ مثالیں جو اصل و اتفاق آواز ہو گیا یہی جو اصل کے کا بھی نصف آواز ہو گیا کہ وہ صرف ایجاب و اصل میں شامل تھا جس کا خلاف اور ثابت دونوں کے لئے نصف نصف حق لازم کیا تھا۔ (آگے کی باتیں)



لان مخرج الكسور اربعة، لانه يعقن من الثابت ثلثة ارباع وهي ثلثة من اربعة  
ومن الخارج النصف وهو اثنان من اربعة ومن الداخل كذلك فصار المجموع  
سبعة بطريق العول من اربعة الى سبعة وعند محمد يعقن من الداخل اربعة  
وهو واحد من اربعة فيعول الى ستة فعند ما يجعل سهام العتق وهي  
سبعة ثلث المال ويجعل كل عبد سبعة لان قيمة كل عبد تساوي ثلث  
المال فيعتق من الخارج اثنان وهو السبعان ويسعى في خمسة اسباع قيمته  
وكذا الداخل واما ما لثابت فيعتق منه ثلثة وهي ثلثة اسباع ويسعى  
في اربعة اسباع قيمته.

ترجمہ :- کہ چونکہ کسور کا مخرج چار ہے اس لئے کہ حاضر رہنے والے غلام کے تین چوبیس آزاد ہوں گے اور یہ تین جس سے ہیں چار میں سے  
اور باقی چار کے لئے غلام کا نصف آزاد ہو گا جو کہ دو حصے ہیں چار میں سے اور داخل ہونے والے غلام کا بھی تین چوبیس کے دو حصے آزاد  
ہوں گے چار میں سے یہی یعقن کے من تمام حصوں کا مجموعہ بطریق عول چار سے سات ہو جائے گا اور وہ غلام کے نزدیک داخل ہونے  
والے غلام کا ربح آزاد ہو گا جو چار کا ایک ہے ہذا مجموعی سهام چار کی طرف عول ہو گا اور تحقیق کے نزدیک ہر ایک کی سات حصے آزاد قرار  
دینے چاہئیں گے جو کہ اس کے مال کے ایک ہال کے برابر ہے اور ہر غلام کے سات حصے ملتے جا جائیں گے اس لئے کہ ہر غلام کی قیمت ثنائی مال کے  
برابر ہے پس چارے جانے والے غلام کے دو حصے آزاد ہوں گے اور وہ اس کے دو حصے ہیں اور یہ سات حصے اس کے سات حصوں کے پانچ حصے  
ہیں اور تین حصے داخل ہونے والے غلام کا جو مال تین حاضر رہنے والے غلام کے تین حصے آزاد ہوں گے اور یہ اس کے سات حصوں  
میں سے تین حصے ہیں اور وہ پانچ حصوں کے چار حصے ہیں سو کہ سات حصے۔

فتویٰ ج ۱۰ وغیرہ گذشتہ یاد نام عول کے فعل کے مطابق آزاد ہو جائے گا ثابت کا نصف ہیں سات حصے اس اور باقی چار حصے میں سے سات حصے۔  
اور مخرج کا ثلث ہیں سات آزاد ہو گا اور دو ثلث ہیں چار حصے اس اور داخل کا ایک حصہ اس میں سات حصے تین آزاد ہو گا اور  
پانچ حصے اس میں سات حصے سات میں سے سات حصے ثواب عتق کے حصے ام غلام کے نزدیک بھی کہیں جو لئے اور سات حصے جیسا کہ اس اور ثلث کا نصف  
کا اصل بھی ہو گا۔

و ما شہد عندہ اہلہ فخر الخ کسور الخ الخ اس میں کسور کو کہتے ہیں جس سے بڑے ہوتے حصہ کو چار کا نصف ملے جو چار کے نصف کا مخرج دو  
اور ربح کا مخرج چار اور دو حصے کا مخرج سات ہیں اس پر باقی کو قیاس کر لیا جاتا ہے۔  
ملے قدر قبول کی مرتبہ الخ الخ الخ کے معنی حیلان و علم غلطہ اور یہ غلے کے آئے ہیں اور نہ انصاف کی اصطلاح جس مخرج حصوں کے اندر  
اعتبار کرتے ہیں جبکہ مخرج سات تحقیق کو پورا کر دے گا مگر یہ ہے جن مخرج جب تمام حصوں کو پورا کر دے گا مگر جو قیاس پر حسب تقاضا  
عدد و ما شہد کہ اس میں اس کے تمام دائرہ کے حصوں میں ایک ہی قیمت سے ملے گا ثابت سے طریقہ و چار چوبیس کے نزدیک جب کہ  
عتق کے کل حصے سات دلیج ہوتے ہیں دلیج ثابت کے لئے اور دو در دلیج خارج و داخل کے لئے اور ربح کا مخرج چار حصے مگر چار کے دو  
سات دلیج نہیں ملے ہیں تو ہذا مسئلہ بطریق عول سات سے جو غلام کے نزدیک عتق کے حصے چوبیس ہیں تین دلیج ثابت کے لئے اور چار خارج کے  
لئے جو ایک دلیج داخل کے لئے تو ان کے نزدیک چار کسور چار کی طرف عول ہو گا۔  
(باقی صفحہ ۲۲۳ پر)

وعند محمد يجعل سهام العتق وهي ستة ثلث المال لكل عبد يجعل ستة فيعتق  
 من الخارج ثمان وهو ثلث الستة ويسعى في ثلثي قيمته ومن الثابت ثلثه وهي  
 نصف الستة ويسعى في النصف ومن الداخل واحد وهو السدس ويسعى في  
 خمسة اسداس قيمته فلو كان قيمته كل عبد اثنين واربعين درهماً وهي ثلث  
 فكل المال اثنان وستة وعشرون فعندهما يعتق من الخارج السبعان اثنان  
 عشر ويسعى في خمسة اسباعه وهي ثلثون وكذلك الداخل ويعتق من الثابت  
 ثلثة اسباعه وهي ثمانية عشر ويسعى في اربعة اسباعه وهي اربعة وعشرون  
 وعند محمد يعتق من الخارج من اثنين واربعين ثمنها وهو اربعة عشر  
 من الثابت نصفه وهو واحد وعشرون ومن الداخل سداسه وهو سبعة  
 فمجموع سهام العتق على القولين اثنان واربعون وهو ثلث المال وسهام  
 السعاة اربعة وثمانون وهي ثلث المال.

ترجمہ :- اور عام محمد کے نزدیک کل جو حصے آزاد کر دیئے جائیں گے اور جو حصے کسی مال کا ایک ثلث سے لیس ہر غلام کے حصے  
 ہوں گے اور علی بن ابی طالب کے غلام کے حصے آزاد ہوں گے جو جو کہ بقیہ ہے اور ان کی بقیہ کی دو بقیہ میں سے کسی ایک کا اور ماحر ہونے  
 والے غلام کے حصے آزاد ہوں گے جو کہ جو کا نصف ہے اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور داخل ہونے والے غلام کے حصے آزاد ہو گا جو کہ جو کا  
 سدس ہے اور بقیہ بقیہ کے اسی حصے میں سے دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا  
 سو بقیہ میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا  
 داخل کا حصہ میں سے دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا  
 خارج غلام کے حصے لیس میں سے ایک ثلث میں جو حصے اور جو ہونے والے کا نصف میں کہیں حصے اور داخل کا ایک سدس میں سات  
 حصے آزاد ہوں گے اور سب سهام حق اور حق کر لیں گے مطابق ہائیں جو رقم اور میں کل مال کا بقیہ ہے اور سب حصے جو راسی ہوں گے  
 جو کہ کل مال کا ثلث ہے

ترجمہ :- اور عام محمد کے نزدیک کل جو حصے آزاد کر دیئے جائیں گے اور جو حصے کسی مال کا ایک ثلث سے لیس ہر غلام کے حصے  
 ہوں گے اور علی بن ابی طالب کے غلام کے حصے آزاد ہوں گے جو جو کہ بقیہ ہے اور ان کی بقیہ کی دو بقیہ میں سے کسی ایک کا اور ماحر ہونے  
 والے غلام کے حصے آزاد ہوں گے جو کہ جو کا نصف ہے اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور داخل ہونے والے غلام کے حصے آزاد ہو گا جو کہ جو کا  
 سدس ہے اور بقیہ بقیہ کے اسی حصے میں سے دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا  
 سو بقیہ میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا  
 داخل کا حصہ میں سے دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا  
 خارج غلام کے حصے لیس میں سے ایک ثلث میں جو حصے اور جو ہونے والے کا نصف میں کہیں حصے اور داخل کا ایک سدس میں سات  
 حصے آزاد ہوں گے اور سب سهام حق اور حق کر لیں گے مطابق ہائیں جو رقم اور میں کل مال کا بقیہ ہے اور سب حصے جو راسی ہوں گے  
 جو کہ کل مال کا ثلث ہے

ترجمہ :- اور عام محمد کے نزدیک کل جو حصے آزاد کر دیئے جائیں گے اور جو حصے کسی مال کا ایک ثلث سے لیس ہر غلام کے حصے  
 ہوں گے اور علی بن ابی طالب کے غلام کے حصے آزاد ہوں گے جو جو کہ بقیہ ہے اور ان کی بقیہ کی دو بقیہ میں سے کسی ایک کا اور ماحر ہونے  
 والے غلام کے حصے آزاد ہوں گے جو کہ جو کا نصف ہے اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور داخل ہونے والے غلام کے حصے آزاد ہو گا جو کہ جو کا  
 سدس ہے اور بقیہ بقیہ کے اسی حصے میں سے دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا  
 سو بقیہ میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا  
 داخل کا حصہ میں سے دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا اور باقی نصف میں دو حصے کرے گا  
 خارج غلام کے حصے لیس میں سے ایک ثلث میں جو حصے اور جو ہونے والے کا نصف میں کہیں حصے اور داخل کا ایک سدس میں سات  
 حصے آزاد ہوں گے اور سب سهام حق اور حق کر لیں گے مطابق ہائیں جو رقم اور میں کل مال کا بقیہ ہے اور سب حصے جو راسی ہوں گے  
 جو کہ کل مال کا ثلث ہے



ثم قال بعض المشائخ هذا قول محمد خاصة وقيل هو قولهما أيضا فعلى هذا الرواية لا بد لهما من الفرق بين العتق والطلاق وهو ان الايجاب الاول في العتق والطلاق اوجب التصفين بين الخارج والناثب لهما فأتى قبل البيان تبيين ان في صورة العتق كما تكلم صار متصفين بينهما لان الاصل في الانشاء ان يغيب حكمها بمقارنتها للعلم بها الا ان يمنع مانع ففي العتق اعادة الخارج تعارضها اعادة الناثب فالإيجاب الاول يوزع بينهما حتى صار كل واحد معتق البعض وهذا عند أبي حنيفة وأبي بصير من ردّ أبيين الهريية والزقية كالمكاتب وهذا عند أبي يوسف.

ترجمہ :- چوبیس سال تک یہ قریبی خاص طور پر امام غزالی کے اندر مقبول نہ کہے گئے تھے۔ تاہم اس واقعہ کے بعد ان کے عقائد کی طرف سے ایک انقلاب پیدا ہوا۔ امام غزالی نے اس واقعہ کے بعد اپنے عقائد اور فطرت کے بارے میں ایک مکتبہ فکر میں تبدیلی کا اعلان کیا۔ امام غزالی نے اس واقعہ کے بعد اپنے عقائد اور فطرت کے بارے میں ایک مکتبہ فکر میں تبدیلی کا اعلان کیا۔ امام غزالی نے اس واقعہ کے بعد اپنے عقائد اور فطرت کے بارے میں ایک مکتبہ فکر میں تبدیلی کا اعلان کیا۔

تشریح دینی مرتبہ شدہ فقہ قدس سرہ العالی کی وجہ سے کہ اس کا حکم کا احاطہ اسلام پر کیا کہ وہ ثابت یا خیر ہے کہ خود حق و باطل کے لئے وہی صورت متفقہ ہے جاتی اور اس کا فہم ہر سال تکرار، لیکن جب یہ بات مسلم نہیں ہوئی تو اسے مستطوعہ اور دینی میں تقسیم ہو جائیگا۔ اور اس کے جس سے وہ اس کا فہم ہوگا۔

و حارب مرہ ابھنے تو لڑنا ہیساں الملق الخ یعنی لڑائی کا سلسلہ آتا ہے جو تھوڑی اور عشق کا بڑا فرق ظاہر ہو تا ہے اور کسی کے عشق کے عشق کو عہدہ میں خداج اور داخل و دوزخ کے لئے نصف عشق بتایا اور طلاق میں کھڑا ہو کر ایک ہر اور اور اعلیٰ عشق پر سنا چلنے کو اختیار کیا ہے حالانکہ عشق کے عشق پر تکیا کا اتفاق ہے خدا کا اعلیٰ کجی و بے جہاں جہاں کو پہنچانے اور امام عہدہ کو قریب کے مطابق قریبی بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ انہوں نے دونوں سند میں ایک ہی طرح کا حکم ہے چنانچہ ابھی عشق میں دعا علی کے لئے ایجاب ثانی ہے کہ عشق کا حکم و آثار یہاں ایجاب ثانی میں دعا خدا کے لئے نہیں ہر سنا چلنے کا حکم ہے ۵۔ کیونکہ نصف کا دو ہر کا تقسیم کا حاسن حق ہے۔

عقہ قرار دیا کہ ایجاب الایمان والا خلاصہ فرقہ ہے کہ عقہ کے مسئلہ میں ثابت اس قابل ہے کہ اس پر ایجاب ثانی واقع ہو اس لئے وہ ایجاب ثانی میں داخل ہو چکا اور عقہ داخل و ثابت پر مستقیم ہو جائے گا اور داخل کا نصف آؤ اور جو جائے گا اس کے نصف آؤ اور جو جس سے کوئی مانع نہیں ہے اور ثابت کا ایک ربع آؤ اور جو جائے گا۔ کیونکہ ایجاب ثانی سے جو اُسے نصف علاوہ ایجاب اول کے باقی ہے آؤ۔ نصف اول و ثانی نصف میں بیٹ جائے گی وہ جسے اس ایجاب کے باقیہ میں شامل کر دیا آؤ اور جو باقیہ بقائے ثابت کے مسئلہ طلاق میں گواہی کے بارے میں ایجاب ثانی کا عمل ہو سکتی ہے یا نہیں اس میں تردد و اواز ہے۔





وهو ارادة الثابتة بالايجاب الاول وهو صحيح على التقدير الآخر وهو نصف

المقدّم من فيتنصف ونصف النصف، بعين قطبيه من المهر والوطى والموت بيان

ف. طلاق مهر و کسر و موت و تدبیر و استیلا و هبة و صدقة مشتملین

فی عتق مہمرد و ن و طی فیہ ای قائل نروحتہ احد کما طالق نوطی احد کما

وَمَا أَنتَ بِمُعْذِرٍ لَّهُمَا بَلْ أَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ

عقدت وضع رجل الوطى والطلاق وضع لازلالة ملك النكاح اى لازلالة حل الوطى

لما أن تعال: وبعد نقضاء العدة فالوصي دليل على أن البهوضة لم تكن

مراد من المطلق.

ترجمہ: ۱۔ یعنی جب (کتاب اس سے) نجات پرائے گا، دوسرے اقل پر بھیجے گا اور حضرت ابراہیمؑ اور اس کے پیروں کا لقمہ ہے تو خدا کا

[illegible]

ہم میں کسی ایک کی بے جا بات، یا تعجب یا ناگوار گہم و غم نہ پھارنا، ایک کو یہ یاد رکھنا کہ اگر وہ اس طرح سے نہ کہ مصلحت سے ہر ماہ و انیس برس بعد سے ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے اس قدر خوش ہو جائیں گے کہ ان کے ہاتھوں سے جلا آج سے ہمیں ایک کو یہ یاد رکھنا کہ اگر وہ اس طرح سے نہ کہ مصلحت سے ہر ماہ و انیس برس بعد سے ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے اس قدر خوش ہو جائیں گے کہ ان کے ہاتھوں سے جلا آج سے ہمیں

[illegible]

حکمت و فیہر لیبیب اللہ کا خاص جہول تو اس کا کہ تم مجھ سے کہنے لگتا کی وسیعت خواہ وہ علمت تو کی ہو، پر ختم ہو رہی ہے ملاقات ان ہیرو

بر تمام مردم آن اردو کشیستان پریشان گرفتارناست سبب خویش که درمیان خود که مردم را از کتب و ادب

تشریح :- (۱) یہ کہ نصف اصفیٰ یعنی اپنے کاپیروں اور اولیاء میں اپنے جاننے والوں پر ایک کلمے کی نیابت ہو گا اور ۱۶ ہر سال کا ہو گا۔

[illegible]

دوسری بات یہ کہ ہم غور و فکر کی وجہ سے کچھ ایسی باتیں سمجھیں گے جن سے ہمیں کمال ملے گا۔ دوسری بات یہ کہ ہم غور و فکر کی وجہ سے کچھ ایسی باتیں سمجھیں گے جن سے ہمیں کمال ملے گا۔ دوسری بات یہ کہ ہم غور و فکر کی وجہ سے کچھ ایسی باتیں سمجھیں گے جن سے ہمیں کمال ملے گا۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال میں سے جو کچھ چاہے بھروسہ لے کر یا نقد یا علیحدگی کو سپرد کر دے تو اس سے کوئی حرج نہیں ہے۔

مفسر یہ اور عمدہ تر غور کیا بیان ہے البتہ لاہور ہالہ اور مستحق علی کی کتاب ماضی جو سنہ ۱۸۷۸ء کے حوالہ کر کے ماسٹر ہے اور یہ ایک علیہ  
عزیزہ اور بیان تو بہتر آئے، ذکر نہ والا تھا ایسے نکتے پر ماضی جو کتاب ہے جو کہ اس کی نگینت ہے ماسٹر نے مفسر سے (۱) لکھا کہ آئندہ ہر









لأن في الطلاق تحريم الفروج وهو حق الله تعالى فلا يشترط الد عوى وفي العبد  
 يشترط الد عوى فاذا لم يكن المدعى وهو احد العبدین متعینا لا یصح  
 الد عوى واما عتق الامة فلا يشترط فيه الد عوى عند ابی حنیفةؒ اذا كان  
 فيه تحريم الفروج اما اذا لم يكن فيشترط فقی عتق احد الامتین نكتة الشهادۃ  
 اذ ليس فيه تحريم الفروج عند ابی حنیفةؒ فلا بد من الد عوى فاذا لم يكن  
 المدعى متعینا لم یصح الد عوى نكتة الشهادة۔

ترجمہ :- کیونکہ خدا تعالیٰ سے شرعاً ہی حرمت ثابت ہوئی ہے جو کہ خدا کا حق ہے اور جو انسان کے اندر اس کے لئے دعوئی کی ضرورت نہیں اور عتق  
 کی آزادی میں دعوئی کا تحقق ہونا شرط ہے دیگر کیوں کہ اس کا مقصد ہے خود انسانوں میں سے ایک آزاد کی صورت میں جو کہ مدعی میں دعوئی کا ایک  
 غلام ہو اور یہ متعین نہیں خود طوری ہی در مسئلہ ہوگا۔ البتہ فقہی مسئلہ صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دعوئی شرط نہیں بلکہ اس  
 میں تحریم لڑکھائی ہائی جائے لیکن اگر تحریم فرج نہ ہو تو یہ دعوئی شرط ہوگا۔ پھر اگر وہ دعوئی میں سے ایک کی آزادی کی صورت  
 میں شہادت نمودار رہے گا کہ یہ کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایسے ہم فقہ میں شرطاً حرام نہیں ہوتی لہذا دعوئی ضروری ہوگا۔  
 اب جبکہ مدعی ہم دعوئی کے لئے دعوئی متعین نہیں خود دعوئی میں سے ہوگا اس لئے کہ اس کے خلاف ہی مدعی ہوگا۔

ترجمہ :- دہلیہ حضرت امام کے معقول اندیشہ میں دعوئی متعین ہونے کے لئے کہ قاضی و شہدائی کے لئے دعوئی سے ثابت ہو سکتی تو یہ گواہی مدعی  
 کے حق میں ہوگی لیکن معقول العباد میں بلکہ طوری گواہی مقبول نہیں۔ ایک نکتہ عجیب ہے جس سے بہت سے مسائل نکلتے ہیں۔  
 عہد خود عدم تحریم الزام صورت میں کسی کہ ساتھ صورت دہلی ثابت نہ ہوئے کی بنا پر کیونکہ امام صاحب کے نزدیک دعوئی کے لئے  
 دعوئی عتق ہے اس لئے کہ دعوئی تو معصیت کے ساتھ ہوگی اور دعوئی کی طرف سے عتق نہیں جس پر واجب اور طلاق نہیں کا حکم یہ ہے کہ اس میں  
 دعوئی کے ساتھ دعوئی لازم ہے جب کہ وہ ایک دعوئی متعین نہ کرے۔

دعا شہد صریحاً بلکہ خود اعلان لہذا طلاق اور طلاق میں فرق یہ ہے کہ طلاق صورت فرج ثابت نہ ہونے کے لئے وضع ہوئی ہے  
 چاہے فی الحال ہی یا بعد میں طلاق میں ہوتا اس لئے طلاق کہیں صورت فرج سے جدا نہیں ہوتی۔ طلاق عتق کے کیونکہ دعوئی حاصل  
 صورت فرج کے لئے فرض ہوتا نہیں دیکھئے معنی میں کہ وہ اس سے جدا ہوتا ہے اور دعوئی کی صورت میں صورت فرج ثابت  
 ہوتی ہے رقیبت یا ملک دہلیہ زانی ہونے کی نسبت میں۔ کہ اس لئے۔  
 مقلہ خود جو ابو العبدین الخیر ایک شہر کے جواب کہ طلاق اشارہ ہے شہد کہ یہ دونوں غلام متق لا دعوئی کریں تو شہادت بولا  
 دہلی چاہئے کیونکہ یہ دعوئی خود طوری یا لایکا جواب کا غلام یہ ہے کہ جو عتق ثابت ہوے دعوئی میں سے ایک کا ہے۔ کہ دونوں کا  
 خود دعوئی در حقیقت دونوں غلاموں میں سے ایک ہو گا کیونکہ صاحب حق ایک ہی ہے اور ایک نہیں نہیں بلکہ قبول ہے اور عتق سے دونوں  
 عتق نہیں ہوتا اس لئے کہ اگر بعد ہی ہو دعوئی نہیں۔  
 سے قولہ ان لایمان لہ الخیر یہ ہے بلکہ عتق غیر ہم ہو کیونکہ جب متعین نہ ہو دعوئی میں عتق لایا گیا تو اس کے بعد اس سے عتقی طلاق پر دعوئی  
 تمام ہوگی۔



وانما يتقيد بالذکر لانه لو لم يقيد يعتق الحمل بتبعيته الامم وذکر بعل عبدی او  
املكه حر بعد موتی من لدی يوم قال لامن تلك بعدة نقول من لدی يوم قال مفعول  
قوله وذکر وان مات عتقا من الثلث اعلم انه لما اضاف العتق الى الموت فمن  
حيث انه يحاب العتق يتناول المملوك في الحال فيصير مديرا لتعليقه بالمرت  
فلذا يجوز بيعه ومن حيث انه يحاب بعد الموت يصير وصيه فيتناول ما يملكه  
بعد هذا القول لان المعتبر في الوصايا المذکور حالة الموت فلا يكون مديرا لانه  
لم يوجد زمان الا يحاب حتى يستحق العتق فيجوز بيعه ومن اعتق على مال  
او بده فقبل عتق وانما ذکرین عليه يكفل به بخلاف بديل الكتابة.

ترجمہ ..... اور مفعول ہے "مذکور کی پند اس لئے لایا کہ اگر خرید ہو کر مملوک کے علق ہی سے لڑائی ہو تو آزاد ہو جائے گا  
اور اس کے ساتھ جو مال و صورت خود آزاد ہو جائے گا اور اگر کسی نے کہا کہ جو غلام جس بیلے میں اس کا مالک ہو اس سے میری موت کے بعد آزاد  
ہو کر جو غلام اس کے لئے وقت اس کی مالک ہو گا وہ آزاد ہو جائے گا اور جو غلام اس کے ساتھ کسی آگاہ و برادر جو غلام کو مصنف کا حق میں  
لایا ہو اس سے "مفعول ہے "و ذکر بعل" اور یہ مفعول ہے جو مال اس کے لئے لایا ہو اس سے آزاد ہو جائے گا و انچه جو کہ بعل آزاد کے حق  
کی ضمانت موت کی طرف کی تو اس میں ضمانت ہے کہ اس کا قتل اگر بعت میں ہے اس سے نہ الحال میں غلام کا مالک ہے موت ہی کو نشان ہو گا اور  
در جو مالک کا مالک اس کی آزادی کو ان کے یہ مصلحت کی ہے اب اس کی بعت جائز ہو گی اور اس میں ضمانت ہے کہ اس کی بیعت بالعتق موت کے بعد  
کے ہے اس سے یہ وصیت ہو جائے گی اور اس مملوک کو کسی شائی ہو گا جس کو وہ مالک ہو گا اس حق کو بعد کیوں کہ وصیت میں مرد و کف مہتر ہے  
جو مالک کے وقت نہ لایا جائے اور غلام اس کا مالک ہو مطلق کے بعد وہ مرد ہو گا اور اس کے ان غلام اس کی بعت کے وقت سے خود و غلام کو  
عتق کا مقدار ہو گا اب اس کی بعت جائز ہو گی اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کی مالک کا مالک بنے گا اس کے مال کو غلام ہی اور اس نے بھول گیا تو خود  
آزاد ہو جائے گا اور ان اس پر قرض ہو جائے گا اس کی ضمانت میں اور اسے جو کئی بھول جائے گا اس کے مال کو اس کی بعت پر نہیں

ترجمہ ..... اس لئے خود اس مال کو مطلق کے بعد اس غلام کا مالک ہو اس کے بعد اس کے مال کو اس کی ضمانت میں اور اس کے مال کو اس کی ضمانت میں اور اس کے مال کو اس کی ضمانت میں  
شرع ہوا ہے و در جو میں بعت میں کا مالک ہے کہ اس کا قتل ہو اس کی ضمانت میں اور اس کے مال کو اس کی ضمانت میں اور اس کے مال کو اس کی ضمانت میں  
بے اثر است و انچه جو مالک اس کے مالک سے لایا ہو اس سے آزاد ہو جائے گا و انچه جو کہ بعل آزاد کے حق کی ضمانت موت کی طرف کی تو اس میں ضمانت ہے کہ اس کا قتل اگر بعت میں ہے اس سے نہ الحال میں غلام کا مالک ہے موت ہی کو نشان ہو گا اور  
در جو مالک کا مالک اس کی آزادی کو ان کے یہ مصلحت کی ہے اب اس کی بعت جائز ہو گی اور اس میں ضمانت ہے کہ اس کی بیعت بالعتق موت کے بعد  
کے ہے اس سے یہ وصیت ہو جائے گی اور اس مملوک کو کسی شائی ہو گا جس کو وہ مالک ہو گا اس حق کو بعد کیوں کہ وصیت میں مرد و کف مہتر ہے  
جو مالک کے وقت نہ لایا جائے اور غلام اس کا مالک ہو مطلق کے بعد وہ مرد ہو گا اور اس کے ان غلام اس کی بعت کے وقت سے خود و غلام کو  
عتق کا مقدار ہو گا اب اس کی بعت جائز ہو گی اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کی مالک کا مالک بنے گا اس کے مال کو غلام ہی اور اس نے بھول گیا تو خود  
آزاد ہو جائے گا اور ان اس پر قرض ہو جائے گا اس کی ضمانت میں اور اسے جو کئی بھول جائے گا اس کے مال کو اس کی بعت پر نہیں

و دست پر لایا نہیں ہے۔  
سنة ۱۲۰۰ و اذ انظر لمرتبہ کہ کمالی قبول کیے بر غلام کو انہ غلام آزاد ہو جائے گا و انچه جو کہ بعل آزاد کے حق کی ضمانت موت کی طرف کی تو اس میں ضمانت ہے کہ اس کا قتل اگر بعت میں ہے اس سے نہ الحال میں غلام کا مالک ہے موت ہی کو نشان ہو گا اور  
در جو مالک کا مالک اس کی آزادی کو ان کے یہ مصلحت کی ہے اب اس کی بعت جائز ہو گی اور اس میں ضمانت ہے کہ اس کی بیعت بالعتق موت کے بعد









فإن مات مولاؤه قبلها أي قبل المدة تجب قيمته أي قيمة العبد وعند محمد قيمته  
خدمته كبيع عبدا منه بغير فحلكت تجب قيمته وعند محمد قيمتها أي الاختلاف  
في مسألة مدة الخدمة بناء على الاختلاف في هذه المسألة وهي ما إذا قال لعبد  
بعث نفسك منك بهذه العين كشوب معين مثلا فحلكت العين تجب قيمة العبد  
وعند محمد قيمة العين لتعذر الوصول إلى البديل فهنا كما في تلك الصورة و  
إنما تجب قيمة العين عند ذلك لأن العين بدل للشيء ليس بمال وهو العتق والعتق  
القيمة له فوجب قيمة العين ولهما أن العين بدل لنفس العبد فصار كما إذا باع  
عبدًا إجماريًا مات العبد ثم فسغى العقد في الجارية تجب قيمة العبد.

















وان اذ عيا دمعاً فهو منها اخلافاً للشافعي فان عنده يرجع الى قول القائف وهو الذي  
 يشتم اثار الاباء في الابداء وهي ام ولد لهما وعلى كل نصف عقرها وتقاصاً وبرت  
 من كل ارباب ابن لان التقية يتاخذ باقراره وورثامته ارباب لان الاب احدهما  
 لكنه غير معلوم فيوزع ميراث الاب عليها وابن اذ على ولداً ممة مكاتبه لزمه عقر  
 ونسب الولد وقيمة ذلته وطى متعبداً على الفلأف فيكون ولده ولد الغمر ورو هو  
 ثابت بالنسب وهو حر بالقيمة لا الامة اي لا تصير الامة امة له اذ لا ملك له فيها  
 حقيقة.

ترجمہ: اب اگر کسی کو دقت در حق شریک کی کہ نسب کا دعویٰ کرے تو در حق سے نسب ثابت ہو گا۔ لیکن امام شافعی اس سے اتفاق  
 کرتے ہیں ان کے نزدیک اس کے نسب کے لئے اذ تقاضا سے کسی چیز کی طرف سے جو تا کر کے جہاں کے آئندہ کچھ کہ چیزوں کی شناخت میں  
 باہر ہی دودھ دیکھ کر میں کہ اس کا نسب شافعی سے نسب ثابت ہو جائے گا اور روایت ترمذیہ و در حق کی ام ولد جو جانتی ہے اور ہر ایک پر  
 دو صورت کے واسطے نصف عقر لازم ہو گا۔ ابتدا و دنیا کی کو شریک پر اس کا بیچہ و ابیر میں مساوت کریں اور اگر کہ برائے بیٹے ہوئے کی  
 حیثیت سے چوری سزا سے اس سے کہ عقر سے اس کے اقارب کے جو عقر و خاندان سے ہے اور دو اس سے کہ ایک باہر کی بیوی سے  
 ممکن ہوئی ہے اس سے کہ حاشا میں اب ایک ہے مگر معلوم نہیں کہ کون ہے تو ایک اب کا حصہ ارباب در حق پر تقسیم ہو گا۔ اور اگر کسی کے اپنے  
 صاحب کی طرف سے کہ ولد کا دعویٰ کیا کہ یہ میری طرف سے ہے تو میری طرف سے ہو گا اور اگر کسی کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا اور اگر کسی کی  
 بیعت کسی سے ہو جائے تو اس سے کہ اس نے اس اخوان پر دہی کی ہے کہ یہ میری ملکوت ہے تو یہ بولا اور اگر کہ اپنے شریک کے لا مال کا خند  
 ہو جائے گا جس کا حکم یہ ہے کہ وہ اس میں شریک ہے ثابت بالنسب یا تلجہ اور بیعت کے بدل میں آزاد ہو تلجہ اور اسیت ثابت ہو کر جو جس  
 صورت ذکر میں ہے کہ جب کسی نے کسی کے نام کی دودھ پرائی اس کے کہ یہ باہر تو بیعت یا اس کی ملک میں نہیں ہے و ملک صاحب کی ملک میں  
 تشریح: اعلیٰ طرح سے الی قولی اختلاف امام اس کا جواب یہ کہ در وقتوں سے نسب ثابت کرنا ممکن ہے کچھ کو کچھ دقتوں سے پیدا نہیں ہوتا اس سے خلاف ہے  
 یہ منہد ہو گا اور جب ملک کا صحیح خدا صحت کرنا ان کی کو تلف کیا گیا کہ جو منہد وہاں نہ کہتے ہیں اب نہ کہ اس سے بیعت ہو کر کچھ گوس کو بیعت ہو کر یہ  
 اس کو بیعت ہو کر قیام کیوں میں ہو گا حکم کو صحاح سے یہی ہے حدیث سے یہ کہ ایک آدمی کو کرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس عرض فرمایا  
 فترک لک علفاً اور فرمایا کہ اسے جانتی ہو کہ میری بیعت اس سے اور وہ کچھ اور اور اسے بیعت حالت میں میری بیعت ہو کر کچھ شادی ہو کر اسے  
 سے ہے و بیعتیہ ابم جو بیعت ہے اگر کسی کا نسب اس سے ہو گا یا اللہ یا تو انہی کے صلی اللہ علیہ وسلم جو خرافات کے بات پر تو کسی ظاہر نہ فرماتے  
 ہم اس کا جواب یہ کہ اگر کسی نے کسی کے نام کی دودھ پرائی اس کے کہ عقر سے اس کے اقارب کے جو عقر و خاندان سے ہے اور دو اس سے کہ ایک باہر کی بیوی سے  
 ممکن ہوئی ہے اس سے کہ حاشا میں اب ایک ہے مگر معلوم نہیں کہ کون ہے تو ایک اب کا حصہ ارباب در حق پر تقسیم ہو گا۔ اور اگر کسی کے اپنے  
 صاحب کی طرف سے کہ ولد کا دعویٰ کیا کہ یہ میری طرف سے ہے تو میری طرف سے ہو گا اور اگر کسی کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا اور اگر کسی کی  
 بیعت کسی سے ہو جائے تو اس سے کہ اس نے اس اخوان پر دہی کی ہے کہ یہ میری ملکوت ہے تو یہ بولا اور اگر کہ اپنے شریک کے لا مال کا خند  
 ہو جائے گا جس کا حکم یہ ہے کہ وہ اس میں شریک ہے ثابت بالنسب یا تلجہ اور بیعت کے بدل میں آزاد ہو تلجہ اور اسیت ثابت ہو کر جو جس  
 صورت ذکر میں ہے کہ جب کسی نے کسی کے نام کی دودھ پرائی اس کے کہ یہ باہر تو بیعت یا اس کی ملک میں نہیں ہے و ملک صاحب کی ملک میں

ترجمہ: اعلیٰ طرح سے الی قولی اختلاف امام اس کا جواب یہ کہ در وقتوں سے نسب ثابت کرنا ممکن ہے کچھ کو کچھ دقتوں سے پیدا نہیں ہوتا اس سے خلاف ہے  
 یہ منہد ہو گا اور جب ملک کا صحیح خدا صحت کرنا ان کی کو تلف کیا گیا کہ جو منہد وہاں نہ کہتے ہیں اب نہ کہ اس سے بیعت ہو کر کچھ گوس کو بیعت ہو کر یہ  
 اس کو بیعت ہو کر قیام کیوں میں ہو گا حکم کو صحاح سے یہی ہے حدیث سے یہ کہ ایک آدمی کو کرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس عرض فرمایا  
 فترک لک علفاً اور فرمایا کہ اسے جانتی ہو کہ میری بیعت اس سے اور وہ کچھ اور اور اسے بیعت حالت میں میری بیعت ہو کر کچھ شادی ہو کر اسے  
 سے ہے و بیعتیہ ابم جو بیعت ہے اگر کسی کا نسب اس سے ہو گا یا اللہ یا تو انہی کے صلی اللہ علیہ وسلم جو خرافات کے بات پر تو کسی ظاہر نہ فرماتے  
 ہم اس کا جواب یہ کہ اگر کسی نے کسی کے نام کی دودھ پرائی اس کے کہ عقر سے اس کے اقارب کے جو عقر و خاندان سے ہے اور دو اس سے کہ ایک باہر کی بیوی سے  
 ممکن ہوئی ہے اس سے کہ حاشا میں اب ایک ہے مگر معلوم نہیں کہ کون ہے تو ایک اب کا حصہ ارباب در حق پر تقسیم ہو گا۔ اور اگر کسی کے اپنے  
 صاحب کی طرف سے کہ ولد کا دعویٰ کیا کہ یہ میری طرف سے ہے تو میری طرف سے ہو گا اور اگر کسی کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا اور اگر کسی کی  
 بیعت کسی سے ہو جائے تو اس سے کہ اس نے اس اخوان پر دہی کی ہے کہ یہ میری ملکوت ہے تو یہ بولا اور اگر کہ اپنے شریک کے لا مال کا خند  
 ہو جائے گا جس کا حکم یہ ہے کہ وہ اس میں شریک ہے ثابت بالنسب یا تلجہ اور بیعت کے بدل میں آزاد ہو تلجہ اور اسیت ثابت ہو کر جو جس  
 صورت ذکر میں ہے کہ جب کسی نے کسی کے نام کی دودھ پرائی اس کے کہ یہ باہر تو بیعت یا اس کی ملک میں نہیں ہے و ملک صاحب کی ملک میں

ان صدق مكاتبه ای اثباتاً یثبت النسب الا صدق المكاتب المولى وعند ابی یوسف  
 لا یشترط تصدیق المكاتب للمولى والا لا یثبت نسبه الا اذا ملكه يوماً ای ان  
 له یصدق المكاتب المولى لا یثبت النسب الا اذا ملك المولى الولد يوماً.  
والنسب یثبت بغيره من غیره

ترجمہ: اگرچہ وہ بشرطیکہ لاخیر میں اسی بات کی تفسیر کہ وہ میں لڑکے کا نسب اس وقت ثابت ہوگا جبکہ مکاتب میں مرنے کی تعیین  
 کرے اور ان میں جو شخص کے نزدیک ہو کہ اس میں مکاتب کی تعیین کی شرط نہیں اور اگر وہ آٹھ تفسیریں نہ کرے تو کچھ کا نسب اس سے ثابت  
 نہ ہوگا۔ مگر یہ کہ اگر آٹھ ایک دن کے لئے ہیں اس لڑکے کا ایک ہر جائے ذکر نسب ثابت ہر جائے کا یعنی اگر مکاتب اپنے مولیٰ کے دعوے کی تہیہ  
 نہ کرے تو لڑکے کا نسب اس سے ثابت نہ ہوگا اور ان اگر آٹھ ایک دن کے لئے ہیں اس لڑکے کا ایک ہر جائے تو پھر اس سے اس کا نسب ثابت  
 ہر جائے کا۔











او بصفه عارف بها من صفاته كعزله الله وجلاله وكبريائه وعظمته وقدرته

لَا يُغَيِّرُ اللَّهُ كَاتِبِي الْقُرْآنِ وَالْكَفَّةَ وَلَا بِصَفَةٍ لَا يَحْلِفُ بِهَا مِنْ صِفَاتِهِ عَزَّ وَجَلَّ

كِرْحَمَتِهِ وَعَلَيْهِ وَرِضَاؤُهُ وَغَضَبُهُ وَسَخَطُهُ وَعَذَابُهُ وَتَوَلَّاهُ عَمْرًا لَّهُ وَأَيْحُمُّ

الله وعمره الله وميثاقه وأقسموا وحلفوا واشهدوا أن لم يقبل بالله وعلى

نَذَرُوا وَمِمَّنْ أَوْعَدُوا لَنُقَيِّمَنَّ فِي الْآخِرَةِ الْكَافِرِينَ وَلَئِنْ كُنْتُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلْعَالَمِينَ

عَلَّقَهُ بِأَنْفِ وَأَتَى سِوَاكَدَ مَيْمُونِ مُحَمَّدٍ | يَا نَسْرَةَ فَقُولِ لِعَمْرٍو إِنَّهُ بَسَدٌ

وتسمي خيرة والمراد بقاؤه الله تقديراً له لعسر الله فسمى وقوله ايم الله قد قيل

هو جمع بين هذا القول من جهة الاستعجال وتقديره ايضاً الله

پیشانی و پیریں کو سونے اور لکڑی کے ٹکڑوں سے لپیٹ کر رکھنا۔

اسلام کی تعلیمات کے لئے قرآن کا نام لیا جائے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ قرآن کی تعلیمات کے لئے قرآن کا نام لیا جائے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ قرآن کی تعلیمات کے لئے قرآن کا نام لیا جائے تو اس کا کیا مطلب ہے؟

[illegible][illegible]

گوت یا آئینہ کے منظر کا کھراج اس سے مستعد نہ ہو جاتے گی اگرچہ یہی کہ "سو گزشتہ فی حقہ" آیت کا زمین آئینہ کی قسم کا ناما جوں کا تواریخ کی عبارت میں - خود غلط فہم ہے۔

۱۰۰ یمن اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔ اصل سلفہ میں ان کا مقصد اشتعال کی بنیاد پر ترقیف کے خلاف لڑنے کو حوصلہ دینا ہے اور تقبیر کا کام ہے۔

نشر ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ کچھ کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔

[illegible]

وہاں تک کہ ہم نے کہا کہ وہاں کوئی اور شخص نہیں آئے گا۔ اور ہم نے کہا کہ وہاں کوئی اور شخص نہیں آئے گا۔

میں یہ سن کر کھائے مستحق ہیں اس لئے ان کے ساتھ اللہ کا نام نہ کرنا کہہ کر نے سے جس کا ہم مستحق ہیں یہ بات تھی۔

[illegible]

توانسته بود خود را نظم کند چه او را ایمان کامل و مستقل طور و بر مصلحت و کمال عرفی و شریعی جز اولاد و تابع بود نه.

وعند الله بالجبر بواسطة حرف القسم وقوله وان لم يكفرا بنا قال هذا لان  
 علق الكفر بالفعل الذي يكون قنما بسبب التعليق فعند الكفر بذلك الفعل  
 دل على عدم صحة التعليق فلا يصح القسم فعند الكفر بنا او عدم صحته  
 القسم فلذلك قال الله لو هم قال انه قسم وان لم يكفروا بنا يكون قنما لانه  
 لما علق الكفر بذلك الفعل فقد حرم الفعل وتحريم الحلال يمين وقوله علقه  
 بماضي وايت اي لا يكفر بهذا القول سواء علق الكفر بفعل ماض او مستقبل  
 وعند البعض ان علقه بفعل ماض يكفر لان التعليق بفعل يعلم انه قد  
 وقع تنجزه لكن الصحيح انه لا يكفر ان كان يعلم انه يمين فان كان عند  
 انه يكفر بالالحاف يكفر فيهما.

ترجمہ۔ اور وہ عند اللہ بالجبر بواسطہ حرف القسم وقوله وان لم يكفرا بنا قال هذا لان  
 علق الكفر بالفعل الذي يكون قنما بسبب التعليق فعند الكفر بذلك الفعل  
 دل على عدم صحة التعليق فلا يصح القسم فعند الكفر بنا او عدم صحته  
 القسم فلذلك قال الله لو هم قال انه قسم وان لم يكفروا بنا يكون قنما لانه  
 لما علق الكفر بذلك الفعل فقد حرم الفعل وتحريم الحلال يمين وقوله علقه  
 بماضي وايت اي لا يكفر بهذا القول سواء علق الكفر بفعل ماض او مستقبل  
 وعند البعض ان علقه بفعل ماض يكفر لان التعليق بفعل يعلم انه قد  
 وقع تنجزه لكن الصحيح انه لا يكفر ان كان يعلم انه يمين فان كان عند  
 انه يكفر بالالحاف يكفر فيهما۔

فتقریباً۔ اور وہ عند اللہ بالجبر بواسطہ حرف القسم وقوله وان لم يكفرا بنا قال هذا لان  
 علق الكفر بالفعل الذي يكون قنما بسبب التعليق فعند الكفر بذلك الفعل  
 دل على عدم صحة التعليق فلا يصح القسم فعند الكفر بنا او عدم صحته  
 القسم فلذلك قال الله لو هم قال انه قسم وان لم يكفروا بنا يكون قنما لانه  
 لما علق الكفر بذلك الفعل فقد حرم الفعل وتحريم الحلال يمين وقوله علقه  
 بماضي وايت اي لا يكفر بهذا القول سواء علق الكفر بفعل ماض او مستقبل  
 وعند البعض ان علقه بفعل ماض يكفر لان التعليق بفعل يعلم انه قد  
 وقع تنجزه لكن الصحيح انه لا يكفر ان كان يعلم انه يمين فان كان عند  
 انه يكفر بالالحاف يكفر فيهما۔

ملاحظہ۔ اور وہ عند اللہ بالجبر بواسطہ حرف القسم وقوله وان لم يكفرا بنا قال هذا لان  
 علق الكفر بالفعل الذي يكون قنما بسبب التعليق فعند الكفر بذلك الفعل  
 دل على عدم صحة التعليق فلا يصح القسم فعند الكفر بنا او عدم صحته  
 القسم فلذلك قال الله لو هم قال انه قسم وان لم يكفروا بنا يكون قنما لانه  
 لما علق الكفر بذلك الفعل فقد حرم الفعل وتحريم الحلال يمين وقوله علقه  
 بماضي وايت اي لا يكفر بهذا القول سواء علق الكفر بفعل ماض او مستقبل  
 وعند البعض ان علقه بفعل ماض يكفر لان التعليق بفعل يعلم انه قد  
 وقع تنجزه لكن الصحيح انه لا يكفر ان كان يعلم انه يمين فان كان عند  
 انه يكفر بالالحاف يكفر فيهما۔



وعندنا الحنث سبب لان اليمين انعقدت للبتر والكفارة على تقدير الحنث

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

فلا يكون اليمين سبباً لها في الحث سبباً واليمين شرط فلا تقدم على

الحسنة وحلّ الشائعي في الكفارة المالية فإنه يمكن أن يثبت نفس

الوجوب لا وجوب الاداء كما في الثمن بنفس وجوبه يتعلق بالمال وجوب

الاداء بالفعل تلك الحال غير مقصود في حقوق الله تعالى نال كفاية الحالة

وَعَنِ الْعَالِمَةِ عَلِيٍّ السَّوَاءُ عَلَانُ الْفَسْرِ وَالْخُوبُ نَفْلُ عَنْ وَجْهِ الْإِدَاءِ

[illegible]

وَجِبَ عَلَيْهِ أَنْ يَنْتَظِرَ لِقَاءَ اللَّهِ فِي كَأْسٍ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ

وجوب الاداء يعني ابايلا مع تلك الدنيا كاعلى ما حقهنا في امره التنهيه.

ترجمہ: اردو ماہی لاریں اور لاریں نامیہ کے بارے میں کوئی بھی کوئی مفید سوال اس کو جاننے والا اور اس کو جاننے والے کے لئے مفید

و اما جب کہ تھوڑے کے گھروں میں رہا میں نے یس مسیح کفار و منکرین کو لایک حضرت کفار و کاسرین میں اور میں نے شروع شروع سے ان کے انکار و

حاشیہ بر مقدمہ جنس پر حکماء اور امام شافعی فرماتے ہیں: اختلافات صرف کفار و ایہ ہیں یہ کہیں کہ ان کے مذہب میں یہ کلمہ نہیں ہے کہ جنس واجب است و جنس واجب است اور

وہ جو اب ثابت ہو چکے ہیں کہ اندر نفس و جوت باجیت پر نہیں ہے اور وہ اب ابراہیم علیہ السلام پر نہیں ہے۔ تو نفس و جوت کا تعلق ال

ہے اور وہ جو یہ کہتا ہے کہ اس کا بپا یہ ہے کہ مقرر فی المیزان، الی مقصود نہیں ہوا کہ اس کے لئے کھانا

دیکھو! اور غیر ہیبہ رشتہ بن جائے ہوں گے، علاوہ اگر میرا عہد امت برقیہ میں بھی نفس رجب و حرم ادا ہے جدا ہونا ہے چاہے نفس رجب و حرم عادت

کی غصروں ہیئت سے متعلق ہوا لہذا اور وجہ یہ ہے کہ اس ہیئت غصروں کے انقطاع سے متعلق ہوتا ہے۔ شروع تحقیق میں ہم نے اسی کی پوری

تفصیل کا نام :-

شکر علیہ۔ دینیہ صلاحتہ۔ علیہ قولہ دست اجلہ الامور الخ اس میں اشارہ ہے کہ دولت الہیہ اس اعتبار سے واجب معلوم کیونکہ (واجب معلوم علیہ شرط

جس کے ان الفاظ سے عاجز ہو چکا ہوں کہ ان کو نہ لکھ سکوں نہ سن سکیں اور نہ ان کو سمجھ سکوں اور نہ ان کی نیکی کو جانتا ہوں۔

۱۔ اگر تو گری میں دھسے تو تیری پیراہن ٹھکست، ہر گناہ کا سے (دوست) رکھنا جا غریب اور اس کے عکس میں جا غریب ۲۔

و حاشیہ پر مذکور اہل حق و کرامت کے ساتھ مدبر برکت فی القلوب (دعائیں) اور کہا جائے کہ جو کچھ روئے تو میں سمجھا ہوں۔ حاشی

مطلب یہ ہے کہ عین کا اعتقاد اُسے پروردگار کے اور میں پر قسم کھائی اس پر جو کہ تم نے اور اپنے حلیف میں سہا جوتے ہو ان کو فرض سے برہنہ کر دیتا ہے۔

”اور فرمیتے ہیں کہ تم چور ہو کر ملے لا حکم، یا یہ جانے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالْعَلَوُا۟ بِأَنۢكُمْ﴾ (ایم کی قسموں کی حفاظت کرو ورنہ ہمیں ایمین کہنا

کہ فرشتے میرا نام لے رہے ہیں، مگر جب حضرت ابراہیمؑ نے ان کا کفارہ چاہا تو انہوں نے کہا: "اے ابراہیمؑ، یہ تو سچا کفارہ ہے۔" اور یہی وجہ ہے کہ

کفار و کفر طوائف بنابر حشمت پر گویا که هر چه در دنیا با آنجا نظر کنیم روز سبب برادر خوب کاظم را نماندیم تا اینکه چون دوست نبینیم

نے محمد ظفر اہل بحر خدایہ کو اہل سے متعلق حقوق کا یہ حشر و کشتہ مکتادہ و مہربان میں لکھیں اہل معصومہ ہیں جو نہ ملے ملکہ اس کا اہل ایمان کی تقصیر

ہر ایک جس طرح جہاد میں لڑا، ان مقصود پہنچانے، اس کا مقصد عبادت الہ اور دنیا و دوزخ میں برائیوں سے توبہ کرنا، بدکارانہ تعلیم، مسیحا بننا

فانما نزلت به كرامات من ربك انما كان لعلهم يرجعون

۱۲۸۰

بجاء الله لا یجزم واما انما یجزم

عقل

ومن حلف علی معصیۃ کعدم الکلام مع ابویہ حدث وكفر ولا کفارة فی

میتھہ کائنات ویکمہ واما انما یجزم انما یجزم انما یجزم

حلف کافر وان حدث مسلماً ومن حرم ملک ان یجزم وان استباحه کفر

انما یجزم انما یجزم انما یجزم

ای وان عامل به معاملة الباح کفر لان تحریم الحلال یمین لقوله تعالی قد نرض

انما یجزم انما یجزم انما یجزم

الله لکم تحلة ایمان کفر علان الیمان ان کان علی فعل وجودی فهو ايجاب

انما یجزم انما یجزم انما یجزم

الباح وان کان علی عدمی فهو تعزیم الحلال ومن نکر مطلقاً ای غیر معلق

انما یجزم انما یجزم انما یجزم

بشرط لحواله علی صوم هذا الیوم او معلقاً بشرط سیده کان قد مر

انما یجزم انما یجزم انما یجزم

غاشبی فوجہ داتی وبہا المشرکہ کان نہ نمت ویا او کفر هو الصحيح

انما یجزم انما یجزم انما یجزم

ترجمہ: اور اگر شخص نے سوچا کہ میں نے کفر کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے کفر کیا اور اگر وہ

کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا

اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا اور اگر وہ کفر سے باز رہا تو اس نے کفر کیا











وان یکنیت دارا اخرى یحتمل بدخولها ايضا اما لو جعلت حتماً داراً أو بیستاً ثانیاً  
 فلا یحتمل لانه زال عنها اسم الدار بالکلیة واما البیت فلا یطلق الا على  
 موضع ائحد البیتوتة فاذا خرب لم یصح اطلاق البیت علیه اصلاً و  
 لا یقال ان البیتوتة وصف والوصف فی المشار الیه لغو لان البیت اسم  
 جنس مع انه مشتق من البیتوتة و لیس اسماً صفة کالمشابهة ونحوه  
 فاسم الإشارة اذا دخل فی الصفات یمکن الوصف لغو لا یکلّم هذا  
 الشاب فی کلمة شیخاً یحتمل اما ان دخل فی اسماء الاجناس وان كانت مشتقة  
 نحو والله لا یشرب هذه الخمر فلا یدل من بقاء حقیقتها حتی لو غفل فشرّب  
 لا یحتمل ولو حلف لا یشرب هذه الخمر العلو فشرّب بعد ما صار من ائحد  
 فأحفظ هذا البیث فانه منزلة الاتهام

ترجمہ :- اس قول میں اس مکان کے نام کے ساتھ اس کی جگہ اور مکان بتایا جائے اور اس میں داخل ہو کر وہاں پر حالت ہوگی، ان الفاظ  
 کی ترجمہ عام بتلایا یا غایا کہ اگر وہاں پر حالت نہ ہو کہ جس کو اب اس سے اسم دار بالکل ختم ہو گیا لیکن صفت بہت عورت میں سے کہ جس کے پر لا با جائے  
 جو حالت ہو کہ جس کے پر لا با جائے تو یہ وہ دہرائی ہو جائے اس پر بہت کلام لایا ہے اس سے پہلے کہ اس میں اس امر میں نہیں ہو  
 سکتا ہے کہ جو تو تو وصف ہے اور اشارہ میں داخل ہے وہاں سے اس کا اشارہ نہیں ہوتا، کیونکہ لفظ بہت بہت سے لفظوں کے ساتھ ہوتا ہے اور لفظ  
 وغیرہ کے ساتھ اس صفت میں اس کی نام جس سے اس کا اشارہ وہ صفت میں داخل ہو تو یہ وصف لفظ ہو جائے کہ وہ لفظ ہے، لایحکم یہ اشارہ  
 پر کلام کہ اس کے پر لا با ہے جو کہ بہت سے ترجمہ ہو جائے گا، لیکن نام اشارہ، الحام جس میں داخل ہوا خواہ وہ اسم میں مشق ہو، مثلاً میں  
 کا اشارہ کہ فشرّب یہ لفظ خود ہی ہے کہ اس کی حقیقت اور اصیت اس سے پہلے کہ وہ اسم میں مشق ہو کہ جس کے پر لا با ہے  
 نہ ہو کہ ان کے لئے حالت کہتے، فشرّب خود اشارہ لفظ و دینا پیش کی صفت ہے کہ اس کے اشارہ فشرّب اشارہ کہ اس کی حقیقت اور اصیت اس سے پہلے کہ وہ اسم میں مشق ہو کہ جس کے پر لا با ہے  
 حالت ہو جائے گا، اس کیفیت کو خوب اندک کہ اس کے لئے فشرّب اشارہ ہے۔

تقریب دیکھو کہ اس میں تفسیر ہے اس کے ساتھ اس کی حقیقت اور اصیت اس سے پہلے کہ وہ اسم میں مشق ہو کہ جس کے پر لا با ہے  
 بعد از اس میں اس کی حالت ہو جائے گا

وہاں پر یہ لفظ ہے کہ اس کے ساتھ اس کی حقیقت اور اصیت اس سے پہلے کہ وہ اسم میں مشق ہو کہ جس کے پر لا با ہے  
 اس میں اس کی حقیقت اور اصیت اس سے پہلے کہ وہ اسم میں مشق ہو کہ جس کے پر لا با ہے  
 حقیقت اور اصیت اس سے پہلے کہ وہ اسم میں مشق ہو کہ جس کے پر لا با ہے  
 یہ داخل ہو جائے گا

یہ قول میں البیت اسم لایطلق کی صفت ہے اور اس اشارہ میں اس کے ساتھ اس کی حقیقت اور اصیت اس سے پہلے کہ وہ اسم میں مشق ہو کہ جس کے پر لا با ہے  
 مخرج سے اس کے ساتھ اس کی حقیقت اور اصیت اس سے پہلے کہ وہ اسم میں مشق ہو کہ جس کے پر لا با ہے







وَذَهَابَهُ كَخُرُوجِهِ لِيَا صَاحِبَ الْأَمْعَةِ أَيْ لَوَحْلَفْ لَا يَنْتِ هَبْ إِلَى مَكَتُمْ نَالًا صَدَقَ ذَلِكَ مَثَلُ لَا يُخْرَجُ

”میں نے خدا کو دیکھا ہے اور وہ مجھے قدرتِ اعلیٰ کے مقیم پر پہنچا ہے۔ اسی وقت وہ اپنے ہاتھ سے میری گردن کے نیچے سے ”وہو علی اناس“ کا جہیز نکال دیا۔“































او المسجد الحرام او الصف او المروۃ ولا یعتقد عبد فیل لہ ان لہ حاجۃ الیہ امر  
 فانت حریف شہد البخرہ بکوفہ ہذا عند انی حقیقۃ و ابی یوسف و عند محمد  
 یعتقد لانہ قامت شہادۃ علی امر معلوم و هو التضحیۃ بکوفہ و من  
 ضرورتہ عندہم الحج و هو لیس بطاعتی و قال لہذا شہادۃ علی النقی فتقول  
 النقی الذی یحیط بہ علم الشاہد ہذا ہو مثل الاشیاء علی قایمین فی اصول  
 الفقہ فی الترجیع و حجت یصوم ساعۃ بنیۃ فی لا یصوم لا قصر لوماً او صوماً  
 حتی یتحر لوماً

ترجمہ: اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ حج واجب ہے چنانچہ کسی کو حج کی قربت یا صفا یا روضہ کی قربت یا کسی کو حج واجب نہیں  
 اگر حج کو حج کے علم سے کچھ فرق ہے تو اس میں کچھ فرق ہے اگر حج واجب ہے تو اس میں کچھ فرق ہے اگر حج واجب نہیں ہے تو اس میں کچھ فرق ہے  
 اگر حج واجب ہے تو اس میں کچھ فرق ہے اگر حج واجب نہیں ہے تو اس میں کچھ فرق ہے

یہ سب کچھ کاتب نے احکام کے نزدیک معلوم کیا ہے اور یہ جان لیا ہے کہ ان کی قربت یا صفا یا روضہ کی قربت یا کسی کو حج واجب نہیں  
 اگر حج کو حج کے علم سے کچھ فرق ہے تو اس میں کچھ فرق ہے اگر حج واجب ہے تو اس میں کچھ فرق ہے اگر حج واجب نہیں ہے تو اس میں کچھ فرق ہے  
 اگر حج واجب ہے تو اس میں کچھ فرق ہے اگر حج واجب نہیں ہے تو اس میں کچھ فرق ہے

خبر ہو و بقیدہ و محضہ و مستقیم سے قرۃ العین بیت اللہ الحرام بیت اللہ مطلقاً اور ابنا ہے اس سے کہہ کر ابنا ہے اور بیت اللہ: فانت اللہ کی قربت  
 قربت و غفلت کے لئے ہے اور اس میں سے مسجد کو بیت اللہ اور مسجد کا عیس علیہ السلام کو دونوں اور بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے اور ابنا ہے اس سے کہہ کر  
 بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے اور ابنا ہے اس سے کہہ کر بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے اور ابنا ہے اس سے کہہ کر بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے  
 اگر بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے اور ابنا ہے اس سے کہہ کر بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے اور ابنا ہے اس سے کہہ کر بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے

خبر ہو و بقیدہ و محضہ و مستقیم سے قرۃ العین بیت اللہ الحرام بیت اللہ مطلقاً اور ابنا ہے اس سے کہہ کر ابنا ہے اور بیت اللہ: فانت اللہ کی قربت  
 قربت و غفلت کے لئے ہے اور اس میں سے مسجد کو بیت اللہ اور مسجد کا عیس علیہ السلام کو دونوں اور بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے اور ابنا ہے اس سے کہہ کر  
 بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے اور ابنا ہے اس سے کہہ کر بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے اور ابنا ہے اس سے کہہ کر بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے

و عامر بن عبد اللہ سے قرۃ العین بیت اللہ الحرام بیت اللہ مطلقاً اور ابنا ہے اس سے کہہ کر ابنا ہے اور بیت اللہ: فانت اللہ کی قربت  
 قربت و غفلت کے لئے ہے اور اس میں سے مسجد کو بیت اللہ اور مسجد کا عیس علیہ السلام کو دونوں اور بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے اور ابنا ہے اس سے کہہ کر  
 بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے اور ابنا ہے اس سے کہہ کر بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے اور ابنا ہے اس سے کہہ کر بیت اللہ کو بیت اللہ کہا گیا ہے













فإن الوكيل في هذه العقود شفيء محض حتى أن الحقوق ترجع في الأمر إلى المولى

فعل بنفسه لأن الحلف البيع والشراء والإجارة والاستيعار وانصاع عن مال

والخصومة والقصة وضرب الولد لأن العقد صادر من الوكيل حتى أن الحقوق ترجع إليه ولم يصدر من المولى فلا بحث والفرق بين ضرب العبد وضرب

الولد أن الضرب فعل جسي لا ينتقل من أحد إلى آخر إلا إذا صحت التوكيل وصحة

التوكيل يكون في الأموال فنص في العبد دون الولد ولا في أن يتكلم فقرا القرآن

و يسمع أو يعلل أو يكره الصلوة أو يخرجهما هذا عندنا فإنه لا يسمع منكلا عروا

وشرعاً وعند الشافعي بحث وهو القياس لأنه كلام حقيقة ويوم كلفه على الولد

ترجمہ: اگر ایسا کہ میں نے کسی کو اپنے مال میں تمام حق توڑ کر دیا ہے تو اسے یہ بھی کہہ دے کہ اس کا مال میرا ہے۔

اور حالت میں کہ اس نے کسی کو اپنے مال میں باقی رکھا ہے تو اسے یہ بھی کہہ دے کہ اس کا مال میرا ہے۔

کیا اس کا مال میرا ہے؟ اگر اس نے کہا ہے کہ اس کا مال میرا ہے تو اسے یہ بھی کہہ دے کہ اس کا مال میرا ہے۔

اس کے لئے اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے۔

اس کے لئے اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے۔

اس کے لئے اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے۔

اس کے لئے اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے۔

اس کے لئے اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے۔

اس کے لئے اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے۔

اس کے لئے اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے۔

اس کے لئے اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے۔

اس کے لئے اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے کہ اس نے اس کا مال میرا ہے۔





ولابد معرفته انهم منكرة ثلثة وايام كثيرة والايام والشمس ور السنين عشرة وني

اول عبد اشترى بثلثة حران اشترى عبد اعترق اى لا يعتق بجز لا تربيته انى شر عبد

اخر وان اشترى عبيدين ثم اخرجوا الاصل لان الاول قد لا يكون غيره من

جنسه سابقا عليه ولا مفارقه له ولم يوجد فان ضم وحده عتق الثالث فقال

اول عبد اشترى بثلثة وحده حران اشترى عبيدين ثم اخرج عتق الثالث لانه اول

عبد شره وحده حران اخرج عبد ان اشترى عبد اذ عتق لم يعق قال اخر عبد

اشترى بثلثة حران اشترى عبد اذ عتق هذا ولا يتوهم انه اذا مات

يكون ذلك العبد اخر لان الاخر لا بد له من اول ولم يوجد

ترجمه ۱۰ اگر چه هر چه بود که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید

کتابت می شود و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید

کتابت می شود و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید

کتابت می شود و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید

کتابت می شود و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید

کتابت می شود و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید

کتابت می شود و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید

کتابت می شود و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید

کتابت می شود و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید

کتابت می شود و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید و هر چه که از او بیرون می آید













حزب سید احمد رضا رحمہ اللہ

علیٰ طلقت ہی وصیۃ سنۃ غایہا دیانۃ نأزلہ قال هذا الکلام رضاء لہا لیکون المواء  
 غیر ہذا ہی لکن هذا خلاف الظاہ لان کلا کلمۃ العموم فلا یصدق تضاء۔  
 (ملاحظہ فرمائیے کہ یہاں پر "نأزلہ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو "نزل" سے ہے اور "نزل" کا معنی "اُتارنا" ہے۔)

ترجمہ: اگرچہ یہاں پر "نأزلہ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو "نزل" سے ہے اور "نزل" کا معنی "اُتارنا" ہے۔  
 اس صورت کے حوالہ دے کر فرمایا کہ "نأزلہ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو "نزل" سے ہے اور "نزل" کا معنی "اُتارنا" ہے۔  
 کلام میں اس کی تائید کی گئی ہے کہ یہاں پر "نأزلہ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو "نزل" سے ہے اور "نزل" کا معنی "اُتارنا" ہے۔  
 تاہم اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہاں پر "نأزلہ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو "نزل" سے ہے اور "نزل" کا معنی "اُتارنا" ہے۔

نشر مجلہ: دہلی، مکتبۃ المدینہ، دہلی، ۱۴۰۵ھ میں جاری ہے۔  
 غیر ملکی پبلشرز: اس کے لیے کہ اس کا مقصد ہے کہ اس کے ذریعے عالمی طور پر اس کی شہرت کی جاسکے۔  
 پھر اس کی قیمت: دہلی، مکتبۃ المدینہ، دہلی، ۱۴۰۵ھ میں جاری ہے۔



واما عن ابن فلان الزنا فادار الحسب لا یوجب الحد واما عن متى فاذن التقدم لا یوجب الحد واما عن المزنیة فلانه قد یكون فی وطئها شبهة فان یتنوه وقت الولا یبناه ویطهر فی

فرجها كالعیس فی المکملہ وعدا لیسر او علانہ حکومہ ثم عطف علی قوله بشهادة اربعة

قوله وبقراقره اربعاً الى اربع مرات فی ربعة مجالس ردہ کل مرة تسألہ کثافتہ اعلم ان

فی قوله ردہ کل مرة تسألہ لانہ یدل علی ان الامام یردہ اربع مرات وليس

کذلک بل الامام یردہ ثلاث مرات فاذا تکرر مرة اربعاً لا یردہ بل یقبلہ فیسألہ

کما مر من قبل الا فی السؤال عن متى لانه انما یسأل عنه احترازاً عن التقدم وهو

ینتج الشبهة ذل الاقتران وقیل یسأل عن متى ایضاً لاحتماله فی سزمان انضالی

ترجمہ ارادہ متاخرانکے بارے میں سوال اس لیے کہ اگر وہاں سے نہ کہے تو حد نہ ہوگی اور وقت نہ لگے گا کہ بارے میں سوال اس

بارے کہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سے سوال میں سے نہ کہے اور اگر کوئی کہے تو حد نہ ہوگی اور وقت نہ لگے گا کہ بارے میں سوال اس

بارے کہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سے سوال میں سے نہ کہے اور اگر کوئی کہے تو حد نہ ہوگی اور وقت نہ لگے گا کہ بارے میں سوال اس

بارے کہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سے سوال میں سے نہ کہے اور اگر کوئی کہے تو حد نہ ہوگی اور وقت نہ لگے گا کہ بارے میں سوال اس

بارے کہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سے سوال میں سے نہ کہے اور اگر کوئی کہے تو حد نہ ہوگی اور وقت نہ لگے گا کہ بارے میں سوال اس

بارے کہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سے سوال میں سے نہ کہے اور اگر کوئی کہے تو حد نہ ہوگی اور وقت نہ لگے گا کہ بارے میں سوال اس

بارے کہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سے سوال میں سے نہ کہے اور اگر کوئی کہے تو حد نہ ہوگی اور وقت نہ لگے گا کہ بارے میں سوال اس

بارے کہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سے سوال میں سے نہ کہے اور اگر کوئی کہے تو حد نہ ہوگی اور وقت نہ لگے گا کہ بارے میں سوال اس

بارے کہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سے سوال میں سے نہ کہے اور اگر کوئی کہے تو حد نہ ہوگی اور وقت نہ لگے گا کہ بارے میں سوال اس

بارے کہ کہتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سے سوال میں سے نہ کہے اور اگر کوئی کہے تو حد نہ ہوگی اور وقت نہ لگے گا کہ بارے میں سوال اس













وقول بعض الصغاية <sup>التي</sup> رضي الله عنهم ان الذكيات راجع وكون البيعة  
في يد البائع بحيث لو هلكت ينتقض البيع <sup>فإنه لو كان البيع في يد</sup> دليل الملك وكون المهر صلة اى  
غير مقابل مال دليل عدم زوال الملك <sup>فإنه لو كان البيع في يد</sup> والهيبة والملك في البارية المشاورة  
دليل حق الوطى <sup>فإنه لو كان البيع في يد</sup> فعنى قوله نافي الحرمه ذاتا <sup>فإنه لو كان البيع في يد</sup> انما لو نظرنا الى الدليل مع قطع النظر  
عن المانع يكون مانعا للحرمه فان ادعى النسب ثبتت في هذه الاولي  
اى في شبهة العمل لا في شبهة الفعل.



او کھیمہ اوائی فی دُبُرِ ہذا عند ابی حنیفہ امّا عند ہما وعند الشافعی فی احد

قولہ بعد حدّ الزنا لانه فی معنی الزنا لانه قضاء الشہوۃ فی محلّ مستہنی علی

سبیل الکمال علی وجہ تمخض ہما و لہ انہ لیس بزنا ذلک الصحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اختلافوا فی موجبہ من الاحراق و ہذا عند احمد و التمسک

من مکان مرتفع یا بتاع الاحجار نعمت ابی حنیفہ یعزّز بامثال ہذا لا موارو فی

فی دار حوب و یفی ہذا عندنا خلا فی اللثّ نعّی ولا ہزنا غیر مکلف بمکلفۃ اصلاً

ای لا علی ہذا ولا علی ہذا و عند زفری و الشافعی یحلّ علی و فی عکسہ حدّ ہو

فقط ولا ان اتزو واحد بہ و الآخر بیکلّ و فی فتاویٰ امّہ بزنا محب الحد و القیمہ

والخیفۃ لا یحدّ لانه صاحب الحقّ نیابۃ عن اللہ تعالیٰ و یتقصر و لوخذ

بالمال لان من لدن الحقّ ہو الیاریث و الیالمات

ترجمہ :- اس میں حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں

اور حدّ زنا کے لئے حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں

حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں

حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں

حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں

حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں

حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں

حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں

حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں

حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں

حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں

حدّ زنا کی وجہ سے نہ کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں و علی کر کے ہے یا پیچھے کر دیتے ہیں



المشرطية الدعوى في السرقة دون الزنا على ما يأتي في الفرق في كتاب السرقة ان شاء الله تعالى ولو اختلفت اربعة في زلوية بين اقرار بزنا وجهلها احدها اذ التوفيق ممكن بان يكون ابتداء الفعل في زلوية وانتهائها في اخرى وجهل المقر لا يضره اذ لو كانت امرأته وام ولد له لا يخفى عليه فان شهدوا وكذلك اختلفوا في وقوعها او بلذناها وانفق جمعها في وقتها واختلفوا بلذناها وشهدوا بزنا وهي بكر او هم فسقوا او هم شهود على شهودهم بعد احوال وان شهد الاصول ايضا بعد هم.





وان شہدا اربعۃ بزناہ واختلافوا فی بلد زناہ فلا یحکم علیہما ما ستر ولا علی  
 الشہود دخلنا نالترتول وجود العدد وان شہدا اربعۃ بزناہ فی وقت معین  
 فی بلد معین واربعۃ اخری بزناہ فی ذلك الوقت فی بلد اخر فلا یحکم  
 علیہما لان شہادۃ احد الفریقین مردودۃ لنتیقن کذبہ ولا رجحان  
 لاحدہما فیرد الجیمع ولا علی الشہود لاحتمال صدق احد الفریقین  
 یترد علیہ انہ یحتمل ان یکون کل واحد منہما کاذبا والظاهر ہذا ما ستر  
 من تیقن کذب احدہما وعدم رجحان احدہما فیكون صدق احدہما  
 محتملا احتمالا بعیدا اشد علی تقدیر صدق احدہما یحتمل ان یکون الناصر  
 ہذا الفریق المعین او ذلك الفریق ففی صدق کل واحد احتمال الاحتمال  
 وهو مشبہۃ الشبہۃ فلا یعتبر لہما۔

ترجمہ: اس دو الزما کے شہادت میں اسی میں سے کسی کے مستحق اختلاف ہو جائے زنا سرزد ہو تو دونوں میں سے کس  
 پر جہاد جید ہوگی وہ دلیل دینی ہے حکم اور کہ صحت میں گندی اور گناہوں پر میں جہاد دینی کی کیونکہ مضامین شہادت مایہ ہو رہے۔  
 شخصیت امام نے فرم کی کہ ان کے نزدیک گناہی پہلی پر خلاف کائنات کے ہوا اور گناہی آخری میں دلت اور معین شہدوں میں زنا سرزد ہوئے  
 ان کو ایسی اور دوسرے جہادوں میں وقت میں دوسرے شہدوں میں سے کسی کے مستحق رہا۔  
 اگر کوئی ایسی ہی قوم و قوم سے کسی پر جہاد کے گناہ کی گناہی ہو کہ وہ دونوں گروہ میں سے ایک کی شہادت لا مارا قابل قبول  
 ہے اس کے کہ یقیناً ایک گروہ جو ٹلے اب ٹیکہ دونوں گروہ میں سے کسی کے حق میں ہے وہ ترجیح نہیں ہے تو صواب کی شہادت مسترد  
 ہو جائے گی اور گناہی پہلی پر بھی صحت لازم نہ ہوگی کیونکہ پہلے کے صدق کا امکان موجود ہے۔ اس پر یہ امکان وارد ہوتا ہے  
 یہاں امور اختلاف ہے کہ وہ دونوں گروہ کا ذب ہو جائے اور ظاہر میں ہے کہ گناہی پہلی پر ایک گناہی کا ذب یقیناً اس کے  
 متعلق ہے کہ ترجیح نہیں میں صحت میں دونوں فریق میں سے ایک کے ہے جو کہ اس کا احتمال لغوی امکان جیسے ہے۔ ہر دونوں فریق میں  
 ایک کو تسلیم کرتے ہیں اس کا احتمال وہاں کہ یہ میں فریق پہلے یا وہ فریق پہلے اب پہلے کے پہلے کے امکان میں اختلاف پیدا ہوگا  
 خود شہادت شہادت کے درمیان میں یہ ناقابل اعتبار ہوگا۔

ترجمہ: لہذا کہ فلا صحت لایمنی از ما پر آورد صورت پر کیونکہ گناہی کے دونوں فریق میں سے ایک راجح کا جہاد میں یقیناً اس کے  
 ناممکن ہے کہ ایک ہی قول کی طرف سے ایک ہی وقت میں دو مختلف و متضاد جہاد میں تحقیق ہو جس میں کسی ایک فریق کی شہادت سے دلائل  
 کے خلاف اور جہاد میں اس کا خلاف ہے اس طرف کی حکم جہاد کے دونوں فریق میں سے کسی میں سے ایک کوئی اور ترجیح دینی کی جہاد کے دوسرے  
 فریق کے متضاد میں دلائل ہو جائے اس سے احتمال ہر گناہ صورت سے جبکہ ایک فریق میں خلاف قبول شہادت کی شرط نہ ہے (الغرض) اور  
 دوسرے فریق میں یا جہاد کی گناہی ہوا ہر دو فریق فریق کی شہادت میں صفات قبول مایہ ہو رہیں اس کی شہادت قبول ہوگی اور اس  
 کے مقابل میں فریق کی شہادت میں صفات قبول نہیں ہیں وہ مسترد ہو جائے گی۔ (۱۰۱)



وہذا ضعیف لان رد شہادۃ تم لعنی یختص بما لا یشترى الى الاصول بعد ذلك

المعنی فی شہادۃ تم و یمکن ان یقل انما ترد شہادۃ الاصول لانہم یستغنی عن الی

اثبات الزنا بامر غیر مشہور و یر فلا تكون شہادۃ تم حسبہ للہ تعالیٰ بل سغیا

الی اشاعتہ الفاحشۃ لعداوتہا ونحوہا فان رد شہادۃ تم لہذا التہمة وان شہدنا

عینا نالو محدودین فی تذنہ و ثلثہ او احدہم محدود او عبداً او وحیداً کذا

بعد الحد حذو و لعدم اہلیۃ الشہادۃ او لعدم النصاب فیجب الحد لقولہ

تعالیٰ والذین یرعون المخصت شکرکم یا تو یا ربعتہ شہداء نا جلد و ہم

ثمانین جلدۃ الایۃ و ارض جرم جلدہ ہکذا و دینہ رجیمہ فی بیت المال

ترجمہ: اور شہادۃ زنا کے لیے چار گواہوں کی ضرورت ہے کہ ہر گواہ کی شہادت مسترد ہو سکی اور اس کے ساتھ غرض ہے کہ حکم اصل کی نہیں

چونکہ حکم کے لیے گواہوں کی شہادت کے لیے دو گواہوں کی شہادت میں نہیں ہے البتہ گواہ کی شہادت کے لیے اصل شہادہ کے لیے گواہ کی شہادت میں نہیں ہے البتہ

مسترد ہو سکی کہ اصل کے لیے ضرورت ہے کہ گواہوں کی شہادت کے لیے گواہوں کی شہادت میں نہیں ہے البتہ گواہ کی شہادت کے لیے اصل شہادہ کے لیے گواہ کی شہادت میں نہیں ہے

بنا کر کہ اس کی شہادت کے لیے چار گواہوں کی شہادت میں نہیں ہے البتہ گواہ کی شہادت کے لیے اصل شہادہ کے لیے گواہ کی شہادت میں نہیں ہے البتہ

ہوں یا اس کی شہادت کے لیے چار گواہوں کی شہادت میں نہیں ہے البتہ گواہ کی شہادت کے لیے اصل شہادہ کے لیے گواہ کی شہادت میں نہیں ہے البتہ

ازداد یا اس کی شہادت کے لیے چار گواہوں کی شہادت میں نہیں ہے البتہ گواہ کی شہادت کے لیے اصل شہادہ کے لیے گواہ کی شہادت میں نہیں ہے البتہ

جائے کہ اس کی شہادت کے لیے چار گواہوں کی شہادت میں نہیں ہے البتہ گواہ کی شہادت کے لیے اصل شہادہ کے لیے گواہ کی شہادت میں نہیں ہے البتہ

اس کی شہادت کے لیے چار گواہوں کی شہادت میں نہیں ہے البتہ گواہ کی شہادت کے لیے اصل شہادہ کے لیے گواہ کی شہادت میں نہیں ہے البتہ

ہیں کہ اس کی شہادت کے لیے چار گواہوں کی شہادت میں نہیں ہے البتہ گواہ کی شہادت کے لیے اصل شہادہ کے لیے گواہ کی شہادت میں نہیں ہے البتہ

ترجمہ: اور شہادۃ زنا کے لیے چار گواہوں کی ضرورت ہے کہ ہر گواہ کی شہادت مسترد ہو سکی اور اس کے ساتھ غرض ہے کہ حکم اصل کی نہیں

چونکہ حکم کے لیے گواہوں کی شہادت کے لیے دو گواہوں کی شہادت میں نہیں ہے البتہ گواہ کی شہادت کے لیے اصل شہادہ کے لیے گواہ کی شہادت میں نہیں ہے البتہ















اعلم ان الاحکام الشرعية کصحة الاقرار والطلاق والعقاق جارية علیہ  
 زجر الہ لکن ارتدادہ لا یثبت لانه امر حقیقی اعتقادی لا حکمی فعند عدم  
 العقل لا یثبت اعتقاد الکفر ولما لم یصح ارتدادہ لا یثبت توباعہ کفسخ النکاح  
 ونزع ثوبہ و فرق جلدہ کما فی الزنا۔  
 ترجمہ :- راجع رہے کہ ان کی حالت کا اقرار و طلاق اور عقاق کی صورت کے احکام شرعہ اس پر جاری ہوئے ہیں اور زجر الہ کے طور  
 پر لیکن اور نہ کہ حکم اس پر ثابت نہ ہو گا کیونکہ امر حقیقی اعتقادی پر عمل ہے جس میں حکمی معاملہ نہیں تو عقلی راقی ہونے کی صورت  
 میں اعتقاد کو قنات نہ ہو گا اور جب اس کا وہ شمار نہیں نہ ہوتا تو اس کے قریب مثلاً نسخ نکاح وغیرہ میں ثابت نہ ہونے کے اور شراب  
 کی حد کے گورنے میں حد زنا کی طرح شرعاً بجا کر گورنے کا ذکر بیان کے متعلق جگہ پر نکات ملاحظہ کیے۔

تشریح :- عقیدہ گورنہ اس کے کفر مقتدری امر ہے یا غیریت کو ناقابل اعتبار سمجھے گا تاہم ہے اور نہ شرعاً لے لے اعتقاد پر تلبہ اور نہ  
 اس میں ظہریت کر نفی سمجھے کی حد نیست ہے کیونکہ بایں تھا وراک وہ گور جو بہرہ نہ ہو یا دولت کی حالت میں وہ گور جو ہے  
 غور ۱۲۰۵ منسج۔

# بَابُ حَدِّ الْقَذْفِ

من قذف محصناً ای حُرّاً مکلفاً مسلماً عقیقاً عن الزنا بصریحہ اویز نابت

فی الجبل معناہ زینت فی الجبل فانہ کما جاء ناقصاً جامعاً ہمزاً ایضاً وعند محمد

لا یجحد لان الہمز هو الصعود او مشترک والشیہۃ دارئہ للحد قلنا حالت

الغضب ترجع ذلک اولست لا یمیک اولست باہن فلا ین ایہ فی غضب ای قان

لست باہن زید الذی هو ابو القذوفی فقوله ایہ لفظ البصفا لفظ القاذون

وقوله فی غضب یتعلق بالمفاظ الثلاثہ ولست لا یمیک فی غیر الغضب یرتفع

المعانیۃ اویہ ابن الزانیۃ لکن امہ میت محصنۃ حد ان طلب ہولیس المراد

ان الطلب مقصور علی المدخا ط فانہ ان طلب ابوہا حد ایضاً

ترجمہ: یہ شخص جس کو زنا کا مصدقہ یعنی زنا، مدعیان، مدعیہ، کہ اس کو زنا کی نسبت دیکھ کر غصہ ہوتا ہے

کہ ساتھ، یا تو کہ، قانات فی الجبل، و توفیہ مبارک من زنا، کہ کہ جس کو زنا کی نسبت دیکھ کر غصہ ہوتا ہے

و توفیہ مبارک من زنا، کہ کہ جس کو زنا کی نسبت دیکھ کر غصہ ہوتا ہے

و توفیہ مبارک من زنا، کہ کہ جس کو زنا کی نسبت دیکھ کر غصہ ہوتا ہے

و توفیہ مبارک من زنا، کہ کہ جس کو زنا کی نسبت دیکھ کر غصہ ہوتا ہے

و توفیہ مبارک من زنا، کہ کہ جس کو زنا کی نسبت دیکھ کر غصہ ہوتا ہے

و توفیہ مبارک من زنا، کہ کہ جس کو زنا کی نسبت دیکھ کر غصہ ہوتا ہے

و توفیہ مبارک من زنا، کہ کہ جس کو زنا کی نسبت دیکھ کر غصہ ہوتا ہے

و توفیہ مبارک من زنا، کہ کہ جس کو زنا کی نسبت دیکھ کر غصہ ہوتا ہے

و توفیہ مبارک من زنا، کہ کہ جس کو زنا کی نسبت دیکھ کر غصہ ہوتا ہے











ای حدیث بقدرت مجوسی کذا و هذا عند ابن حنیفہ خلافاً لہما فان عندہ لنگا  
 الحدارم حکم الصلحۃ فیما بینہم خلافاً لہما وقولہ ومستامن بالرفع عطف علی  
 الضمیر المستوفی حداً و کفی حدیثاً لاجتماع اتحد جنسہما فان اختلف لا هذا عندنا  
 وعندنا الشافعی ان اختلف المقتضون اولی القدر وفیہ وهو الزنا کما اذا قذف زیداً  
 وعمرًا او قذف زیداً بزیئ ثم بزیئ آخر لا یتداحل اما اذا قذف زیداً بزیئ  
 واحد وکثر هذا القذف یتداحل وهذا ابناء علی ان حق العبد فیہ غالب

## عن ابن

تبرجسہ۔ یعنی مجوسی پر زنا کا لڑنے سے عذر لازم ہوگا یہاں پر حدیث کا ترجمہ ہے ما بین ما بین من سے اتفاق کرتے ہیں وہما اتفاق نہ ہو  
 ہر ایک امام صاحب کے نزدیک کو بیعت کا ایک کلمہ ہر کلمہ کے مفہوم میں داخل ہونے کی وجہ سے بھیجے، بیعتات ما بین کے  
 دو کلمہ کے نزدیک لازم ہے نہ کہ ایک حالت میں بھیجیں اور نصف کا کلمہ ہر دوستان اور نیکے ساتھ وہ کلمہ کی ضرورت نہیں اس کا کلمہ  
 ہے اور ایک بیعت کا مفہوم وہاں کے واسطے ایک کلمہ ہے نہ کہ مختلف بیعتوں کے بیچ میں تو ایک کلمہ کافی ہے جو کہ یہاں مذکور ہے  
 ہے اور اگر شافعی کے نزدیک اگر حدیث کے تفصیل پر تہمت لگائی یا مستند وراثت۔ لانا کی تہمت لگائی یا شافعی اور عمر پر تہمت لگائی یا زید  
 بنی پر تہمت لگائی یا علیہ ایک ذرا تہمت ہے اور دوسرے حالت تہمت سے تو ان کی حد میں تو عذر و حرج کا کلمہ لکھیں اگر کسی حدیث میں یا حدیث زنا کی  
 تہمت دے ہو اس بیعت کو مستند یا مختلف بیعتات میں داخل ہو کر اس کی علت تہمت کے لئے خود میں تھا مگر بیعتات کا زور ایک حد  
 ہو گا تو ہوگا اور اگر مقتولین میں پر حرم ہے کذا امام شافعی کے نزدیک حدیث تہمت میں حق العبد کا یہ ہے اس کے تحت اختلافات میں بیعتات  
 نہیں۔ لیکن تہمت مقتول کی بیعت کہ وہ بیعت میں ضرور ہوگی

لشتر مبع و تہمت وہ مقتول سے گرفتار نہ کر لانا اس کا کلمہ ان سے ہو گا ہر شرف و اسلام سے حاصل ہو جائے اور کلمہ اس کے تافوت کو ساتھ  
 رکھا جائے گا۔ جواب ہے کہ اس موم سے حاصل ہونے والی بیعت ہر شرف و اسلام سے حاصل ہونے والی بیعت اس کے تافوت کو ساتھ رکھنے  
 سے خارج رہا کہ جو جائز ہے مگر بیعتات میں مقبول اختلافات نہیں ہوتا اور تہمت کی میں زنا کے بعد میں عیب بخار ہو گیا ہوتا  
 ہے خود کوئی تہمت یا عذر یا عذر نہیں مگر تہمت اس کا بھی ہے کیونکہ اس حالت میں تہمت اور تہمت کی علت کی بنا پر وہی حرام ہے ہم لکھا نقصان لکھ  
 کے سب سے حرام نہیں ایسے ہی اس کو دیکھ کے ساتھ وہ تہمت اس سے اس کے بخار کیا تھا وہاں کلمہ بخار اور تہمت کی تہمت زنی و زنا و زنا  
 سے دینی کرنا

کہ خود دستاویز میں جنہر کی کا فرما میں حاصل کر کے دارا اسلام میں داخل ہو جائے اس پر حدیث لازم ہوگی اس کے تہمت سے مقتول ہوا  
 ہو کر کلمہ بخار کر کے داخل ہو جائے اور حدیث تہمت کا حق ہے اختلاف زنا اور زنی کی حد کے اس میں عیب بخار یا عیب یا عیب اس کے ان  
 دونوں کے سب سے مستثنیٰ پر جاری ہوگی اور زنی پر برصحت میں حد جاری ہوگی اس کے تہمت سے عیب بخار یا عیب یا عیب اس کے ان  
 و عیب سے ہوا

۱۔ قولہ کہ تہمت وہاں میں جنہر کی کا فرما میں حاصل کر کے دارا اسلام میں داخل ہو جائے اس پر حدیث لازم ہوگی اس کے تہمت سے مقتول ہوا  
 ہو کر کلمہ بخار کر کے داخل ہو جائے اور حدیث تہمت کا حق ہے اختلاف زنا اور زنی کی حد کے اس میں عیب بخار یا عیب یا عیب اس کے ان  
 دونوں کے سب سے مستثنیٰ پر جاری ہوگی اور زنی پر برصحت میں حد جاری ہوگی اس کے تہمت سے عیب بخار یا عیب یا عیب اس کے ان  
 و عیب سے ہوا

کو طے فی غایر ملک من کل وجہ او من وجہ کامتہ مشارکتہ او طے مملوکتہ حرمت  
اے ایمن الیقین میں ہر ایک وجہ سے

ابدلاً کامتہ التي هي اخته رضاعاً ولا يقذف من زنت في كفرها ومكاتب مات عن  
اے ایمن الیقین میں ہر ایک وجہ سے

وفاء ای لاخذ بقذف مكاتب مات وتزوي ولا يفي ببدل الكتابه لان الهدايا  
طے ایمن الیقین میں ہر ایک وجہ سے

يجب بقذف العرو في حرية هذا المكاتب اختلاف الصحابة وخذ بقذف من  
طے ایمن الیقین میں ہر ایک وجہ سے

وطي حراماً للغير كوطي عرسه ما ينصاً او طي مملوكتہ حرمت موقتة کامتہ  
اے ایمن الیقین میں ہر ایک وجہ سے

مجبوسه او مكاتبه فان حرماً لا ولى موقتة الى زمان الإسلام والثانية الى زمان  
اے ایمن الیقین میں ہر ایک وجہ سے

العجز وعند أبي يوسف وطى المكاتبه يسقط الإحصان كعجوسى نكح أمته في كفره  
اے ایمن الیقین میں ہر ایک وجہ سے

فاسلم ومسا من قذف مسلماً هذا

ترجمہ :- دیکھو کہ اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا

اس کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا

اس کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا

اس کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا

اس کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا

اس کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا

اس کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا

اس کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا

اس کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا

اس کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا

اس کا حکم ہے کہ اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا اور اگر کسی نے کسی کو قذف کیا تو اس سے قذف ہو گا

اما عندنا المسألة كان حق الله تعالى غالباً يستدخل اذ المقصود الاستبعاد  
اما اذا اختلف الجنایات فالقصور من كل واحد غير المقصود من الآخر فلا يستدخل

ترجمہ :- ..... اور ہمارے نزدیک ہر گز اس میں سے کسی ایک سے اس کے لئے کوئی عیب نہیں کی  
جائزوں کی حد میں داخل ہو جائے گا۔ لیکن اصل مقصود ہر قسم کے جرائم کی حد میں تمام گنہگاروں کے داخل ہونا ہے اس لئے اگر باقی  
فصلوں میں توچہ کی گنجائش نہ ہو : ایت کا حد کی طرف سے متعلقہ اس کے ان کی حدود میں باہر شامل نہ  
ہو گا۔ لیکن ہر ایک برام کی مستقل طور پر قائم کرنی ہوگی۔

تشریح :- (۱) یہ حد گذشتہ اس لئے سنائی گئی ہے تاہم ناگہان سے اور دوسری حد میں اس پر ایک حد تمام کی جگہ کی جہت  
کئی بار قتل کے پہلے قتل کی ایک ہو یا چند، پہلے قتل کی ایک ہو یا چند، کھاتے سے اور چاہے ایک ہی دن میں دھرا سے  
یا چند دفعہ میں ہر صورت ایک حد واجب ہوگی۔

دعا شدہ :- پہلے قتل اور مقصود :- کفار کے قتل میں ہر گز نہ کرنا کی حد کا مقصد یہ ہے کہ مخالفت اور جرم کی حد کا مقصد یہ ہے کہ  
کی مخالفت اور خلاف پہنچنے کی حد کا مقصود قتل کی مخالفت اور قتل کی حد کا مقصود قتل و حرمت کی مخالفت تو جب تک کہ مخالفت  
مستند ہیں ان کی حد میں نہ داخل ہیں جو سزا ہے۔



















وعن ابن کانت ان فی دار الاسلام اودار الحرب وکمه فی السرقة والمروء

السروق فیسأل عن الکبیه لعلهم ان السروق کان بضائکام الا وممن سرق

لیعلمانه من ذی وجههم ام لا فان شارک جمع فیها واصاب کل ای کل واحد

قد رخصت قطعا وان اخذ بعضهم ای مع ان الاخذ صدار من بعضهم فقط

وقطع بالساج والقنا والابنوس والصدل والقصص الخضر والیاقوت والزبد

واللؤلؤ والائناء والبابا متخذین من خشب انما عدت هذه الاشياء لانها من

جنس الخشب الحجر الباحین فی الصعاری والخیال فیتوههم ان لا قطع فیها

لا بتایه یوجد مباح فی دارنا.

ترجمہ :- اور جنگ کے بارے میں سوال تاکہ چہ چل جائے کہ چوری دار الاسلام میں چوری اور الحرب میں اور اگر تیرے کی غیر لفظ

"سروق" کی قیمت دیکھو اور اس سے مواد ال سروق ہے یعنی مال سروق کی مقدار سے سوال کرنا تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ چوری

کروہ ال نقد و غلاب غلاب جنس اور یہ سوال کیا کر شخص سے چرایا اسی ہے کہ یہ سب کچھ برکت کے میں کا ال چرایا اور اس کا ذریعہ

حرب ہے یا جس اور اگر قیمت لوگوں سے لی کر مال چرایا اور جو کچھ اس میں ہے یعنی بزرگ کو نقد و غلاب و سب کا اٹھ کا جائے تھا۔

اور اگر ان میں سے بعض مال کا مالک بنے یعنی ان میں سے صرف بعضوں میں سے مال اٹھا لے گا اور باقی مال چرایا اور باقی مال چرایا

اور اگر ان میں سے بعض مال کا مالک بنے یعنی ان میں سے صرف بعضوں میں سے مال اٹھا لے گا اور باقی مال چرایا اور باقی مال چرایا

اور اگر ان میں سے بعض مال کا مالک بنے یعنی ان میں سے صرف بعضوں میں سے مال اٹھا لے گا اور باقی مال چرایا اور باقی مال چرایا

اور اگر ان میں سے بعض مال کا مالک بنے یعنی ان میں سے صرف بعضوں میں سے مال اٹھا لے گا اور باقی مال چرایا اور باقی مال چرایا

اور اگر ان میں سے بعض مال کا مالک بنے یعنی ان میں سے صرف بعضوں میں سے مال اٹھا لے گا اور باقی مال چرایا اور باقی مال چرایا

اور اگر ان میں سے بعض مال کا مالک بنے یعنی ان میں سے صرف بعضوں میں سے مال اٹھا لے گا اور باقی مال چرایا اور باقی مال چرایا

اور اگر ان میں سے بعض مال کا مالک بنے یعنی ان میں سے صرف بعضوں میں سے مال اٹھا لے گا اور باقی مال چرایا اور باقی مال چرایا

اور اگر ان میں سے بعض مال کا مالک بنے یعنی ان میں سے صرف بعضوں میں سے مال اٹھا لے گا اور باقی مال چرایا اور باقی مال چرایا

اور اگر ان میں سے بعض مال کا مالک بنے یعنی ان میں سے صرف بعضوں میں سے مال اٹھا لے گا اور باقی مال چرایا اور باقی مال چرایا

اور اگر ان میں سے بعض مال کا مالک بنے یعنی ان میں سے صرف بعضوں میں سے مال اٹھا لے گا اور باقی مال چرایا اور باقی مال چرایا







فان تغیر نسبی قطعی ثابتاً بقول قطع ینہ نفس نسبی ولان نسبی من ذی رحم

محرم منه سواء کان المال بالمال اجنبی للشبهۃ فی الوجود بخلاف مالہ من بیت

غیرہ فانہ اذا نسبی مال ذی رحم محرم من بیت اجنبی یقطع لوجود الوجود

مال مرصعہ سواء نسبی من بیتہ او من بیت غیرہ لانہ یقطع خلافاً لیسف

لان الوضاع قطعاً لیشتمہ فلا ینسب بالاذن ولا یکنی الاذن بالدخول شہاً فانہ

متحقق فی الاخت رضاعاً مع انہ یقطع ولا من زوج وعروس ولو من حصر

خاص لہ انما قال ہذا لان قد خلل الشافعی

تقریبہ اب اور در ذیل بیان کیا کہ جس کے بعد چیرا سے تودہ یا با کا کا جائے گا، قطع سے سویت میرا تھا اور اس میں اس کا حق

کو لگا کر، چیرہ نہ بنا یا جس کے بعد اس کے آگے چیرا یا ذر چیرا نہ لگا جائے گا اور وہ شخص کہ اپنے قریب کہنے کے بعد چیرا سے

نہ اس کا حق نہ لگا جائے گا، برابر ہے کہ اس کا مال ہو یا غیر کا لیکن اس کے پاس رکھا ہو اس کے پاس کے مرز و حد تحت میں رہے

ہے بخلاف اس صورت کے قبلہ اپنے قریب قوم کا مال اجنبی کے گھر سے چیرا لے لیں جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ اگر اس کے گھر سے چیرا لے

کر با کا لگا جائے گا اس لئے کہ یہاں پر مرزی مرز و حد قطعاً موجود ہے یا چیرا اس کا مال چیرا سے، فرد اس کے گھر سے یا اس کے

کسی کے گھر سے پر مال یا نہ لگا جائے گا بخلاف ام ابیہ سے، ان کے کہ ان کے نزدیک قطع یہ نہیں، چاروں میں سے کسی کو چیرا لے کر

کار سے لے کر ان کے ملک میں اس کے پاس آ کر وقت کے لئے نکلی نہیں، مگر اگر ضرورت و غرض و دار کی اجازت، قطع کے لئے

کافی نہیں، اس لئے کہ دودھ بہنے کے گھر میں جائے مال ہو جائے چیرا سے حالانکہ اس کے پاس چیرا میں باقی نہ قطع ہے، اور با کا نہ لگا جائے گا

اگر چاہے شہرہ اس ملک کا مال یا ملک ہو اپنے شوہر کا مال اگرچہ ان کے مال ایک جگہ نہ ہو۔ یہاں سے یہاں لے کر چیرا لے کر قطع ماحض ہے

چیرا لے کر صورت میں شافعی کا اعتقاد ہے۔

تشریح۔ قطع کر کے زانیہ، یعنی اس نے کتا ہوا صورت چیرا یا اور اس کا با کا کاٹ ڈالنا چیرہ صوت الگ کے پاس چیرا یا اور اس نے

اس کا پٹا لیا یا چیرا جس چیرے پر کتا چیرا یا تو دوا لہ اس پر قطع کا حکم نافذ ہو گا، اس کے کتا چیرا ہو گا، کتا چیرے صورت سے باطل

مختلف چیز سے پس یہ صورت سابق فی کاسرۃ نہیں ہے اس لئے اس میں ایک شہید نہیں ہے جو کہ مسلم کا حد کا موجب ہو سکتا ہے۔



ولا من سید او عرسہ اور زوج سیدتہ ولا من مکاتبلہ ومضیفہ ومغتمہ ومحم  
وبیت اذن فی دخولہ فان کان الاذن محلاً فسرقة لیلاً یقطع ولا یعلم ان الحوز  
بالحافظ لا اعتبار لہ عند وجود الحوز بالمكان فاذا سرق فی الحمام شیء ولم  
حافظ فلا قطع لان الحمام حرز وقد اختلف بالاذن بالدخول ولا اعتبار  
بالحافظ فیہ فلا قطع بخلاف الحافظ فی المسجد فان المسجد یمنع بکونه

### فاعتبر الحافظ

سواء کان رب الفیض او جودہ وحرز

ترجمہ :- اور تلخ جس سے اگر مراد ہے غنہ یعنی ملک کا ان پادہ کی زبردگانان اپنے ملک کے غاوت کمال یا اپنے  
مکاتبلہ کا ان پادہ کی مراد ہے مراد ان کا ان پادہ کی ملکیت کے ال سے یا عام سے یا اپنے گھر سے جس میں جائے کہ  
عام اجازت ہے جو تو ارمین دن کے وقت جانے آنے کی اجازت ہو اور ذات کو جس سے تو باتہ کاٹا جائے  
وامم رہے کہ مرز بالکان کے ہوتے ہوئے حفاظت کے ذریعہ حفاظت کا کوئی اعتبار نہیں اس نے حمام  
میں اگر حفاظت کر کے داخلے کے ہوتے ہوئے کوئی چیز پرانی تھی تو بھی قطع یہ نہ ہر گاہ کہ مرز حمام مکان  
حفاظت ہے لیکن داخلہ کی عام اجازت سے حفاظت میں کوتاہی آگئی اور یہاں حفاظت کا اعتبار نہیں اس  
نے قطع نہیں ہر گاہ کہ مرز مسجد کے گھر وہ حفاظت کا مقام نہیں اس نے حفاظت کے ہوتے کا اعتبار ہر گاہ

ترجمہ :- کہ قولہ فان کان الاذن الا اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ عدم قطع کا حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ وقت  
اذن میں جودہ کرے۔ مطلقاً حکم نہیں، اس طرح ان کے لئے یہ حکم ہے جو اجازت یا نہ ہو چاہے اگر اس نے ایک  
مفسرین یا فاضل کے احادیث کی جودہ ہو کوئی ان کے ساتھ داخل ہو کر جودہ کرے تو قطع کا حکم ہونا  
چاہیے۔ کہ انہی کے

ترجمہ :- جودہ مرز الا اس لئے کہ صبر اس غرض سے نہیں بنائی گئی ہے کہ اس میں اول کی حفاظت کی جائے بلکہ اس  
کی تعمیر اللہ کی یاد کرنے اور اللہ کی عبادت کرنے کے لئے ہوئی ہے بلکہ حمام کے کہ وہ حفاظت کا مقام ہے حرام عام  
کا بنا پر حفاظت میں خلل پڑا۔



هذا يشمل ما اذا كانت الصفة غير الكرم ونفس الكرم بان جعل الدرهم في  
الكرم وبطها من خارج فبقى موضع الدرهم وهو شيء من الكرم خارج ما في  
الكرم فاذا لم لا يجب النقص واعلم انه اذا كانت الصفة نفس الكرم ياتي  
باربع صور لان ما ان جعل الدرهم في داخل الكرم والرباط من خارج  
او جعلها على خارج الكرم والرباط من داخل وعلى التقديرين اما ان طر  
او جعل الرباط فان طر والرباط من خارج ولا قطع وهو ما سبق في التفسير  
وان طر والرباط من داخل وذلك بان يدخل يده في الكرم فيقطع موضع  
الدرهم فيخرج الدرهم مع الظرف فاخذ الدرهم من الكرم فيقطع للاخذ  
من العروة وان حل الرباط وهو خارج قطع لانه اذا حل الرباط يبقى الدرهم  
في الكرم فلا بد من ان يدخل يده في الكرم فيأخذ الدرهم وان حل الرباط  
وهو داخل لا يقطع.

فترجمه و به حکم کتاب بعد صورتی که در باب تحصیل آستین کے علاوہ برادر آستین ہی کو خنجر یا ڈاڑھی کا آستین کو کھول جائیو  
میں درہم رکھ کر باہر سے اندر کے باب درہم کی طرح جو آستین ہی کا ہے باہر سے اندر پہنچنے کی وجہ سے آستین سے جدا ہو جائیو اور  
اس کو پھر کر دو حصے کے لئے سے قطع نہ ہو گا۔ واضح رہے کہ آستین ہی سے قبیل کا کام لینے کی جاہر میں ہو سکتی ہیں اور درہم آستین  
کے اندر سے رکھ جائیں اور باہر سے گرہ دیر یا جائیو۔ ۱۱۱! درہم آستین کے باہر سے رکھ جائیں اور اندر کی طرف گردید کی حالت  
میں درہم سے منقطع ہی یا تو (۱) چورسے کاٹ کر لیا اور یا دائرہ کھول کر چرایا تو آخر قبیل چیر کر لیا اور گرہ باہر کی جانب سے  
تھکی۔ اس سے قطع نہیں اور یہ وہی صورت ہے جو کہ اس تقسیم سے پہلے گذری ہے۔ ۲۔ اور اگر قبیل کاٹ کر ہی یا پھر چیر کر اندر کی  
جانب سے لیا اور اس کی صورت یہ ہے کہ چورسے آستین کے اندر ایسا آٹھ داخل کیسے اور درہم رکھ کر چورسے کاٹ کر لیا اور گرہ باہر کی جانب سے  
صیبت درہم سے منقطع ہی یا تو (۲) وہ آستین سے درہم کے لئے اس صورت میں ہاتھ کا لیا جائیو تاکہ کمر کا آٹھ کے اندر سے منقطع ہو جائیو  
ہے۔ ۳۔ درہم اس سے گرہ کھول کر لیا اور چورسے کاٹ کر لیا اور گرہ باہر کی جانب سے لیا اور اس کی صورت یہ ہے کہ چورسے کاٹ کر لیا اور گرہ باہر کی جانب سے  
درہم آستین کے اندر محفوظ رہیں گے اب اس درہم کو کہنے کے لئے آستین کے اندر سے اس کے لئے آٹھ داخل کرنا ضروری ہو گا۔ ۴۔ اور  
اگر کمر سے منقطع ہو جائیو۔ ۵۔ درہم اس کو کھول کر اس سے درہم کے لئے منقطع ہو جائیو۔

فترجمه و به حکم کتاب بعد صورتی که در باب تحصیل آستین کے علاوہ برادر آستین ہی کو خنجر یا ڈاڑھی کا آستین کو کھول جائیو  
میں درہم رکھ کر باہر سے اندر کے باب درہم کی طرح جو آستین ہی کا ہے باہر سے اندر پہنچنے کی وجہ سے آستین سے جدا ہو جائیو اور  
اس کو پھر کر دو حصے کے لئے سے قطع نہ ہو گا۔ واضح رہے کہ آستین ہی سے قبیل کا کام لینے کی جاہر میں ہو سکتی ہیں اور درہم آستین  
کے اندر سے رکھ جائیں اور باہر سے گرہ دیر یا جائیو۔ ۱۱۱! درہم آستین کے باہر سے رکھ جائیں اور اندر کی طرف گردید کی حالت  
میں درہم سے منقطع ہی یا تو (۱) چورسے کاٹ کر لیا اور یا دائرہ کھول کر چرایا تو آخر قبیل چیر کر لیا اور گرہ باہر کی جانب سے  
تھکی۔ اس سے قطع نہیں اور یہ وہی صورت ہے جو کہ اس تقسیم سے پہلے گذری ہے۔ ۲۔ اور اگر قبیل کاٹ کر ہی یا پھر چیر کر اندر کی  
جانب سے لیا اور اس کی صورت یہ ہے کہ چورسے آستین کے اندر ایسا آٹھ داخل کیسے اور درہم رکھ کر چورسے کاٹ کر لیا اور گرہ باہر کی جانب سے  
صیبت درہم سے منقطع ہی یا تو (۲) وہ آستین سے درہم کے لئے اس صورت میں ہاتھ کا لیا جائیو تاکہ کمر کا آٹھ کے اندر سے منقطع ہو جائیو  
ہے۔ ۳۔ درہم اس سے گرہ کھول کر لیا اور چورسے کاٹ کر لیا اور گرہ باہر کی جانب سے لیا اور اس کی صورت یہ ہے کہ چورسے کاٹ کر لیا اور گرہ باہر کی جانب سے  
درہم آستین کے اندر محفوظ رہیں گے اب اس درہم کو کہنے کے لئے آستین کے اندر سے اس کے لئے آٹھ داخل کرنا ضروری ہو گا۔ ۴۔ اور  
اگر کمر سے منقطع ہو جائیو۔ ۵۔ درہم اس کو کھول کر اس سے درہم کے لئے منقطع ہو جائیو۔





قُلْنَا أَذْهَبَ بِطَرِيقٍ أَعْلَىٰ يَدْحَقِيقَةً كَانَ فِي سَكْرَتِهِ فَلَمْ يَلْأَخْذَ بَعْدَ الْخُرُوجِ  
بِمُخْلَافِ مَسْأَلَتِي الْعَاوِلَةِ وَعَدَمِ الْإِخْذِ فِي مَسْأَلَةِ الْحَمْلِ وَسَائِرِ الدَّابَّةِ  
بِضَافٍ إِلَيْهَا.

ترجمہ: وہ پہلی طرف سے اس کا جواب ہے کہ جب تک اس کی کس اور کا حقیقہ قبضہ نہیں ہوا وہ جو اس لیے واسطے کے ساتھ  
میں سمجھا جائے گا۔ اب جب اس نے باہر نکل کر اس کی کس کے قبضہ میں ہو گیا۔ حالات دوسرے کے معانی کہ اس کی طرف  
راستہ سے نہ اٹھانے کے کہ کوئی صورتوں میں قبضہ مقررہ نہیں ہوا اور جائز پر لا دے اور اس کو پہلے کا خلق پر وہی کی طرف  
منسوب ہے (اس لیے قطعاً لازم ہو گا)

تشریح: یہ واقعہ مذکور ہے ہمارے ذہن میں اس کے بارے میں اس کے قبضہ میں ہے اور گہر پر لا دے  
کہ صورت میں قطعاً ہو گئے کہ ہر پہر کے معانی اس کے ال کا نکالنا نہیں پایا گیا بلکہ جواباً دیا گیا ہے۔

و حاشیہ: غرض کہ ان کے جواب ہے جو کہ امام شافعی کا قول ہے کہ قبضہ میں ہے، غرض یہ کہ اس مسئلہ اور  
دوسرے فقہ کے معانی کے مسئلہ میں فرق ہے کہ اگر کس کی صورت میں دوسرے کا قبضہ آجائے کی دوسرے کی طرف ال  
لے جائے کی نسبت باطل ہو گئی اس لیے قطعاً یہ حاشیہ چلتا ہے۔ حالات مذکورہ مسئلہ کے کہ اگر اس نے راستہ میں ہو گیا وہاں ہے مگر  
اس پر دوسرے کو کا قبضہ طاری نہیں ہوا۔ اب جب اس نے اس کو اٹھایا تو اس سے قطعاً مقررہ نہیں ہو گیا اور اگر اس نے اسے چھوڑ  
دیا اور نہ اٹھایا، تو یہ ضائع ہو گیا اور وہی نہیں ہوئی اور وہ جو لا دے کے مسئلہ میں چرچا ہے کا چلنا اس کی طرف منسوب ہے اس لیے  
وہی لے جائے والا ہوا۔ ۱۱

## نصل

یقطع یمین السارق من زندہ و تخمس ثمر رجلہ البسری ان عاد فان عا  
 ثالثاً لا ویسجن حتی یتوب اما السجین فقط و اما مع التعزیر عند بعض  
 مشائخنا و عند الشافعی یقطع یدہ البسری ثمر رجلہ الیمینی لقوله من  
 سرقی فاقطعوه فان عاد فاقطعوه فان عاد فاقطعوه فان عاد فاقطعوه  
 و مذہبنا ما تورد عن علیؑ ولو کان الحدین صحیحاً لا خالفہ و لما انفذ الصفا  
 بقوله و الطحاوی قد طعن فی الحدیث او فهو محمول علی النیاسۃ فان کا  
 یدہ البسری او اوجھاها او اصبعھا او رجلہ الیمینی مقطوعة او شلاء او  
 ردۃ الی مالکہ قبل الخصومة او ملکہ بھبۃ او بیع او نقضت قیمتہ من  
 النصاب قبل القطع

ترجمہ :- فصل :- باق کاٹنے کے بیان میں جو کرا دینا یا تو گنے سے کاٹ کر داغ، جلت اور اگر چہ چوری کرے تو ایسا نہیں  
 کاٹا جاتا اور اگر چہ اسے کوئی لانا جلت ہو تو نہ کہ اس کاٹنے کے بعد اس کے چوری سے توبہ کرے اور اسے توبہ پر انگلیا جاتے ہیں اس کے  
 ساتھ توبہ پر بھی لگانا جلت جیسا کہ ہمارے بعض مشائخ کا قول ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک تیسری بار میں ایسا جلتا اور چوتھی بار  
 میں عا یا تیس بار کاٹا جلت اس واسطے کہ فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کو چوری کرے تو کاٹو اس کو چوری کرے تو کاٹو اس کو  
 چوری کرے تو کاٹو اس کو چوری کرے تو کاٹو اس کو چوری کرے تو کاٹو اس کو چوری کرے تو کاٹو اس کو چوری کرے تو کاٹو اس کو چوری کرے  
 چار بار کاٹنے کے حد تک تو صحیح روایت ہوئی تو حضرت علیؑ نے ہر بار اس کے خلاف نہ کہ سفارہ و عمار کرام مدین کے قول پر عمل کرتے  
 اور چوری شدہ اس حد تک پر قطع کیا ہے اور باقی تو در توبہ پر قبول کر دیتے تھے چنانچہ اس کی جو کتنی بھی حد و حد تک سے قبول ہے  
 اور اگر چہ اس کا ایسا نہ ہو مگر اس کا ایک بار کاٹنا اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے  
 یا تباہ کیا ہے اور ہر بار توبہ پر قبول کر دیتے تھے چنانچہ اس کی جو کتنی بھی حد و حد تک سے قبول ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے  
 سے بیچ دینا اس کی قیمت و اس کا دھم سے کم ہو جاتا ہے۔

فمن عود لہ فاقطع یمین السارق الا علی و ابن عباسؓ سے ناجائز ہے چنانچہ اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے  
 اور اگر چہ اس کا ایسا نہ ہو مگر اس کا ایک بار کاٹنا اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے  
 کی توبہ پر قبول کر دیتے تھے چنانچہ اس کی جو کتنی بھی حد و حد تک سے قبول ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے  
 روایت کے نزدیک کتاب اللہ پر فرما دینی اور اس کے سلطان کو مدد کرنا یا تباہ کرنا یا اس کے زور و جبر کو لیا کہ یہاں فرما دینا اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے  
 کہ کتاب اللہ کا نسخہ لادنا آیت ہو کہ ہمارے نزدیک جائز نہیں۔  
 سے فرما دینا جو کتنی بھی حد و حد تک سے قبول کر دیتے تھے چنانچہ اس کی جو کتنی بھی حد و حد تک سے قبول ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے اس کی سزا ہے  
 کر چوری کرے تو اس کی قیمت و اس کا دھم سے کم ہو جاتا ہے۔

أو سرق فأدعى ملكه أو أحد السارقين وإن لم يبرهن أو لم يطلبه الملك  
 وإن أقبره <sup>أو حرقه أو جردته أو غيره</sup> فلا قطع لأنه لو قطعت اليد في وقوة البطش ونشأ في اليسرى  
 ينزله تقوية جنس المنفعة وهو في الحقيقة إهلاكه وكذا إن كانت الرجل  
 اليمنى مقطوعة أو مثلاً لأنه إذا لم يكن للإنسان يد ورجل في طرف  
 واحد فهو لا يقدر على المشي أصلاً وما من الطرفان فيضع العصا تحت  
 إبطه فيكون قائماً مقام الرجل الفائتة وإذا دأب السارق إلى ما لكه قبل  
 الخصومة لا يمكن الذي عوى فلا يظفر السرقة وعند أبي يوسف يقطع وأما  
 قال أو ملكه بحكمة ليعلمه أن السرقة الهبة مع القبض وعند زفر والشافعي  
 يقطع وكذا في نقصان القدم يقطع عندهما.

[illegible]

فلسفہ، ادب، تاریخ، سائنس، طبیعت اور دیگر موضوعات پر لکھی گئی کتابیں اور ان کی تعلیمات کی بنیاد پر عمل کیے گئے۔ ان کے اثرات نے جو کہ دوروں  
میں آئے اور دوروں میں گھومنا شروع کیا، وہ اس کی مثالیں ہیں۔

[illegible]



وإنما لا يقطع عندنا لأن النصاب لما كان شرطاً يكون شرطاً عند ظهور السرقة وهو حال القضاء وقد ذكر في كتيبنا أنه لا يمتنع القطع عند الشائعي بمجرد دعوى السارق إن السرورق ملكه لأنه لا يعجز سارق عن ذلك فيؤدي إلى سد باب الحق لكن في الوجه ذكر خلاف هذا وعلل بأنه صار خصماً في المال فكيف يقطع بخلاف غيره وتولاه أوله يطالب والكلها وإن اقترهوها فلا قطع أي إن لم يربط لب ماثلت السرقة أي السرورق فلا قطع وإن اقتر السارق بالسرقة لأنه لما كان الداعوى شرطاً لا بد من مطابقة المدعى.

الظهور السرقة وهو يجب لعدم علم

ترجمہ ۱۔ اگر دعوے نزدیک یا غائبہ کا ہے تو یہ ہے کہ نصاب قطع کی شرط ہے جو کہ ظہور سرقت کے وقت تک یا جان پہچان پر سرقت کا ثبوت و ظہور پر نہ ہو نہ ثبوت یا دعوے کے وقت اور اگر نصاب اشیاء میں نہ کہ ہے کہ اشیاء میں نہ کہ نزدیک یا سرورق کے بارے میں جو کہ کا دعویٰ یہ دعویٰ کہ وہ اس کا مال ہے الے قطع نہیں ہو گا کیونکہ یہ شرط ہے جو کہ دایا دعویٰ کو مستند ہے جو کہ سرقت کا وہ دعوے میں نہ ہو گا کیونکہ خود حوالہ کی کتاب "و مع" میں اس کے خلاف ذکر ہے۔ اور علت یہ بتلائی گئی کہ اس کی ملکیت کا دعویٰ کسی کے جو ایک فریق میں گیا اب دوسرے فریق کی قسم کھانی ہے کہ میں اس کا مال ہوں یا نہ کہ اس کا مال ہے لا۔ اور مصنف کا قول "ادام مطالب البتہ وان اقر جوہراً فلا قطع" کا مطلب یہ ہے کہ اگر ملزم میں اس سرورق کا ایک اگر دعویٰ نہ کرے تو قطع نہیں ہے اگر یہ دعویٰ جوہری کا قرار کرے کیونکہ جوہر سرقت نام میں ہے لہذا یہ حکم دعویٰ کی شرط ہے تو دعویٰ کی طرف سے دعویٰ کا پیش ہونا ضروری ہے۔

تشریح ۲۔ دقیقہ گذشتہ اندیشے سے کہی جلتے ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ نصاب قطع کی ملکیت کی جانب کے ایک قطع اور ایک پر یہ دونوں قطعاً ممکن ہے اگرچہ قطع کی طرف سے اس نے دوسری بار کی جوہری میں دلائل باطلہ کے بعد یا ان یا دلی کا سامنا متوجہ نہیں ایسے ہو دلی میں کا یا ان یا قطع میں سے پہلے یہ کہ جوہر کو اب اگر جوہری کی سزا میں اس کا دلائل باطلہ کاٹ دیا جائے تو گرفت کا قاعدہ ہی غیر ہو جائے گا۔ اس مسئلہ کی دلیل حضرت علی وغیرہ علماء کا دلائل پروردگار یا ان باطلہ کاٹنے سے باز رہنا ہے تیسری تالیف میں جوہر جوہری کرنے پر حسیہ کہیں گے کہ یہاں ہے ۱۱

نکتہ قول نقصان العقیدہ ذکر یعنی سرورق میری قیمت کم ہو جائے خلاصہ کے وقت اس کی قیمت دس درہم یا اس سے زیادہ ہو پھر حد نافذ نہ کرے سے پہلے اس کی قیمت گم ہو جائے اور دس درہم سے کم ہو جائے تو قطع نہیں ہے یا یہ فیصلہ قائل کے بعد قیمت میں کمی ہو۔

دعا شدہ یہ تمام لے کر جوہر و دلی و اشیاء اور تالیف میں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جوہری کا قرار کرنے والا اگر اپنے اقرار سے رجوع کرے تو بالاتفاق اس سے حد نافذ ہو جائے جو مالیت پروردگار سے بدلہ ملے کے اندر یا بت نہ کرے کہ جوہر و دلی جوہر یا اس کا مستند ہے اس کے اور جوہر اگرچہ مستند اس میں ہے مگر یہ کہ اس کے کا دعویٰ بھی یقیناً موجب مستند ہو گا پہلے دعائے حجت سے ثابت نہ کرے اس کی سزا سے بھی حد نافذ ہو جائے گا۔

نکتہ قول لیکن یہ جوہر یا دلی۔ غرض فقہ کی کتاب ہے جو کہ بطور وسیع کا لفظ ہے اور یہ قطع کی کتاب میں امام فخری علیہ السلام نے مختلف احوال معلوم اور کیا و سوا اس کا تاویل کی ہے جس میں ان کی روایات مشہور ہیں جوہر ہے۔

نکتہ قول و ما مضی الا حاصل یہ کہ جب جوہر نے دعویٰ کیا کہ سرورق میری ملکیت ہے تو وہ اس کی ایک فریق میں گیا اور اس کے اور سرورق کے دو فریق میں خصوصیت دینے پر کسی اس نے قطع کا حکم جاری ہے کیونکہ جوہر نے اپنے حق اس کی ملکیت ثابت ہو جائے گا اور جوہر کا اقرار یا قطع ہو جائے گا۔



وان كان فيها توهم انها لو كانت حاضرة اذ عت امر لا يقطع الحد فلا اعتبار به  
 لان المزنية راضية بالزنا فتكون مثبته في دعوى ما يقطع الحد فهذا هو الفرق  
 الذي وعدت في باب شهادة الزنا ثم عطف عليه الضمير المستكن في قوله وقطع  
 قوله لا من سارق قطع اي لا يقطع بطلب المالك والسارق لو سرق  
 من سارق بعد القطع لما سباني من سقوط عنه مثبته

ترجمہ :- قریب ان اگر اس کا اعتبار ہے کہ اگر وہ حاضر رہے تو ممکن ہے کہ ایسے ارکان دعویٰ کرنی میں سے حد لفظ ہو جائے مگر اس کا اعتبار نہیں کیونکہ جس عورت سے زانیہ کا یہ وہ خود لفظ نہ ہے خوش دورا میں ہوگی اس لئے دعائیہ رضاعتی کی بنا پر مقرر شدہ ہوگی ایسے ارکان کے دعویٰ میں جو حد لفظ کو لے گا موجب ہو سکتا ہے دین بیان میں دعویٰ کے اقبال کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور جو دین کے معاملہ میں سرفروغ پر اپنی فرض کی نہیں ہو سکتی اس لئے حد واجب نہ ہو سکے کہ اقبال کا اعتبار ہو گا اس لئے شائع لفظ میں کہ یہ وہ فرق ہے درجہ اول و دوم کے درمیان جس کے بیان کرنے کا شہادت نہ لے سکے اب میں نے وعدہ کیا تھا میرا حق ہے اپنے سابق قول کو قطع کی غیر مستسر اس لئے قتل کا عطف کیا کہ اولاً نہ ہو سکے گا اس جو دین میں لے آئے جو دین سے الی چرا میں کہ ان کا جاجا چکارتہ درجہ کی سزا میں یعنی ایک اول جو دین کے مطالبہ پر پانچ نہیں کا ۱۲ جائے گا مگر اصل نے اول جو دین کے لئے جانے کے بعد اس سے جو دین کی ہو کیونکہ اس الی کی عصمت باقی نہ رہی جیسا کہ عتق یہ اس کی تفصیل آگے ہے

نکاح :- واقعہ ہے کہ نہ تو اس کی جو دین ہو جائے جو مطالبہ کا حق میں اس کی جو دین کا دین میں فاقہ برآل منصرف کی حفاظت واجب ہے اب اگر اس کے پاس سے حق منسوب ہو جائے تو اس کی خصوصیت کا ان کی اس دوسری صورتوں کو پاس کرنا جائز ہے  
 سے قول علی :- اگرچہ جب تک سرفروغ میں الی مالک تابعی و عاقلہ جو دین کی کارطری کہ ہے اتروہ نہ ہے تو اس صورت میں عدم موجب قطع کا اقبال ہے اس کے ترک نہیں کہ وہ الی خود جو دین کا ملوک ہو یا اس کے کسی دین رحم غرم کا ملوک ہو اس وقت کی بنا پر سرفروغ کی طرف سے دعویٰ کے قطع و لازم نہ ہوگا  
 سے قول ابی حنیفہ الزہری :- اگر ایک محال منقطع لا جواب ہے سوال یہ ہے کہ سرفروغ نہ کا مطالبہ نہ کرنا یا اقبال جو دین کی صورت میں تعلیم لازم نہیں کرنا اس کی قطعاً ہے کہ نہ اس میں مزنیہ فاقہ ہو سکے زانیہ پر حد لازم ہے مگر ملوک وہاں ایسا حکم نہیں ہے بلکہ اگر زمانہ گواہ ہو جائے تو اس کی صورت میں حاکم جو دینوں کو لازم ہوتی ہے حالانکہ یہاں بھی اس کی قطعاً ہے کہ اگر وہ حاضر رہے تو ممکن ہے کہ دینے کسی ارکان دعویٰ کو جس سے دعویٰ کے ادب سے حد لفظ ہو جائے مگر اس سے یہ کہ نہ لگانے والی جو دین زانیہ رضاعتی ہو ہے اس لئے اس کی طرف سے ایسی ہمت کے دعویٰ کرنے میں جس سے حد لفظ ہو جائے خود قرض کی ہمت باقی نہ رہے ہذا اس اقبال کا کوئی اعتبار نہ ہوگا

و اما علیہ :- حاکم نے اس سرفروغ کا ذکر کیا ہے کہ جو دین کے قریب سے الی چرا جائے کہ وہ مال کا مال نہیں ۱۔ سارق اہل کے قطع سے پہلے یہ سرفروغ کا ۲۔ یا قطع سے پہلے جو دین کا اگر قطع سے پہلے جو دین ہو جائے تو سارق اہل کی خصوصیت کے باعث دوسرے جو دین کا ہونا جائز ہے اس لئے کہ اس صورت میں سارق اور غیر فاقہ کے ہونا ادب کے قطع سے الی جو دین ہو سکے اس کے دعویٰ سے جو دین کا لایا جائے اور اگر سارق اہل کے قطع سے پہلے دوسری جو دین ہو تو یہ سرفروغ کی موجب قطع نہیں ہے اور وہوں سے ۳۔ قطع دین کے بعد الی سارق اہل کا قطع نہ کیجیے گا نہ ۴۔ اور نہ کیجیے گا ان واقعات سے اور ایسے شخص کا دعویٰ دوسرے جو دین کے قطع کے بارے میں کافی اعتبار نہیں ۵۔ سرفروغ کی وقت موجب قطع ہو جائے جیسا کہ ہم الی جو دین ہو اور اس اہل کے قطع سے پہلے وہ الی مصدوم نہیں رہتا ہے نہ لکھ کے حق میں اور دوسرے اہل کے حق میں ۶۔ ہو جائے گا













# بَابُ قَطْعِ الطَّرِيقِ

مَنْ قَصَدَ مَعْصُومًا عَلَى حَالٍ كَوْنِ الْقَاصِدِ مَعْصُومًا أَوْ مُسْلِمًا

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

أَوْ ذِمَّتًا فَإِذَا أَخَذَ نَسْلَ أَخْدَ شَيْءٍ وَقَتْلُ حُبْسٍ حَتَّى مَوْتٍ أَوْ يَنْظُرُ فِيهِ سَيِّمَاءُ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

الصَّالِحِينَ وَإِنْ أَخَذَ مَا لَا يَصِيبُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُ يَضَاقُ السَّمَقَةُ قَطْعِيًّا وَرَجُلًا

أَوْ ثَلَاثِينَ أَمْشَاقًا أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ

فَرَدَّ عَلَى مَعْصُومٍ أَوْ مُسْلِمٍ بِسَبْعَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِثَمَانَةِ أَمْشَاقٍ أَوْ بِعَشْرِ أَمْشَاقٍ



وَجَرَّ وَعَصًا لَهُمْ كَسِيفٌ فَإِنْ جَرَّ وَاحْتَدَّ قَطَعَ وَهَذَا جَرُّهُ دَانَ جَرَّ نَقَطَ

اَوْ قَتَلَ عَمْدًا تَابَ اِي تَابَ قَبْلُ اِنْ يَرْخِذْ اَوْ كَانَ مِنْهُمْ غَيْرُ مُكَلَّفٍ اَوْ ذُو رَحِمٍ

مَحْرَمٍ مِنَ الْمَادَّةِ اَوْ قَطَعَ بَعْضُ الْمَادَّةِ عَلَى الْبَعْضِ اَوْ قَطَعَ الطَّرِيقَ لِيَأْذَ اَوْ عَمْدًا

لِي مَصْرًا وَبَيْنَ مَصْرَيْنِ نَلَّحَدَّ وَلِلْوَلِيِّ تَوَدَّةٌ اَوْ اَرْشُهُ اَوْ عَقْوَةٌ اِي فِي الْقُتُولِ

الْمَذْكُورَةِ لَا يَجِبُ الْحَدُّ بَلْ اِنْ كَانَ الْقَتْلُ عَمْدًا نَلَّحَدَّ لِلْوَلِيِّ الْقَوْدُ وَاِنْ كَانَ غَيْرَ

عَمْدٍ نَالِدِيَّةٌ وَيَكُونُ لِلْوَلِيِّ الْعَفْوُ وَعِنْدَ ابْنِ يَوْسُفَ اِذَا كَانَ بَعْضُهُمْ غَيْرُ مُكَلَّفٍ

اِي صَبِيًّا اَوْ مَجْنُونًا فَيُشَارُ الْعُقْلَاءُ بِحَدِّ الْبَاقِيْنَ اِمَّا فِي الْقُتُولِ وَبَيْنَ الْمَعْرِيْنَ

اِذَا كَانَا قَرَبِيَيْنِ كَالْكُفَّةِ وَالْحَيَرَةِ بِحَيْثُ يَلْقَاهُ الْغَوْتُ غَالِبًا.

ترجمہ :- اور قطعہ اور لٹا کر مارنے کا حکم ہے اور اگر کسی کو زخم کرے اور اس سے زخم اس کے ہاتھ پاؤں کے باقی رہے اور

زخم کرنے کا قصاص نہ ہو اور اگر کوئی کو مرتد کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے

یعنی اگر کسی نے باقی رہے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے

یعنی اگر کسی نے باقی رہے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے

ترجمہ :- اور قطعہ اور لٹا کر مارنے کا حکم ہے اور اگر کسی کو زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے

یعنی اگر کسی نے باقی رہے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے

ترجمہ :- اور قطعہ اور لٹا کر مارنے کا حکم ہے اور اگر کسی کو زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے

یعنی اگر کسی نے باقی رہے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے

ترجمہ :- اور قطعہ اور لٹا کر مارنے کا حکم ہے اور اگر کسی کو زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے

یعنی اگر کسی نے باقی رہے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے اور اس سے زخم کرے





وہذا نظیر صلوٰۃ الجہادۃ نصیر فرضاً علی جہاد من دون من ہو بعد عن المیت  
 فان قام بها الاقربون او بعضهم سقط عن الكل وان بلغ الى الابد ان الاقربین  
 شیعوا حقہ فعلى الابد ان يقوم بها فان تروا الكل فکل من بلغ اليہ خبر موتہ  
 یصیر اثماً وکرمہ الجعل مع فی و بدوہ لا الجعل ما یجعل للعامل علی عملہ المواد  
 انه اذا کان فی بیت المال شئ لا یجعل الامام علی اباب الاموال شئاً من غیر  
 طیب النفس لیتقوی بہ الغرۃ اما اذ الم یکس فیہ شئ ینفعل ذلک فان  
 حوصروا ای الکفار بان حاصروہم المسلمون دعو الی الاسلام فان ابوا فالی  
 الجزیۃ فان قبلوا فلهم ما لنا وعلیہم ما علینا۔

ترجمہ :- اور اس کی نظر تازہ بند ہے کہ اگر اہل بیت کے ساتھ یہ فرض ہوتا ہے تو ان کے کوئی نہیں تھا کہ قرب و دور کے لوگ ان میں سے  
 بعض یہ فرض کیا کہ قرب کے دور سے ساتھ ہر سائے کی اور دور دور ماحول کو فرض پر پختہ کہ قرب و دور کے ماحول کے ساتھ ساتھ کر دینا  
 دور والوں پر فرض ہو۔ مگر یہ فرض سبب ازاد و دیگر ماحول کے ساتھ ہر سائے کی اور دور دور ماحول کو فرض پر پختہ کہ قرب و دور کے ماحول کے ساتھ ساتھ کر دینا  
 گنہگار ہوں گے اور جو دار و دیوار کے ساتھ ہر سائے کی اور دور دور ماحول کو فرض پر پختہ کہ قرب و دور کے ماحول کے ساتھ ساتھ کر دینا  
 اہل بیت پر ماحول کو اس کے علی کے ساتھ فرضی دینے کے لئے تحریر کیا جائے اور یہاں میں کردہ جو سائے کے ساتھ ہر سائے کی اور دور دور ماحول کو فرض پر پختہ کہ قرب و دور کے ماحول کے ساتھ ساتھ کر دینا  
 میں جہاد پر فرض کرنے کے لئے اہل ماحول کو جو دور دور ماحول کے ساتھ ہر سائے کی اور دور دور ماحول کو فرض پر پختہ کہ قرب و دور کے ماحول کے ساتھ ساتھ کر دینا  
 نہ طاعت۔ اہل الجہاد کے ساتھ ہر سائے کی اور دور دور ماحول کو فرض پر پختہ کہ قرب و دور کے ماحول کے ساتھ ساتھ کر دینا  
 کو جس کو خود ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیا جائے کہ وہ اسلام قبول کرے اسے اسلام قبول کرنے سے انکار کریں تو ان سے جزیرہ طلب کریں  
 اگر وہ جزیرہ دینا قبول کریں تو ان کے لئے فرض بقول نہیں ہے بلکہ ان پر وہ دوسرا دوا یاں ہیں جو ہم پر ہیں۔

فتوویٰ میر  
 دھامکے چھ ماہ قبل تو اس پر ایک تقریر لکھی تھی اور اس نے اس کے کتب و رسائل اور جہاد کا کوئی اہتمام نہیں کیا اور اس کی طرف انہوں نے بالکل  
 توجہ نہیں دی ہے۔  
 سچ تو یہ ہے کہ اگر خاں کے زور کے ساتھ مٹنے کے دن پر خاں اس کی کرکڑیاں لے کر جو جگہ کے بغیر ماحول پر بھی طاعت اور جہاد و غیرہ  
 جنگ کے ذریعہ حاصل ہونے والے مال کو غنیمت سمجھیں یہاں شئی کا لفظ عام ہے جو غنیمت و غیرہ سب کو کہتا ہے جب کہ اس  
 نے اس طرف اشارہ کیا ہے اس لئے کہ جہاد کی جیسے کی کرابت غنیمت کے بالمقابل مال کے موجود ہونے کے ساتھ غنیمت نہیں بلکہ اس  
 کا دار و حاکم بیت المال میں خود ضرورت الی خود ہونے پر ہے خواہ غنیمت ہو یا فیاد دوسرے ذریعہ کی آمد لی  
 سچ تو یہ ہے کہ اگر خاں کے زور کے ساتھ مٹنے کے دن پر خاں اس کی کرکڑیاں لے کر جو جگہ کے بغیر ماحول پر بھی طاعت اور جہاد و غیرہ  
 انبیاء و جہاد کے ساتھ ہر سائے کی اور دور دور ماحول کو فرض پر پختہ کہ قرب و دور کے ماحول کے ساتھ ساتھ کر دینا  
 میں جہاد پر فرض کرنے کے لئے اہل ماحول کو جو دور دور ماحول کے ساتھ ہر سائے کی اور دور دور ماحول کو فرض پر پختہ کہ قرب و دور کے ماحول کے ساتھ ساتھ کر دینا  
 نہ طاعت۔ اہل الجہاد کے ساتھ ہر سائے کی اور دور دور ماحول کو فرض پر پختہ کہ قرب و دور کے ماحول کے ساتھ ساتھ کر دینا  
 کو جس کو خود ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیا جائے کہ وہ اسلام قبول کرے اسے اسلام قبول کرنے سے انکار کریں تو ان سے جزیرہ طلب کریں  
 اگر وہ جزیرہ دینا قبول کریں تو ان کے لئے فرض بقول نہیں ہے بلکہ ان پر وہ دوسرا دوا یاں ہیں جو ہم پر ہیں۔













ولا يجوز اخذ العزبة من المرتد لكن لو اخذنا لا نشرد اليه لانه مال

غير معصوم ولا يتباع بسلاحه وخيل وحديد منهم ولو بعد صلح وصح

امان حر وحرّة فان كان شرّاً نبكاً وأدب ولغا امان الذمّي واسير

وتاجر معهم ومن اسلحه ثمنه ولم يهاجر اليه وصبي وعبد الا ما ذونين

ومجنون المراد بالاسير مسلم اسير في يد الكفار وبالتاجر تاجر مسلم

حر جسمہ۔ دوزخ سے جزیرہ یا جزیرہ میں امن سے اس کے لیے جہاد تو یہ وہ داییں ہیں کہ اس کے کان کو ان معصوم

و غیر ذمّی اور کافر کی ہاتھ اسلحہ، خوراک اور کراچی کے جائز، اگرچہ صلح کے بعد بھی کہیں نہ ہو اور اس کا ذکر آزاد

مسلمان مرد یا عورت بناد دے گا اس کی ان میں سے ان اگرچہ اسلام اس کو غلامت سے بھی تو علی بن عبد اللہ نے تحریر

دے اور ان دینے والے کو تائب کہے اور اگر کوئی ذمّی یا تیری یا تاجر برکھار کے ساتھ ہے یا جو دار الحرب میں اسلام لایا

ہے، وہ ہمارے طرف ہجرت کر کے پس آیا یا اسلام یا غلام یا مجنون ان دے تو ان سب کی ان باطل ہے ان کو کھانا غلام

آفرینے والی یا ان کی اجازت سے جنگ میں شریک ہوں تو ان کی ان سب سے، تیری سے مراد وہ مسلمان تیری جو کافروں

کے بغیر ہیں اور تاجر سے مراد مسلمان تاجر جو دار الحرب میں کافروں کے ساتھ ہو۔

نشر مع اذیہ منہ ویتا کہ کفر ان برانہ الا بین اگر صلح ہو کر اسلام لائے کی صلح کے انعقاد پر تو نہ دیکھا جاسکتا ہے کہ اگر کعب

صلحت جلی جاتی تو مسترد کر دیا جائے اللہ وعدہ پورے کرے پھر بنا خفیثا ترک جادے اللہ نہ دے کھانے کے صلح غم کرنے

کی خبر ان کو پہنچ کر ضرور کہے اور خبر پہنچنے کے بعد میں اتنی مدت تو فقہ کرنا چاہیے کہ صلح وہ کرنے کی جہاں سب کو پہنچ جائے

اور اس کے لئے اتنی صفت کا ہے کہ صلح وہ کرنے کی خبر ان کے بار میں ایک پہنچے کے بعد اس مدت میں تمام اطراف ملکیت میں

اس خبر کا پہنچنا ممکن ہو لیکن اگرچہ صلح کے صلح نہ توڑی جائے بلکہ کافروں کی غداروں اور خیانت کی بنا پر توڑی جائے

تو پھر کافروں کا اس کی اسلحہ دینا ضروری نہیں اس لیے کہ وہ خود میں غیر مستحکم بن چکے ہیں اب ہمارے لئے نقصی ہر کی ضرورت

نہیں کہ جہاں اس کی خبر نہیں دینی پڑے یا جہاں

و عاصیہ مدینہ انا قولہ ولا یباع الخ اور اس طرح راویوں اور حارر یا جلیہ مدینہ میں ان کو ہر کیا جائے اللہ اس حصہ میں اصل نشر

قال الا یہ فرائی ہے۔ قنا واصل علی ابہر و التقوی و ہذا واصل علی الوہم و السوء من اعدان امشہا کرمان کے ہاتھ فروخت کرنے

اور ان میں ان کا ایک جائے میں مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگ کہنے پر ان کو حکمت میں ہونا چاہیے اس حدیث سے جس کی اس کی پابندی

ہو جائے کہ آپ نے لکھ کے ہوئے ہیں اسلام فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے و شیخ، طبرانی و دیگر روایتیں کہ: پھر نیا اسلحہ

چاہئے ۱۱

قلہ قولہ فان کان شرّاً الخ یعنی اگر کوئی کافر ان دینے سے اور امام اس کے مسلمانوں کی صلحت کے خلاف کہے تو اس کا کفر

کو مصلح کہہ کر ان مسترد کر دے جیسا کہ نقضی صلح کا حکم ہے اور اس دینے والے کو اس کی توبہ دانی پر مزا دے ۱۲





و یورث قسطن من مات ہنا و حل لنا ثلثہ طعام و علف و حطب و دھن  
 و سلاخ و حب، حاجۃ بلا قسمۃ لا بعد الخروج منها و لا بیعہا و تمولیہا  
 و رد الفضل الی المغنم و من اسلم ثلثہ عصبہ نفسہ و طفلہ لانی  
 صار مسلماً تابعاً و لا مالاً معہ او اودعہ معصوماً ای ما لا وضعہ  
 امامتہ عند مسلم او ذمی لا ولدہ کبیراً و غیر سہ و حملہا و  
 عقارہ لان العقار من جملۃ دار الحرب و هو یبدا اهل الدار  
 ففیہ خلاف الشافعی و عبدہ مقاتلاً و مالہ مع حرث بغصب  
 اود و بعتہ و یعتل و قت المجاوزۃ۔

ترجمہ: اور جو شخص دارالاسلام میں آن کرے اس کا سر و سب کے نزدیک (لاؤن) کو دلا جائے گا اور مسلمانوں کے لئے  
 دارالکرب میں مال غنیمت میں سے تقسیم کیے جائے گا۔ اٹھاس و کلایں، یعنی اسباب جنگ کے ضرورت سے جو اسلحہ میں لانا جائز ہے  
 اور دارالحرب سے غنائم کے میدان کا استعمال جائز نہیں اور وہیں کا بیع اور اسے بیع کر کے رکھنا پس بھی جائز نہیں۔  
 اور دالہا جس کے بعد بیع جائز ہے وہ مال غنیمت میں دالہا کو دلا جائے اور دارالکرب میں جو سہانہ جو جائے محفوظ ہو جائے گی ہر  
 نعمت سے اس کے مالان اور اس کا مال بیع کر دے وہ بھی بائ کی قیمت میں مسلمان بنا دیتا ہے اور اس کو مال جو اپنے پاس ہو یا  
 اپنے خفیہ کے پاس یا غنیمت کے جو بھی اس کا مال غنیمت ہے اس میں مسلمان لڑائی کے پاس جو مال بطور غنیمت دیکھو جو وہ بھی غنیمت  
 جو مال سے محفوظ رہے گا۔ لیکن اس کے مسلمان جو مال سے محفوظ نہ ہو گا اس کی اور کبار اور اس کی بیوی اور اس کا  
 مال اور جس کی بیوی کو زور یا حرب سے جو کہ دارالحرب و بیرون کے قبضہ میں ہے اس میں امام مسلمانوں  
 کا اختلاف ہے اور جو شخص مالہ جو کھاس کا لئے مالہ غنیمت اور جو مال اس کا حربی گنہاں بطور غنیمت لالہ جو اور جو غنیمت  
 کے امتحان میں سرحد پار ہونے کے وقت کا اعتبار ہو گا۔

تشریح: و دقیقہ کہ غنیمت اس کے لئے اس کے حق میں سب غنیمت کا اعتبار ہو گا لیکن غنیمت سب میں تقابلی میں حرکت کا اعتبار ہو گا اور  
 ہر مالہ سے غنیمت غنیمت کے اس قول کا انہی میں کچھ فرق ہے (۱)۔

و ما سجدہ نہا لہ قولہ و حل لنا ثلثہ طعام و علف و حطب و دھن و سلاخ و حب، حاجۃ بلا قسمۃ لا بعد الخروج منها و لا بیعہا و تمولیہا  
 فردخت کو نا جائز نہیں، غنیمت این واس سے مردی کے کرم حاصل شدہ علیہ و سہ تقسیم کیے بغیر کو فردخت کرنے سے  
 منع فرمایا، اس میں کہ حرب نہیں کی مال غنیمت میں کھانے کی چیزیں ہیں ان میں سے کھانے اور چارہ اور جو دھیرا اپنے  
 جاؤ اور کھلائیں یہاں تک کہ فردخت ضرورت غنیمت کی گائی اور کبریاں و ذبح کر کے کھا لیں، کھانے اور چارے میں  
 استعمال کی چیزوں پر غنیمت نہیں ہے چنانچہ صحابہ کرام اہل کرم تھے اسے کون کہ فردخت نہ کرتا تھا کون فردخت کر دے  
 تو دے اس میں سے کھانا مطلق نہیں اور دالہ اس میں سے قطعاً کھانا اور دھن ہے کچھ اسے غنیمت میں دالہ کر دے، غنیمت صرف  
 کھانے اور چارہ دینے سے ہے اگر کھانے سے دھن کہ ضرور غنیمت نہ ہو گی،  
 کہ ضرور نہ ہو گا لیکن ہمارے لئے کی غرض سے ان باتوں سے غنیمت نہ ہو گا، ہر مالہ میں شکار ہے اس میں رکھے اور اپنا مال ضرور دے  
 دے اس کی رہے ہے کہ ان سے قطعاً ضرورت کی بنا پر ساجہ اسے صرف ضرورت کی حاجت لالہ دے رہے گی،  
 و بالعدۃ قدیر۔











اولسیتیۃ جعلت لکم الریبع بعد الخمس ای بعد ما رفع الخمس جعلت  
 لکم ربع الباقی او ثلثہ ۱۲ ونحو ذلک لا بعد الاحراز ھینا ای بدار الاسلا  
 لا تخرج صار ملکاً للغائبین الا من الخمس وسکینہ ما معہ حتی مرکبہ وما  
 علیہ وهو للکل ان لم یفقل خلائاً للشافعی فان السلب عندہ للقاتل  
 ان کان من اهل ان یسہم لہ وقد قتلہ مقبلاً لقولہ علیہ السلام  
 من قتل قتیلاً قلہ سلبہ ونحو فیصل ہذا علی التنفیل لا علی وضع  
 العشر یجتہد۔

ترجمہ: ۱۔ یا شافعی جو قتل کرے جس کے لئے ہمارے داخلہ نیست کا مس غافل نہ ہو اس کا ایک چوتھائی حصہ غرقہ کر دینا اور باقی  
 حاصل کر دینا غنیمت میں سے نہیں ہے بلکہ جو مس نے بغیر ال غنیمت میں سے شکار ایک چوتھائی یا ایک تہائی یا اس طرح کا ایک نانہ  
 حصہ قمار سے لے کر کر دیا یا غنیمت سے یا مال غنیمت آجائے کہ جس کے لئے قتل کر دیا حصہ کا اعلان نہیں کر سکتا ہے نیز عداوت و غلام  
 میں آجائے کہ جو کہ ایک ایسی چیز میں سب یا دین کا حق قائم ہو بلکہ ال غنیمت میں سے ہے کفایت اور اس کے اسباب  
 عداوت و سب سالانہ ہو کہ مقتول کے ساتھ جو دین ہیں ایک کہ اس کی سواری اور اس کی برکے سے ہونے اسباب جو اس میں داخل ہوئے  
 اور اگر تمام قاتل کو بطور قتل دینے جائے گا اعلان نہ کرے کہ مقتول کا اسباب سب غائبین میں بٹا جائے گا بھلا ام سب غنیمت  
 بلکہ ان کے نزدیک مقتول کا اسباب ..... ہر مال قاتل کو ملے خاطر فیکر، تالی حصہ یا نکال دینا جو دین سے  
 بھلا نہیں نہ ہو گا اور اس حال میں قتل کیا ہو کہ جس ملے اور قاتل ان کی ذیل میں ہے کہ غنیمت حاصل الشہیدہ رحمہ فرمایا۔ غرض  
 کسی کا کہ قتل کرے تو اس میں اس کے اسباب کا اعلان عداوت و سب سے نزدیک یہ صورت اس صورت پر کمال ہے بلکہ مال لفق کا اعلان  
 کرے یہ شرط واجب نہیں ہے اگر ہر حال میں مستحق ہوں ہاں۔

فقہ یحذیر کہ سبب غنیمت میں قربت و غایت ہے تا کہ دین دولت کی رسوائی نہ ہو اور مال غنیمت و چاہیں حاصل ہونے کا سبب غنیمت  
 کہ وہ مال و غنیمت و شہادۃ دین و باجائی کا جگہ اس طرح اور دین حاصل شدہ مال غنیمت میں مشابہت ہو  
 کہ تولد ان یفقل والاج تغیل سے سارے کا سبب غنیمت نقل نہ کرے جس چاہے تدریج کو نقل کیا جائے اور مال سبب غنیمت کو اس کے حصہ  
 سے اعلان کیا جائے کہ اسے نقل کیے ہیں اور اس تغیل میں تقسیم غنیمت کی ایک قسم ہے، البتہ اس کو کوئی طرفہ خاصہ نہیں بلکہ یہ ام کی بنا  
 پر موقوف ہے، الف۔

و حاشیہ: یہ بیان کہ قتل الا من نفس الا یمن ال غنیمت میں کہ کے عداوت و سبب میں سے آئے کہ بعد ام جس غنیمت میں سے نقل دین  
 سکھتے اس میں ایک اور اس میں غنیمت کا دین نہیں ہے ام میں اور چاہے غنیمت کہ سکھتے، اگرچہ سبب جو کسی طرح تو سبب دین و غنیمت کے  
 حق کا احوال یا نقصان لازم آتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسات کثرت سعادت میں ہیں ان کا کفایت دین حق نہیں ہے چاہے  
 نام کو اس کی جاذبت ہے کہ ایک ہی مستحق پر تقسیم کر دے، سعادت و کفایت اس کی نظر کر دینی  
 کہ کر دے بلکہ ام الا یمن مقتول کے ساتھ جو کہ کسی میں سواری دین کا اسباب، اسلحہ، اور غنیمت اور کتبہ وغیرہ جو دین کی سواری  
 پر جو سونا چاندی و دین کی چیزیں اور ان کے احوال و دین کے ساتھ سبب میں داخل ہیں البتہ ان اس کے غنیمت اور دوسرے  
 جو پائے جو کہ جس پر دین و سبب میں سے قتل و سبب میں داخل نہ ہو گا، البتہ۔





ایں ان قبعت عینہ فی ید التاجر فاحذرا نشئہ فالملك القديم یاخذ منه یحل  
 النمن ان شاء ولا یحیط من الثمن ثمنی بازاء ما اخذ من الارش فان أسیر عبدا  
 فبیع ثم کذا فللمشتتری الاول خذه من الثانی بثمانه شکر... لیسبتہ اخذ  
 منه بثمانین وقبل اخذ الاول لا یعبدا أسیر من لیبذ فاشتواہ علم بمائتہ  
 ثما أسیر منه فاشتواہ بکربمائتہ فعمی یاخذہ من بکربمائتہ ثما یاخذہ  
 زید من عمرا بمائتین۔

ترجمہ :- لیکن اگر اس تاجر کے قبضہ میں آئے کہ وہ غلام کا آنگہ کوئی بیوڑ دی اور تاویل اس سے آنگہ کو ویت حاصل کیا تو جس سے  
 مالک غلام کی جائے تہو سے ماہ سے کہ غلام کو کھانے کے لئے کھانا دیا اور اس نے بیعت اس کے ساتھ جس دام کے اور کوئی کی نہ ہوگی اور اگر غلام نے عام غلام  
 کے کیلئے ایک سو بیوڑ دیا اور اس کی تجارت میں کچھ کر کے فروخت کر دی تو مشتری اعلیٰ اس کا دام دے کہ وہ دوسرے خریدار سے ملے گا ہے  
 اس کے بعد جس کا پہلے مالک دوکان دام سے کہ مشتری اعلیٰ اس سے ملے گا کہ وہ مشتری اعلیٰ اگر نہ ملے تو وہ مالک مشتری اعلیٰ سے نہیں ملے  
 سکتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوش کار ایک غلام کو لے کر آئے اور اس سے سو روپے کو خریدا اور پھر اس غلام کو کافر  
 بن کر لے گئے اب کہتے ہیں کہ سو روپے میں خرید اور پھر اس غلام کو بیکر سے اس کا سو روپے دے کہ صاحب نے کتابت اور زید اگر غلام سے  
 لینا چاہے گا تو دوسروں کو دینے پر آمین ہے۔

تذکرہ مخفیہ مخدوم صاحب جانن فرمایا کہ میں نے گورسہ بہاؤ اللہ اور علی راہیہاں کران کہ دولت چلے جائی کہ ایسا  
 ہے اس کا باہر مالک جو کہ اس کا خور و مال کی کوئی خود مختاری نہیں ہے کہ اگر دارالحکومت سے نکل جائے تو وہاں پر بھی ملک غلام کے کہ وہ  
 حران لایا اور دوسروں سے باری۔

لے تو دوسروں کو دیا سالانہ میں کھانا دیا ہے اور اعلیٰ پر قبضہ کر کے اس کا مالک ہے۔ یہی راہیہاں ہے۔ یہی سلطان ان پر قبضہ حاصل کر کے  
 اس کے اس مالکیت میں نہ مل کر اس میں میں نہ کر دے اور اعلیٰ پر قبضہ کر کے اس میں اور اعلیٰ میں لیا اس میں ملک غلام کی ایسا مال مال  
 وہ مالک اس مالک کے اپنے مالک سے پریشانی کا جائے کہ اس سے تہذیب میں نہ کہ اس سے زور اور قبضہ کے باوجود کافر اس کی ملکیت  
 اس میں ثابت نہیں ہوتی اور وہ مالک کو دیکھ لے لے گا کہ اس نے جو مالک کو کہہ کر یہ مالک میں کہیں لے گا اس مال کو کہہ دینے کے لئے اس کی ملکیت  
 کا مالک رہا فروری اس دیکھنے سے کہ وہ مالک کو کہہ کر یہ مالک میں کہیں لے گا اس مال کو کہہ دینے کے لئے اس کی ملکیت  
 پر قبضہ اور اس کو ہوتی کہ ملکیت میں داخل ہو چکا ہے۔

خبر خود را بطریقہ الاول یعنی فاضل میں تقسیم ہوئے کہ جو مالک اعلیٰ یا سبب مال پائے تو تمام کو میں دن مالک اس وقت کی قبعت  
 اور اگر کہ وہ مالک اعلیٰ صاحب کو ملکیت میں آئے ہیں اور نہ لے لے گا اختیار ہے اگر چاہے دے اور اس میں چاہے حقیقت اور اگر کہ نہ سکتا ہے  
 اس اختیار دینے میں اور اس جانب میں دلے فروگ را عایت ہے کہ وہ مالک یا اعلیٰ فاضل یا کافر کا اختیار ہو بقدر جی صورت کے جبکہ  
 تقسیم نہ ہوئی ہیں اس مالک اس میں دیکھ کر مالک کو کہہ کر یہ مالک میں کہیں لے گا اس مال کو کہہ دینے کے لئے اس کی ملکیت میں داخل نہیں ہوتی۔

راہیہاں ہے کہ خود میں لینے خبر دے اور اس سے حق حاصل نہیں کہ میں دے کہ دوسرے خریدار سے لے لے اس کے کہ یہ خبر آتا کی  
 ملکیت سے نہیں ہوتی جبکہ لینے خبر دے کہ ملکیت سے ہوتی ہے۔

منہ تو مشتیں اور اس مالک کو خبر دے کہ غلام کے بدلے در دام رہتے ہیں ایک وہ دام جس میں لے چیل وہ مالک کار زور غلام کو دے  
 کیا۔ دوسرا وہ دام جس میں لے دے وہ مالک کے لئے دوسرے خریدار کو دے۔







اَرَادَ اَنْ حَرِبَ اَوْ غَضِبَ احدهما من الآخر و جاء اهلنا لئلا يقض الاحد هما بشئ

اذا لم يقر الحرب او الغضب

لان لا اولية لنا على المستامن وكذا لو فعل ذلك حربيان و جاء امستامين

لان لا اولية لنا عليهما فان جاء امستامين قضي بينهم بالدين لا الغضب لان الاذنة

في الامور العسكرة

وقعت صحبته لتراضيه بما يخلو الغضب لانه لا تراعى ولا عصمة فان قتل مسلم

في الحرب او في غير الحرب

مستامن مثله ثمه غمدا او خطا و دمي من ماله وكفر للخطاء لانه لم يجب لنفصا

وقت القتل لتعذر الاستيفاء لانه بالبيعة فتجب الذمة لوجود العصمة في ماله

في الامور العسكرة

لا على العاقلة اذ الوجوب عليهم باعتبار النمرة والتقصير في الصيانة الواجبة

عليهم وقد سقط ذلك بتباين الدارس وفي الامور العسكرة فقط في الخطاء

في الامور العسكرة

قر مجسود - و منه ما لا يبرأ من حق كسافة من اكله او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه

في الامور العسكرة - و منه ما لا يبرأ من حق كسافة من اكله او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه

في الامور العسكرة - و منه ما لا يبرأ من حق كسافة من اكله او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه

في الامور العسكرة - و منه ما لا يبرأ من حق كسافة من اكله او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه

في الامور العسكرة - و منه ما لا يبرأ من حق كسافة من اكله او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه

في الامور العسكرة - و منه ما لا يبرأ من حق كسافة من اكله او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه

في الامور العسكرة - و منه ما لا يبرأ من حق كسافة من اكله او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه

في الامور العسكرة - و منه ما لا يبرأ من حق كسافة من اكله او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه

في الامور العسكرة - و منه ما لا يبرأ من حق كسافة من اكله او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه

في الامور العسكرة - و منه ما لا يبرأ من حق كسافة من اكله او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه

في الامور العسكرة - و منه ما لا يبرأ من حق كسافة من اكله او دنا من حبه او كسبه او دنا من حبه







اما العرس والاولاد الکبار فلعدم التبعية واما غیر ذلك فلا ینسب الیه

فاسلامه لا یوجب عصمتہ وان اسلم ثم قُبِلَ فَعَمِلَ فَعَلَمَ فَمُسْلِمٌ  
وَرَدِيعَةٌ مَعَ مَعْصُومٍ لَمْ یُغَايِرْهُ فِی قَوْلٍ وَدِیْعَةٌ مُبْتَدَأٌ وَ مَعَ مَعْصُومٍ صِفَتُهُ

وَلَا خَیْرَہُ اِیَّیْ لِلْحَرْبِ اِذَا سَلِمَ وَمَنْ اسْلَمَ ثُمَّ وَلَدَتْهُ هُنَا لَکَ

فَقَتْلُ مُسْلِمٍ فَلَا شَیْءَ عَلَیْہِ اِلَّا کُفَّارَةُ الْخَطَا اِیَّیْ لَ وَرَثَتُهُ مُسْلِمُونَ  
فِی دَارِ الْحَرْبِ فَاِنْ کَانَ الْقَتْلُ عَدَاً فَلَا یَجِبُ شَیْءٌ وَاِنْ کَانَ خَطَاً لَا یَجِبُ

اِلَّا الْکُفَّارَةُ وَعِنْدَ الشَّافِعِ یَجِبُ الْقَضَا فِی الْعَمْدِ وَالدِّیَّةُ فِی الْخَطَا

وَاحْذَرِ الْاِمَامَ دِیَّةً مُسْلِمًا وَلَا دِیَّةً لِّاِیِّ مُسْلِمٍ تَتَلْ خَطَاً وَلَا وَیْلَ لَہُ

وَمُسْتَاْمِنٌ اِسْلَمَ هُنَا مِنْ عَاقِلَةٍ قَاتِلَتِهِ خَطَاً

ترجمہ :- جو آدمی اپنے ترکہ کو اس کے گروہ مسلمہ میں سے کسی ایک شخص سے دے دے اور جو کچھ اس کے اولاد اس کے نصیب میں  
جائے گا کہ اس کی حالت اور کیفیت میں نہیں ہے اور اس کا اسلام اور اس کی حالت میں اس کو جو نصیب ہے ۔ اور اگر دار الحرب میں مسلمان  
بزرگوار عرصہ سے قیام کر رہا ہو اور اس پر غلبہ ہو جائے تو اس کا جو حصہ دار ہے اور اسلام ہے اور اس کی جو حیثیت مسلمان  
یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اس کے لئے دار ہے اور اس کے لئے مسلمان ہے اور اس کی حیثیت ہے اور اس کے لئے دار ہے اور اس کے لئے مسلمان ہے  
عصرہ میں اس کی حیثیت ہے اور اس کے لئے دار ہے اور اس کے لئے مسلمان ہے اور اس کے لئے دار ہے اور اس کے لئے مسلمان ہے  
دار الحرب میں اس کا قاتی برسر اس کے گروہ کے غلبہ میں اور کچھ واجب نہ ہو گا ۔ لیکن دار الحرب خاص کے مسلمان وارث ہیں  
تو اگر قتل ہو جائے تو کچھ بھی واجب نہ ہو گا اور اگر قتل خطا ہے تو اس کو گناہ کے سوا کچھ واجب نہ ہو گا ۔ اور امام شافعی کے  
نزدیک قتل عذر میں تقاضا میں اور خطا میں دیت واجب ہو گی اور امام ایسے مقتول مسلم کی دیت کے میں ماکو کوئی وارث  
نہیں ہے یعنی وہ مسلمان جیسے خطا دیت کی جتنی دار میں ماکوئی وارث نہ ہو اور اس مقتول مستامن کی وارث والاسلام  
ہیں اگر مسلمان ہو گئے یا دار الحرب کے قاتل قاتل کے عاقل ہے ۔

تشریح :- دینہ و نقد شیعہ میں جو ایک کے تابع ہو کر مسلمان بھی ملتے ہیں جبکہ دار میں کے شیعہ اور خویش میں ہیں اور اختلاف دار میں کی  
وجہ سے یہ بات متفق نہیں اس طرح تین دار کی وجہ سے جان کی نصبت کے تابع ہو کر دار میں کی نصبت حاصل نہ ہو گی یا عربی پر سب  
کچھ فی حد اعلیٰ ہو گا ۔ تاہم یہ بات کہ حضور کا فرمان فقہاء اور اماموں اور اہل حق چیزوں پر رسول پر ہے جو اس کے نصیب میں ہے ۔

و حاصلاً یہ ہے کہ خود غلط و مسلم اگر اس کے کسی قسم کے تعرض جائز نہ ہو گا کیونکہ دار میں پر رسول بھی مسلم  
ہے اور اس کے تابع ہے اور اگر اس کو دار الحرب میں مسلمان جو اس کے پیچھے ہیں یا مسلمان جو گئے اور معصوم نہ ہو گئے ، نکات دار  
اور اس کو دار کے کہ وہ معصوم نہ ہیں گے اس سے وہ سب حق میں داخل ہوں گے ، اس طرح اس کا جو ان مری کے پاس ہو وہ ہیں فی  
جو کچھ کیونکہ دار میں کا نصف عذر قید نہیں ، اور مسلمہ دار کے پاس اس کی جرات نہ ہو گی ، کیونکہ دار میں کا عذر کا نصف نہیں ہے ،  
عذر خود دار و غلام کو لایا نہیں کوئی مسلمان کسی ایسے مسلمان کو قتل کرے جس کا کوئی وارث نہ ہو اور جس میں عذر دار میں کو اس کی دیت  
امام اس کی دیت کے بیت المال میں جمع کر دے گا ۔ (۲) قضا عذر دار

ی جاء حرقی یا مان فاسلم ولا ولی له فقتل خطأ فالامام یاخذ الدیۃ  
 من عاقلۃ قاتله <sup>وہو دار الاسلام</sup> وفتل او اخذ الدیۃ فی عید ولا یعفوہ ای ان کان  
 القتل عمدا فالامام بالخیار ان ینسفی القودۃ <sup>ای شق السم</sup> ویأخذ الدیۃ لکن  
 لیس له ولا یتہ العفو۔

ترجمہ: یہ ہیں کفار اور ان کے گرد والاسم میں کیا یا اور مسلمان چرچا اور اس کا کوئی دین نہیں ہے خطا قتل کیا گیا اثر امام قاسم کے  
 عاتق سے اس کی دیت ہے۔ اگر قتل غیر کی صورت میں تھا مٹا من کرے یا دیت ہے اور اس کو سوان میں کر سکتا ہے۔ بین مذکورہ  
 صورتوں میں اگر قتل عمدہ ہو اور قتل گواہی دے کر قاتل سے تقاضا لے یا قودت لے لیں۔ مسکو یہ حق نہیں ہے کہ بالکل حدت  
 کر دے۔

تشریح: دقتیہ و دیگر مسئلہ کہ کہہ کر میں کا کوئی دین ہے اس کا دل: ام جو اگر تلبہ اور کفارہ واجب چرنے کی بات اس نے ذکر نہیں کیا  
 گو یہ کتاب و کتابات سے جہاں ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ میں کتابت یا بات یا کتاب ہدیات سے متعلق مٹا دیم یہاں مستان سکے  
 حکم کے ساتھ تبعا ذکر کر رہا حکم مٹا دیم یہاں باب میں اصل مقصود ہے ۱۱

و حاشیہ: حدیث ابن عمر و نذر الدیۃ ای میرا تالی کہ رعنا سندہ سے بطور صلح و پیتے سکتے ہیں کہ تال حدیث اصل موجب قضا  
 ہے ایضہ صاف دیت جو ملے سکتی ہے یا فراہم سوان نہیں کر سکتا ہے اگر وہ دانت کر سوان کو نہ لاسق ہے کیونکہ امام کا دیت  
 عام ہرگز کے حق کی حفاظت کے خاطر ہے اور خاص میں حفاظت کرنے میں ان کے مشور کی حفاظت و درگزرانی نہیں ہوتا لیکر تو  
 اشاعت مقرر ہے ۱۱













ولا تخذلوا بيعته وكنيسة هذا ولهم إعادة الشهامة وميزان الدنيا

فِي نَيْلِهِ وَمَرْكَبِهِ وَسَرْجِهِ وَسِلَاحِهِ فَلَا يَرْكَبُ خَيْدًا وَلَا يَعْمَلُ سَبِيلًا حَرْبًا

يظهر الكسيتيخ وهو خيط غليظ بقدر الاصبع من انصوت يشده الذمى  
على وسطه وهو غير الزرق من الابريسم ويركب على سرج الكاف ومثرت

نَسَاؤُهُمْ فِي الطَّرِيقِ وَالْحَصَامِ وَيُعْنَمُ عَلَى دَوْرِهِمْ لَسْلَايَسْتَغْفِرُ لَهُمْ وَنَقْصُ عَمَلٍ

ان غلب علی موضع حربیہ و لحق بدارہم و مدار کہ بتدی الحکومہ ۵

بِإِذَا قَدْ لَوْ أَسْرَسَ تَلَوَّقَ وَالْمَرْتَدِّ يَقْتُلُ لِأَنَّهُ مُنْتَمِعٌ عَنِ الْهَزْبَةِ وَأَوْفَى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ

عَنْهُ أَسْلَامٌ هُوَ تَقْضَى الْعَهْدُ.

تشریح: ۱۔ اعداد الکام میں سے طوری پر لیا گیا ہے۔  
تشریح: ۲۔ اسی کی تشریح لکھ کر اس سے لیا گیا ہے۔

ہفت روزہ کا اشتعال و محرق اور تھیلہ یعنی مسیح کو یوں اس نام کو جو جن کا انھیں براہِ رسوا ہو گیا ہے دکانِ دنیا کو مافوق  
میں نہ رہیں، بلکہ ان کے مختلف ہوتے آئے اور آج بھی وہ اس طرح کے ناموں کا گنہگار ہیں۔ اور ان کے گنہگاروں میں بھی عذر و معذرت

دوسرے جیلے تادم خان، دو فیروزی، ادا خان کے گھوڑوں پر غلغلا کر نکلے اور کہا جاتا ہے کہ ان کے گھوڑے دلاور احمد خان کا گھوڑا بھی تھا۔ ان کے

دوا اور عروب میں چلے جائیں، اور وہ حکم میں بغیر لڑنے کے جو جانشین کو دوا اور عروب میں چلے جائے اسے حیت سے حکم میں قرار دے دیں۔

[illegible]

آذربایجان (عربی: آذربایجان)

میں نے اپنے دل سے کہا کہ اگر وہ میری طرف سے ہرگز نہیں آئے گا۔ میں نے اسے دیکھا تھا کہ وہ میری طرف سے ہرگز نہیں آئے گا۔

[illegible]

تے قدر و نقص معلوم، خزانہ الہی کا عذر نہ ہو، بلکہ ہر جہان کا حکمران و نازن ہے۔ لہذا نہ کہے کسی شخص اور ہر غلبہ حاصل کرکشی نہ ادا انا سہم سے

میں نے کہا کہ اگر آپ یہ سب دیکھیں تو آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ یہ سب کچھ ہیرو کی طرف سے کیا گیا ہے۔

کتابخانه ملی افغانستان، وزارت فرهنگ و ارشاد اسلامی، کابل

و یؤخذ من مال بالغی تغلبی و تغلبیہ ضعف زکوٰۃ من مولا و الجزیہ  
 و الخراج خللا فی الزکوٰۃ فانہ یؤخذ منہ ضعف زکوٰۃ و هو انفس فی الاراضی  
 و یضیف العشم فی غیرہا مما یمایجب فیہ الزکوٰۃ کمولی القرستی فانہ یؤخذ منہ  
 الجزیہ و الخراج فقویہ علیہ السلام مولى القوم منهم انما یعمل بہ فی ہو منہ  
 الصدقة فیجعل مولى الہا شمی کالہا شمی فی ہذا الحکم لان العورات ینبت  
 بالشہادات و معرفت الجزیہ و الخراج و بل التغلبی و ہذا یتہم للادام و ما اخذتم  
 بلا حرب مصالحا کسدا لغور و بناء تنظرة و جسر القنطرة ما یکون مرکبا  
 و العبر خلافہ مثل ان یسدا السفن

ترجمہ :- اور شغل کے باوجود اور معرفت سے اہل مسلم کی زکوٰۃ سے درجہ نہ ملے گا اور ان کے زاد کرو، غلاموں کے  
 جزیرہ اور خراج لیا جائے گا۔ جس میں آدم زکوٰۃ کا مفاد ہے ان کے نزدیک ان کے زاد کرو، غلام سے جو چاہی ذکرہ کا اور آ  
 لیا جائے۔ بین زمین کی پیداوار میں سے شمس اور اس کے عمارت میں اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جس میں سے جو چاہی  
 لیا جائے۔ و ہر ہاوستہ نزدیک ان کا حکم ایسا ہے جیسے قریشیوں کے زاد کرو و عمارتوں کا حکم ہے کہ ان سے جزیرہ اور خراج  
 وصول کیا جائے تو ہر یکم مصلیٰ اور علیہ وسلم کا ارشاد ہے مولى مقدم ہنہ، و کسی قوم کا زاد کرو، غلام اس قوم کا ایک  
 فرد شمار ہوتا ہے، لیکن ترست صورت کے ذہن میں کا کہ ہر ایک اس کا زاد کرو، غلام صدقہ میں نہ کہے کہ کسی اس سے  
 یا قوم سے اور وہ ہر ہاوستہ سے ہر شہادت جو جائے ہے (قریشیہ) حکم میں درایت ہوتی ہے کہ اس سے نہ تو خراج اور جزیرہ کا  
 ہا، زمین کا خراج، ان کی غلبہ سے وصول شدہ الی اور وہ ماہاد غنہ حال کی طرف سے اہل مسلم کے پاس آتے اور حال ان کے  
 بدولت جنگ کے حاصل ہو، ان سے کہ صرف مسلمانوں کی مصالح اور ماہاد عام ہے، مثلا مسلمانوں کی معافیت اور صلہ اور  
 یا شیعہ کی تحریروں، غنہ وہاں سے جو مسلمان بنیادوں پر ہیبت کے لئے بنایا جائے اور اس کے برخلاف جبکہ جو عارضی طور پر  
 باندھا جائے مثلا کشتیوں کو بندہ کر کے تیار کی جائے۔

ترجمہ :- اور یہ صورت ہے جس کے سب سے اس کو قتل کرنا یا اس سے بے جزا اس سے جزیرہ وصول کیا جائے گا یا ان کو قتل  
 جو یہ ہی سے یا زکوٰۃ سے اس کا ہر کوٹ جائے گا جیسے اس کا عید کوٹ جائے یا تبت جو بھلا عیدہ سے داخل ہو ہر عیدہ کا مال  
 جو جائے غنہ اور ان کی ہیبت غنہ، یا ان کو قتل کرنا یا اس سے بے جزا اس سے جزیرہ وصول کیا جائے گا یا ان کو قتل کرنا یا اس سے بے جزا  
 و ما شہدہ و ما شہدہ غلامانہ اور ان کی ہیبت ہے " مولى قوام ہنہ، زکوٰۃ اور دار قریشی اور اس سے جو جس  
 طرح جو یا شہدہ کے صدقہ مصلیٰ جس میں ان کے زاد کرو، غلام کے لئے ہی صدقہ مصلیٰ ہے، کہ جس کے لئے یہ غنہ و دار قریشی و دار قریشی  
 تحقیق ہے جس کے جس میں وہ دار قریشی ہے جو کہ جزیرہ اور خراج میں جو شہادت اس کے لئے تحقیق ہے، ان کے زاد کرو، غلام ان کے زاد  
 ان کے ساتھ ساتھ سالہ در سالہ، وہ جو یا شہدہ کو قتل کرنا یا اس سے بے جزا اس سے جزیرہ وصول کیا جائے گا یا ان کو قتل کرنا یا اس سے بے جزا  
 اس سے کم معرفت میں خراج اصل کے ساتھ لیا دیتے گے۔  
 کہ خراج وہ نہیں لائے گا۔ جزیرہ میں سے کہ امام کو کاروں سے یہ قبول کرنا جائز نہ ہو، جس یقین سے دیکھ کہ ہر ایک جنگ  
 و شہادت دنیا کی خاطر ہے، یا اس کو یہ توئی ہو کہ یہ وہ نہیں کہہ دیتے دیکھ کہ ہر ایک جنگ

و کفایت العلماء والقضاة والعیال و رزق سفقاتہ و ذرایعہم و من مات فی  
نصف السنۃ حرّم من العطاء فانّہ صلتہ فلا یملک تبیل القبض و یسقط بالموت  
و اهل العطاء فی زمانہ القاضی والمفتی والصدّیق۔

ترجمہ: ارزا عاقل، فاضل اور عالیشان ملکوت کے وظائف اور عبادین اور ان کی اولاد کے روزیہ میں خرچ کیا جائے اور اگر وہ مستحق ہیں تو جو وسطیٰ میں رہا ہے اور گاڑی سالانہ وظائف سے محروم ہو جائے گا اس کے ذکر پر غصہ ہے تو قبضہ سے پہلے ملکیت ثابت نہ ہوگی اور ایسا حق موت سے سابقہ ہو جائے گا۔ اب وندین کو سالانہ جوگہ کے تحفہ کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا اور ہمارے ذمہ میں ایسے وظائف کے مستحق قاضی، مفتی اور صدّیق ہیں۔

نشر جہ و بیعہ و ملائمت وہ زبان کی موت اہل جو سکھ میں فراہم کو یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد پران کا جویر و امین کرے و صحابہ کی روایت کے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ گنا اسے پیر نسوان فرمایا ہے اور یہ تو وہ ہمارے لئے ہے، تو یہ لفظ غلام کے وہ دن یہ ہے۔ دریا بہر بار ہونے کے لئے مستحکم بنا دیا جائے اسے محفوظ رکھتے ہیں اور ہر دفعہ وہ طے کرتے ہیں کہ جس جگہ پر خواہ باقاعدہ بنا کر یا نہ بنی ہو جو مغرب آباد شہر کے حکم میں ہے و مساجد، حرمین اور مسافر ممالک کے تعمیر اور ہندوں کی کھجالی اور معارف سمیٹ کر خرچ برداری اس طرح اقامت شہادۃ اسلام پر خرچ کرنا حقا امام اور مؤذن و فقیرہ کے مشاہیر ادا کرتے ہیں خواہ کتنا بھر۔

احادیث و روایات قرآن و احادیث میں اعتبار، قرآن و احادیث میں رواشت جاری نہ ہوگی اس طرح قبضہ سے پہلے و بعد، تقسیم و غیرہ کہ پہلی درست نہ ہوگا۔ جیسا کہ ہر روزہ ایمان علیہ کا ہے۔ لیکن ہر زمین امام ملک بنا کر دیسے اس میں وہ تمام مسافرت درست ہوں گے جو کہ کئی ملکیتیں ہیں، جاری ہوتے ہیں، را حکم اور امن











نظر علیہ فہو وارثہ قبل قسمتہ ای قبل قسمتہ بین الغامین لان القاضی  
 اذا حکم بلحاظہ فان الوارث کالمالک لقلیم فکان اولی فان قضی بعید مرتد  
 الحق لابنہ نکاتبہ فجاء مسلماً فبدلنا والولاء للاب العبد مضاف الی المرتد  
 ولحق صفة المرتد ای لحق بدار الحرب ولابنہ متعلق بقضی نکاتبہ  
 ای کاتبہ الابن فجاء ای فجاء الاب المرتد وانما کان المبدل للاب الولاء  
 لدلان الکتابۃ وقعت جائزۃ والابن خفیۃ الاب فاذا جاء الاب مسلماً  
 صار الابن کلوکیل من الاب ذالمبدل والعتق واقع عندہ

ترجمہ :- اس کے بعد مسلمان کو قید میں رکھنا یا قتل کرنا یا اس کے مال میں سے کسی چیز کو غنیمت میں سے تقسیم کرنے سے  
 پہلے وہ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ تمام چیزیں اس کے مال کا حصہ ہیں لیکن مال کا یہ حصہ اس کے مال کے ہونے پر منحصر ہے  
 یہ ان کا حق نہیں ہے کہ وہ اس کے مال کو غنیمت میں سے تقسیم کر لیں یا اس کے مال کو غنیمت میں سے تقسیم کر لیں  
 مرتد مسلمان ہو کر جب اس کے مال کو غنیمت میں سے تقسیم کر لے گا تو اس کے مال کا حصہ اس کے مال کے ہونے پر منحصر ہے  
 اب اگر اس کے مال کو غنیمت میں سے تقسیم کر لے گا تو اس کے مال کا حصہ اس کے مال کے ہونے پر منحصر ہے  
 کہ جب اس کے مال کو غنیمت میں سے تقسیم کر لے گا تو اس کے مال کا حصہ اس کے مال کے ہونے پر منحصر ہے  
 اب اس کے مال کو غنیمت میں سے تقسیم کر لے گا تو اس کے مال کا حصہ اس کے مال کے ہونے پر منحصر ہے

قتل مرتد قتل خان قتل الابن جب مرتد والا حرب میں چلا جائے اور دارالاسلام میں اس کی کوئی غنیمت ہو اور نہ قتل منی اس کی  
 حیات ممکن کی بنا پر ضعیف کر دے کہ یہ غنیمت مرتد کے لیے ہے جو دارالاسلام میں مسلمان ہے اب یہ غنیمت اس کے مال کے ہونے پر منحصر ہے  
 قتل مرتد قتل خان قتل الابن جب مرتد والا حرب میں چلا جائے اور دارالاسلام میں اس کی کوئی غنیمت ہو اور نہ قتل منی اس کی  
 حیات ممکن کی بنا پر ضعیف کر دے کہ یہ غنیمت مرتد کے لیے ہے جو دارالاسلام میں مسلمان ہے اب یہ غنیمت اس کے مال کے ہونے پر منحصر ہے  
 قتل مرتد قتل خان قتل الابن جب مرتد والا حرب میں چلا جائے اور دارالاسلام میں اس کی کوئی غنیمت ہو اور نہ قتل منی اس کی  
 حیات ممکن کی بنا پر ضعیف کر دے کہ یہ غنیمت مرتد کے لیے ہے جو دارالاسلام میں مسلمان ہے اب یہ غنیمت اس کے مال کے ہونے پر منحصر ہے  
 قتل مرتد قتل خان قتل الابن جب مرتد والا حرب میں چلا جائے اور دارالاسلام میں اس کی کوئی غنیمت ہو اور نہ قتل منی اس کی  
 حیات ممکن کی بنا پر ضعیف کر دے کہ یہ غنیمت مرتد کے لیے ہے جو دارالاسلام میں مسلمان ہے اب یہ غنیمت اس کے مال کے ہونے پر منحصر ہے

نکاح قولہ والابن خفیۃ الاب ای اس کے مال کی جانب سے تسلیم کیا جائے کہ بنا پر اس کے قائم مقام کی اس کے مال کی جانب سے اب اس کی  
 واپس تک کیونکہ اگر اس کے مال کی جانب سے تسلیم کیا جائے کہ بنا پر اس کے قائم مقام کی اس کے مال کی جانب سے اب اس کی





هذا عندنا والشأن الذي ذكره لا يصح ارتداؤه ولا إسلامه ولما إن علينا  
رضي الله عنه أسلم في صباه وصلى النبي عليه السلام إسلامه وانفخره  
بذلك مشهور حيث قال عليٌّ شعور سبقتكم على الإسلام طراً : خلا ما  
ما بلغت أو أن حُلُم :

مترجم :- یہ بارگاہِ نبویہ ہے، وہ امامِ شافعی اور زکریا کے نزدیک خاص کا ارتداد صحیح ہے اور نہ اسلام، اور نہ مادی و دینی ہے کہ حضرت علیؑ کو ان میں اسلام لائے اور ان حضرت صلی، و علیہ وسلم نے ان کے اسلام لانے کو صحیح قرار دیا، اور اس پیچھے کے احکام نامہ پر آپ کا اظہارِ فکر مشہور و معروف ہے چنانچہ حضرت علیؑ کا قاضی ہے۔

مترجم :- میں نے قریب پر قبولِ اسلام میں سبقت کی کہ چنانچہ اس وقت میں مزا تھا ابھی تک مدیونہ کو نہیں سہارا تھا

تشریح اور خدمت اور اپنے گروے کی تیز رفتاری اور صاحبِ مہمتی کے لحاظ سے اس کا انداز، جانا۔  
 لیکن جب وہ سات برس کا ہو جائے تو عاقل شمار ہو گا، ان کا نقل اس حد میں سے اخذ ہے کہ تم اپنے بچوں کو تانہ پر رکھ کر کام کر دو جبکہ  
 وہ سات برس کے ہو جائیں ۱۱

و حاشیہ: ہندو لائے تو راجہ بھی لگاؤ، چنانچہ ان پر اس کے احکام کو رتبہ ہونے میں کی بنا پر وہ اودھان کے بھائی حضرت جعفر نے اپنے باپ ابو طالب کے داد و تحسین ہونے پر جو کوئی گرفتاری حالت میں مرے اور ابو طالب اور اذقیل و لہرت چھوٹے کرم و دونوں باپ کی عہد کے وقت کا فرجیہ اندہ طالب کو کوئی گرفتاری حالت میں مرے اور عقیل بعد میں مسلمان ہو گئے اور ملا آگئے۔

# بَابُ الْبُغَاةِ

قوله مسلمون خرجوا عن طاعة الامام دعاهم الى العود وكشف شبهتهم

فان تحيزوا اجتماعين حل لنا قتالهم <sup>اي اي</sup> اي تحيزوا يعني مالوا الى فئة

من المسلمين ليستعينوا واجتمعوا واتخذوا حيزا <sup>اي اي</sup> اي مكانا واجتمعوا

فيه حل لنا قتالهم بداء اخلاف الشافعي فان قتل المسلم لا يجوز

ابتداء ونحو نقول الحكم بيد اهل دليله وهو تعسكرهم واجتماعهم

فان صبر الامام الى ان يبدوا اقربا لا يمكن دفع شرهم ونحوه على

جرهم اجتمعوا على الجريح اي اثم قتله وفيه خلاف الشافعي ايضا

ونتبع مؤلفهم ان لهم فدية اي ان كان لهم فدية وفيه خلاف الشافعي

ترجمہ یہ جو مسلمان گروہ امام المسلمین کی طاعت سے نکلے اور یہ صرف جو جانتے رہے ہیں کہ امام کا جانتے ہو تو امام ان کو از سر نو

ایک طاعت کے لئے دعوت دے اور طاعت امام میں جو شہادت حق کو لازم ہے جو ہے انہیں اور کہے ہیں کہ اگر وہ اسے جو کہ

امام کے لئے ہے ہاں کہ جس میں جو جانتے ہو کہ امام سے ملے دست ہے کہ انداز ان کے ساتھ ہیں کہ امام کو ان کے لئے وہ جانتے ہو

جائیں یا اس طرح کہ کہ مسلمانوں کا ایک گروہ کے کہیں جو جانتے ہو کہ امام سے ملے دست ہے کہ انداز ان کے ساتھ ہیں کہ امام کو ان کے لئے وہ جانتے ہو

مسبب اسے ہیں تو یہ اسے ملے دست ہے کہ امام سے ملے دست ہے کہ انداز ان کے ساتھ ہیں کہ امام کو ان کے لئے وہ جانتے ہو

کرنا جائز ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ امام سے ملے دست ہے کہ امام سے ملے دست ہے کہ انداز ان کے ساتھ ہیں کہ امام کو ان کے لئے وہ جانتے ہو

ترجمہ یہ ایسی حالت میں امام ان کے امتدادی عمل کا انتظار کرے تو اب اور امامت ان کی شرارت کا رواج ناممکن ہو سکتا ہے۔

اور ہم کہیں کہ یہ چیزوں کا امام کو اس کے لئے اسے ملے دست ہے کہ امام سے ملے دست ہے کہ انداز ان کے ساتھ ہیں کہ امام کو ان کے لئے وہ جانتے ہو

ہم اسے ملے دست ہے کہ امام سے ملے دست ہے کہ امام سے ملے دست ہے کہ انداز ان کے ساتھ ہیں کہ امام کو ان کے لئے وہ جانتے ہو

ہم اسے ملے دست ہے کہ امام سے ملے دست ہے کہ امام سے ملے دست ہے کہ انداز ان کے ساتھ ہیں کہ امام کو ان کے لئے وہ جانتے ہو



ومن لا فلا ای من لافقة له لا تبغی علیہ حال کونہ جریحاً ولا تتبعہ حال کونہ موثقاً لانه لا یحاف ان یلحق بالفتنة فلا ضرورتی فی قتله فلا یقتل لکونہ مسلماً ولا نسبی ذریتہم ونعیس بالہم الی ان یتوبوا ونستعمل سلاحہم وخیلہم عند الحاجة خلافاً للشافعی ولا یجب شیء بقتل باغٍ مثله ان ظہر علیہم لان ولایة الامام منقطعہ عنهم وان غلبوا علی مصر فقتل رجل من اہلہ آخر منہ فظہر علیہم قتل بہ ہذا اذا لم تجز البغاة فی ذلک البصر احکامہم فحج لا تنقطع ولایة الامام عن ذلک البصر فیجری احکامہ وباغٍ قتل عادلاً مدعیاً حقیقۃ یوثق۔

ترجمہ: مسلماً اور کسی کا اس کو گروہ نہ ہو ان کے ساتھ اب مسلماً نہیں کیا جائے۔ ذوقین میں سے کسی کے پیچھے نہ چلے۔ اصل میں کہنے کے حق کو گروہ نہ ہونے کے ذوقین کو قتل نہیں کریں گے اور ان کے ساتھ جوڑیں کا نائب کریں گے مگر کسی اس کا اندیشہ نہیں کہ وہ اپنی طاقت سے کسی کو قتل نہ کرے۔ اس سے پہلے اس قتل کو ضرورت نہیں ہے بلکہ ضرورت مسلمان کو قتل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ کہ اولاً کو قیدی نہیں بنائیں گے اور ان کے اہل کو روکنے والے نہیں گے بیان کیا کہ گروہ کریں البغاة کے قتل کو ان اور مسلمانوں کو برکت و حاجت و استقلال میں نہ لگائے ہیں اس میں بھی الامام کا غرض اس کا غرض ہے اور اس میں بھی الامام اور مسلمانوں کو قتل کر کے ہر حال میں مسلمانوں کا ظہر ہو جائے تو قتل کر کے واجب نہ ہو گا کیونکہ برکت قتل الامام پر حق کی ولایت ان سے منقطع نہیں اور اگر باغی کسی مشیر پر قتل کریں اور پھر اس میں سے کوئی مشیر دوسرے مشیر کو مار کر قتل کر دے پھر یہ جو مشیر کی مثال اس مشیر کی مثال میں اور اس میں سے کسی مشیر سے ہے بلکہ اس مشیر کے انھیں کے احکام جاری نہ ہوں گی البغی حالت میں اس مشیر سے الامام دہشت کی ولایت منقطع نہیں ہوتی اس سے اس کے احکام نافذ نہیں گے اور اگر باغی حاکم مسلم کے قتل کو روکنا چاہے تو اس کا قتل کر دے اور اس کا قتل کر دے۔

ترجمہ: قتل تو دوسرا ایسا نہیں ہے البغی کے قتل کے لیے بھی جماعت نہ ہو جس سے وہ جائے اور دماغ میں کوئی ایسا ان کے ذوقین کو قتل کرنا اور ان کے قتل کے دلائل کا نائب کرنا جائز نہیں۔ اس میں سے کسی کے قتل سے نہیں ہے البغی اس کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا وارث ہے کہ البغی سے مسلمان جو گروہ کے باوجود اس کے متعلق یا غلبہ یا گروہ کی شرکت نہیں کرے اور قتل تو اگر ضرورت نہ دیکھ جائے اور قتل کا تعلق نہ کر دیا جائے اور جان پر مفاد نہ ہو کہ بغیر حاصل ہو جائے وہاں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جب کہ قتال سے پہلے الامام کے ساتھ کسب ہے کہ وہ ان کے قیامات کو روک دے۔ اس ایسے کو شاید دیکھ لے کہ وہ وہاں جماعت قتل کر لیں گا۔

ترجمہ: ذریعہ الجماعہ میں سے کسی کے قتل کے لیے البغی کی قتل کو قیدی نہیں بنائیں گے۔ اس میں اصل یہ طریق کا ہے جو قتل علی غلبہ یا باغیوں کے اغیار میں تھا۔ اگر کسی جماعت اختیار نہ کرے۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حاکم جو جنگ بل کے نام سے مشہور ہے اور جو بھی دیکھا ہوا تھا۔ ۲۔ دوسری دفعہ حضرت عمار کے گروہ کے ساتھ ہر ایک تمام صفین میں داخل ہوئے کہ دوسرے جنگ صفین کے نام سے مشہور ہے۔ ۳۔ تیسری دفعہ غار کے ساتھ جو دوسرا نام نظام میں ہے جو شہر ہے۔ ۴۔ چنانچہ حضرت علی کے قتل کے روز فرمایا کہ جاکھ مالوں کا بیچا نہ کرنا اور انھیں کو مارنا اور جو بھی مارا دے اس کو اس سے (ان کی شہید) و کتاب الفرائض لابی یوسف (۱)





ای کان ذمیاً ان ادعی نسیہ ذمی وقد وجد فی مقر اهل الذم و ما مثل علیہ  
 فهو و تصرف الیہ بامر قاض و قیل بدونه و للملتقط قبض ہینہ و  
 تسلیمہ فی حرفۃ لا نکاحہ و تصرف مالہ و لا اجارۃ فی الاصح۔

ترجمہ :- یعنی اگر ذمی اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کرے اور یہ ذمیوں کے مستحق میں یا ایسا ہو تو وہ ذمی شہر ہو گا۔ اور  
 اگر اس بچہ کے ساتھ کوئی سند یا جواز یا یا جائے ہو وہ اس بچہ میں کہے اور اس کی حاکمیتوں میں فروج کیا جائے گا حکم  
 قاضی اور پھروں کے نزدیک حکم قاضی کے بغیر ہی صورت کرنا یا ملکیت ہے اور اگر اس کو کوئی چیز دے تو اس کی حاکمیت  
 ہے و نکاحہ والے تصرف کر سکتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ کوئی کسی حرف میں نکاح دے البتہ صحیح مذہب کے مطابق اس کو نکاح  
 دینا اور اس کے مال میں تصرف کرنا اور اس کے مال کو اجارہ پر دینا درست نہیں۔

تفسیر مع :- (فقیر مرکز سنت مسلمین شہر ہو گا جبکہ وہ مسلمانوں کے کسی شہر یا گاؤں میں یا یا جائے یہ حکم ہستیانی  
 ہے کیونکہ اس کے دعوئی کا ایک جز نسب ہے جس کے ثبوت میں بچہ کا لفظ ہے اور دوسرا جز دار الاسلام کے اعلیٰ ثابت  
 مشہور اسلام کا لفظ ہے جس کے ذمے میں اس کا لفظ ہے تو جس جز میں اس کا لفظ اس میں اس کا دعویٰ صحیح ہو گا اور  
 جس میں ضرر ہے اس میں صحیح نہ ہو گا۔ ہجاء۔



قولہ وعرفت ائی يجب تعریفها و المواد بالتعریف ان ینادی انی وجدت للنقطۃ لادری مالکها فلیات مالکها ویصفها الارذھا علیہ واختلقوا فی مدۃ التعریف والصحیح انھا غیر مقدار بمدة معلومت بل هی مفوضۃ الی رأی الملتقط لیس فیہا الی ان یغلب علی ظنہ انھا لا تطلب بعد ذلک وقد رها محمد ومالك الشافعی ان یطلب علی الظن <sup>ای الملتقط</sup> <sup>ای مدۃ التعریف</sup>

بجول من غیر فصل سواء اخذت من الجول او الحرد هذا احتراز عن قول الشافعی انه ینقول لنقطۃ الحرد يجب تعریفها الی ان یشی صاحبها و یأ لا یشی الی ان یشی خوف فسادہ ای عرفت مالا یشی کالاطعۃ المعلقة للأکل وبعض الثمار کما تصدق فان جاء ربھا اهانۃ ولما اجزۃ ای ثواب التصدیق.

ترجمہ یہ مصنف کا قول " وعرفت " سے مراد فقط اعلان کرنا واجب ہے اور اعلان کی صورت یہ ہے کہ یہ حکم اگر اعلان کرے " یعنی ایک گری پر کسی چیز کی ہے جس کا مالک مجھے معلوم نہیں جو میں اس کا مالک ہو وہ اگر اپنی چیز کی علامت بتلے تاکہ میں اس کی چیز سے پہچان کر دوں " اسی اعلان کی مدت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ میں کوئی خاص سے طرز نہیں بلکہ یہ اعلان اس کے مواد و برحق کے کہ وہ اتنے دن تک عین "زاربہ حبس تک کہ اس کا یہ غلبہ جان نہ ہو جس کے اتنے روز بعد اب اس کی تلاش کرنے والا کسی نہ کرے کہ اسے نہیں اس پر محکم و انکار و سنا سننے سے جہل فرق ایک سال کی مدت سے کہ وہ اگر بے خبر ملے سے اعلان ہو یا ہم سے یہ امر کے فرق ایک سال اعلان کے لئے ہے احتراز جو جائے کہ یہ روز کی مدت کے علاوہ اعلان اس وقت تک کرتا رہتا رہا جب تک کہ میں اس کا مالک رہے اور جو چیز میں دیر تک رہے وہی نہیں نہیں یہاں تک اعلان کرے کہ انکی چیز جہل کا غلبہ نہ ہو لیکن جو چیز میں قیادت کے وہی نہیں ملے گا یا جو اتنا کہ اعلان اور مقرر جانے والے جہل سے تک شراب جو جانے کا غلبہ نہ ہو اعلان کرے میرا اس چیز کی قیادت کرتے اب اگر مالک جانے کے لئے اسے امتیاز ہے چاہے اس کے چیزات کو دیتے کو دوست رہے اور جو ثواب حاصل کرے میں صحت کرتے ان ثواب اس کو ملے

ترجمہ مجھ کو پہلے وہ چیز میں تو اہم شاعری و مالک کا ہے جو اس حدیث کے کہ آپ نے فرمایا جو چیز میں جہل غلبہ وہ ایک سال تک اعلان کرے اگر میں کوئی تعین نہیں اور فقہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ کہ کوئی مدت مقرر نہیں کیا اعلان کے فائدے کی حالت پر ہے تاکہ اسے ظن غلبہ جو جائے کہ اس کا مالک غلبہ نہیں کرے گا پھر اسے صحت کر دے گا

و اما سیدہ بنی ہاشمہ قولہ ان ابن عباس و اما ابو الحسن علیہ السلام سے زیادہ کہ گذشتہ فرق کی دلیل حدیث کا اطلاق ہے یعنی حرم اطلاق صرف وہاں جہل جو اس کی تشہیر کرے نہ کہ اس کے خلاف روایت فرمے کہ یہ حدیث کہ وہ دوسری روایت میں ہے کہ حرم کہ کی گری پر کسی چیز کا استعمال نہیں مگر اعلان کرے کہ اسے ادرام کیے ہیں کہ اس عظیم مل و حرم دونوں پر ادرام اس کے تعین مدت میں ہیں دونوں پر ادرام ہوں گے

یہ قول ثم تعویذ الی ابن عباس و اما ابن عباس علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے ادرام کی کوئی چیز جو مدت خود نذر اعلان کے اجازت ہے جب کہ افسانہ اعلان کرے گا نہیں یہ نہ کہ وہ جائز اور اعلان کرے کہ جب اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے مگر نہ ظن غلبہ مرکز مالک اسے طلب کرے نہیں آتے کہ طلبہ کے فائدہ اٹھا یا یا مدد کر یا یا نہ ہے اور اسے اس کا حق نسبتاً ہے کہ اعلان مالک کے نہ روک دیکھ و علاقہ میں ہے کہ یہ بھی اگر ملک ہے کہ وہ سے فروخت کر دے اور اکل قیمت دے دیکھے یہ وہ چیز کا ہے









وَصَحْنُ أَنْ يَنْتَفِعَ مِنْهُ عَلَى الرِّهْنِ جَعَلَ الرِّهْنُ أَيْ لَوَاقِطِ الْعِبْدِ الْمَرْهُونِ نُزْلاً مِنْ  
مَدَامَةِ السَّغْيِ فَالْيُجْعَلُ عَلَى الرِّهْنِ هَذَا إِذَا كَانَتْ قِيَمَتُهُ مِثْلَ الَّذِينَ أَوَّلَتْهُ  
وَأَنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ تِلْكَ فَيُقَدَّرُ مِنَ الَّذِينَ عَلَيْهِ الْبَقِيَّةُ عَلَى الرِّهْنِ وَأَمَّا  
نَفَقَتُهُ كَالنَّقْطَةِ وَاللَّهَ اعْلَمُ.



و یقسم مالہ بین من یرثہ الآن و فی مال غیرہ من خلیف فقد یرث ما وقف  
 لہ فی من یرث الغیر عند موتہ الاصل عند ان ظاہر الحال و ہوا الاستصحاب  
 حجتہ لذلک نعم لا للاثبات فاذا تمت المدة فهو فی مال نفسه حتی قبل المدة فلا  
 یرثہ الوارث کان حیاً وقت فقده ثم مات بعد ذلک لان الظاہر بان  
 کان حیاً فیصلح حجتہ لذلک نعم ان یرثہ الغیر و فی مال غیرہ مستلان  
 الظاہر لا یصلح حجة لا یجاب اردہ من الغیر ذیر و ما وقف للفقود  
 فی من یرث من مورثہ یوم موتہ

ترجمہ :- اور اس کو الی آن وارثین کے دو بیان تقسیم کیا جائے گا جواب موجود ہے اور فرمایا کہ اس میں اس کے کچھ حصے کے وقت سے  
 برصہ ہو کر موت کے وقت تک اس کی ہر قسم کے وارثت ہو جائے گی ان میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس ارشاد میں مراد یہ کہ  
 غایب ہے کہ ظاہر حال میں مستغایب حالت غایبہ میں تقویٰ کے لئے جو حجت ہے غایبات تقویٰ کے لئے حجت نہیں اب جب اس  
 کے کچھ حصے موت کے وقت سے ملے پوری ہوئی تو من بعد سے قبل وہ اپنے مال میں مستغایب نہ رہے گا۔ جو ظاہر اس سے فقود کا وارث  
 جو اس کے کچھ حصے کے وقت نہ ہوا اور اس میں حجت نہ فقود کا وارث نہ ہو گا۔ کہ جو کچھ ظاہر حال کی دوسرے وارث اپنے حقیقی وارث  
 اور مرثیہ کے وارث ہو کر حصے میں ہیں دفع کر کے کے لئے حجت ہو سکتی ہے اور فرمایا کہ ان کے وارث جو حجت اب رہے وہ غایب  
 ہو گا کیونکہ ظاہر حال میں حجت نہیں کہ فرمایا کہ من بعد کے اثبات کے لئے اس میں حجت بن سکے اس کے لئے فرمایا کہ الی عقب  
 کے لئے جو حجت رکھائی تھا وہ الی و ازین میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس میں ہر قسم حجت کے وقت اس کے وارث تھے۔

(بقیہ صفحہ ۳۷)

فقیر میرا کہ فقیر دوسرے کے حق میں جو حجت الیہ ہے۔ اس کے وارث کے حق میں ہے اس کا حصہ دیکھنا چاہئے کہ اس کو  
 کہ حق میں توقف کا حکم ہے  
 ہے تو وقفہ غریب الی انہاء اوقات کا ہے مسلک ہے کہ فقیر کی ہر قسم دوسرے سے نفع دیکھ کر اس کو غلات  
 صلیحہ یا موت کو فرماتے ہیں اس کی موت کے بعد کہ حجت قائم نہ ہو جائے۔ اور ان مال کا غریب ہے کہ جب چاروں میں کدو جائے  
 تو ان میں اس کی ہر قسم کا حصہ اور ہر وقت حجت ہو جائے کہ جس سے حجت قائم نہ ہو جائے۔ ان کی حجت حجت کا یہ قول ہے  
 کہ جس حجت کا خاتمہ ہو جائے اور وہ نہ جائے کہ کہاں ہے اور وہ چاروں میں کچھ انشاء دیکھ چھ چاروں میں حجت نہ ہو جائے کہ  
 حجت ہو جائے و لا ینال الیہ شیء من غیر ان اوقات نے ضرورت اس قول کو اختیار کیا ہے خلافت بن علیہ السلام  
 و عاصیہ صریحاً ملے تو وہ اصل وادی اس سے فقیر اس کی حجت کہ کہ کیا آت ہے فقیر کو کہنے کے لئے کہ اس میں خود تم زندگی  
 دہشتہ سالوں پر رہا جس کے وقت سے درمستار کا حجت ہے تو فرمایا کہ ان میں کچھ حصے کے وقت سے وہ وہ حجت کا حجت ہے  
 کہ قرۃ دہو و استغایب الی الامان میں ہے کہ استغایب کہ ہیں۔ جو فیروز میں حجت ہو تو اس حالت پر کہے ان اپنے دین اس نے  
 کہ اس حالت کے لئے والی کو دین ہمارے۔ اس میں ہے یہ حالت ہمارے کو دیکھنا چاہئے کہ حجت ہو سکتی ہے  
 عمر مستحق ان کی دین میں ہیں جو سکتی اس بنابر فقیر کو پتہ مل میں نہ وہ اور فقیر کے الی اس پر وہ انشاء دیکھ چھ چاروں میں حجت نہ ہو جائے کہ  
 وارث نہیں ہو سکتے اور نہ وہ خود دوسرے کا وارث ہو گا کہ اس کا حصہ جو حجت رہے کہ ان کی حجت نہ ہو جائے کہ اس کی حجت کا  
 علم ہو گا تو اس کی وجہ سے اس کے حجت کا برصہ حجتوں رکھائی تھا وہ اس حجت کے دوسرے وارث کو جائے دیا جائے گا۔

## کتاب الشریک

ہی قربان شرکتہ ملک وہی ان یتلک اثنتان عدنا وکل کا جی بی مال صاحبہ

وشریعت عقد و رکنهای ایجاب و القبول و شرطها عدم ما یقطعها کثیر دراهم

مسألة من الربح لاحدهما فان هذا يقطع الشركة لاحتمال ان لا يبقى بعد

هذه الدراهم المسماة ربع يشتركان فيه وهي أربعة أوجه مفاوضة وهي

شركة متساويين ولا تصرفا ودين المراد المساواة في المال الذي يصح فيه

للمشركة، ولا بأس بزيادة مال لايجرى فيه الشركة، فلا تصم الابكين ومتمدين

حریۃ و علم و ملت۔

ترجمہ :- حرکت و فعل پر جو ایک حرکت ملے کہ وہ شخص ایک چیز کے ایک سو جائے اور اس حرکت میں ہر ایک دوسرے کے الگ الگ  
 اجنبی ہوتا ہے کہ جس میں تفاوت جائے، دوسری حرکت حرکت کا حصہ اور الگ - وصول اس حرکت کے

اسی شرکت کی غرض یہ ہے کہ اسلامیات کو جو اس قدر کفر و فتنہ کا مرکز بن گیا ہے اسے ایک ایسی جگہ پر لایا جائے جہاں اس کی حقیقت اور حقیقی صورت ہو۔ اس کے لئے اس نے ایک ایسی صورت بنائی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے ایک ایسی جگہ پر لایا جائے جہاں اس کی حقیقت اور حقیقی صورت ہو۔ اس کے لئے اس نے ایک ایسی صورت بنائی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے ایک ایسی جگہ پر لایا جائے جہاں اس کی حقیقت اور حقیقی صورت ہو۔

کہ نفع میں جو حق میں دوہری شرکت ہوں اسی شرکت کی بھی جائز نہیں ہے، اس ایک شرکت مفاد منہ کی اور دیکر کہے در  
مستحق کہو اس شرکت کو بھی مال اور نفعت اور دہری ہی نہ کہ ہر مال، یہی مال نہ کہ ہر مال کے مفاد منہ کی جس میں شرکت کا

اعتقاد رکھتا ہے کہ انسان الہی میں شریک ہو کر ہمارے جیسے جی ہر ایک انسان کا مقصد ہے۔ جو اس حرکت کو روک دے وہ اس کی حرکت کو روک دے۔

تشریح: ۱۔ لہٰذا قرآن مجید، اسبابِ دلک میں سے جس سبب سے کمالِ ایک ہوں خواہاں اختیار دی سبب ہو چکے ہیں یا یہ خواہ

اپنے بانی کاوش خیرات میں ایک سچیز جو جسے بیان کے لئے وصیت کردہ، بیستین چار کو قبول کریں اور دوسری قسم میں یہ صحت جماعت کو ان سے کسی کے خلاف نہ ہو ورنہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

خود کو کھانا دیا۔ سچا انگریز یعنی مقتدر و عالم ہونی طلب کیا۔ ایک بے گھر و بے ملکہ کو جس کی طرف سے اس نے شرف و شرکت کی کو نظر میں سے ایک مستور سے ہرگز دور نہ رکھا۔ شریک ہونے کے لئے اس سے زبردستی جس کو کہہ سکتے تھے کہ ایک سو گز راہ اللہ میں جو تو شریک

آپ کا یہ قول کہ "میں نے اپنے لیے کوئی اور دنیاوی مقصد نہیں رکھا، نہ دولت و ثروت کی خواہش تھی، نہ عروج و سقوط کی فکر تھی۔ میرا مقصد صرف اللہ کے سامنے اپنا حساب دینا تھا۔" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا دل ہمیشہ اللہ ہی کی طرف مرکوز رہا۔

کہ ملک آٹھانکے اذن کے بغیر تعزیت اور کفالت کا لہذا نہیں اس طرح بچے اور بچہ کے درمیان صحیح نہیں کیونکہ عربیوں کی اجداد کے بغیر تعزیت کا لہذا نہیں لیکن باطل فتاویٰ اس طرح مسلمان اور کافر کے درمیان صحیح نہیں بلکہ اگر خود کے کہیں ہیں اور مسلمانوں کے

کے آئینہ میں جا رہے ہیں وہ کسی غریب کے ہونے پر اپنا ہر شے وقفہ کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خود بھی بے جا بڑے ہوتا ہے۔

---



فیه احراز عن لزوم دین بسبب الانتصاف فیہ الشریکۃ کالتجانیۃ والنکاح  
 الخلع والصلح عن دم عمد وکالنفقة أو یکفالتی بامر فہمہ الآخر وبغیر امر  
 لا ہو الصحیح ای اذا ائتم احدہما دین بسبب الکفالتی من غیر امر المكفول  
 عنہ فالصحیح ان هذا الدین لا یضمنہ الشریک الآخر فان کان بامر المكفول  
 عنہ یضمنہ الشریک الآخر وان وراثت احدہما أو وحب لہما یضم فیہ الشریکۃ  
 وقبض صارت عناناً القبض یشترط فی الحبس وفي العراض والعقار بقیت  
 مفاوضۃ ای فی ارض العراض والعقار بقیت مفاوضۃ لان مال الشریکۃ لم  
 یزد ثم شرع فی الوجه المثانی من الشریکۃ فقال وعنان۔

ترجمہ :- شرکت یعنی ہونے کی قید سے ایسے قرض سے امر از ہو گیا جو ایسے سبب سے لازم ہو جس میں شرکت صحیح نہیں ہے۔  
 جیسے بوجہ بنائیت الخراج یا علی باقی جس کے مسلم کی بنا پر یا نفقہ وراثت کی حیثیت سے یا لازم ہو بسبب کفالت  
 کے جب تکفیل عنہ کے حکم سے ہو تو وہ اس میں اس کا خاص ہو گا اور اگر بغیر حکم کے ہو تو وہ اس میں نہ ہو گا یہ صحیح  
 ہے کہ بین اگر مکفول عنہ کے حکم کے بغیر کفالت کے باعث ایک شریک پر قرض لازم ہو تو صحیح قرض کے مطابق اس قرض  
 کا وہ اس شریک خاص نہ ہو گا، اور اگر مکفول عنہ کے حکم سے لازم ہوا ہو تو وہ اس کا خاص ہو گا۔ اور اگر مال  
 جس میں شرکت معاوضہ صحیح ہے ایک شریک کو دے دیں گے یا اس سے معاوضہ کیا اور اس سے اس کو معاوضہ کیا اور  
 معاوضہ نہ کیا جائے شرکت خاص ہو سکتی ہے۔ قرض کی شرط یہ ہے (۱) وہ جس میں بغیر قرض کے بھی ملکیت  
 ثابت ہو جاتی ہے (۲) اور اگر اسباب (۳) میں سے یا دوسری ایک کو ملے تو شرکت معاوضہ یا دوسری میں سے یا  
 جائداد کے حادث ہونے کی صورت میں معاوضہ یا دوسری سے اس کے ان سے شرکت معاوضہ کے مال میں کوئی اضافہ  
 نہیں ہوا۔ اب مصنف ہم شرکت عقدی دوسری قسم کا ذکر کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا اور دوسری شرکت عین ہے۔

شرعیہ۔ مثلاً قرض اور کفالت الخ اس کا مطلق باطل ہے نہ الشریک بہت ہیں مکفول عنہ کے حکم کے تحت کے باعث ایک کو لازم نہ ملے  
 وہ ان میں دوسرے پر لازم ہو گا یا وہ اس میں سے دوسرے پر لازم نہ ہو گا کہو کہ کفالت  
 نیز بہت اور مسائل میں دوسرا مثال نہیں ہوا کہ اسے امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ یہ آثار میں حرم ہے اور اس میں معاوضہ ہے  
 اس کے بغیر مکفول عنہ کو خاص بہت گا اگر اس کے حکم سے ہو تو کفالت کفالت کے تحت کے دو آثار و بناء و دواخان حائض  
 میں نہیں رہتے ایسے ہی کفالت ان اگر بغیر حکم کے ہو تو دوسرے پر لازم نہ ہو گا کیونکہ اس میں معاوضہ کی حقیقت عدم ہے۔  
 مثلاً قرض و ان درست و ان میں کو وجہ ہے کہ شرکت معاوضہ میں شریکین کی ملکیت میں معاوضہ شرط ہے اب ایک سبب کہ ان  
 ارض یا سہ کے ذریعہ مال دائر آئے سے معاوضہ قائم ہو جائے تو شرکت میں باطل ہو جاتی ہے اور شرکت عین میں برابر کی شرط  
 نہیں۔ جیسا کہ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

مثلاً قرض و عین الخ اس کا مطلق معاوضہ پر ہے یعنی اولی شرکت معاوضہ دوسری عین شریک معاوضہ اور جو حق  
 شرکت دوسرے ان دونوں کا ذکر آئے گا اور عین میں عین پر کس ہے اور قرض میں دوسرے یہ "عین کو کہ ان مال  
 سے معاوضہ جس کے حق میں ظاہر ہو یا طلب ہے کہ اس کے بغیر ملکیت ظاہر ہوئی کہ دوسرے کو پہلے یعنی مال میں شریک کرے

وہو شریکتی کل تجارۃ اونی نوع ولا تتضمن الکفالتہ وتصلح ببعض مالہ ومع فضل مال احدہما ویساوی والیہما الا لریحی ای یصح بان یشترط ان یکون المال مساویاً ولا یکون الریغ مساویاً خلافاً لتفرق الشافعی وكون احدہما والاخر دنانیر وبلا غلط خلافاً لتفرق الشافعی وکل مطالب بنمن مشربۃ لا غیر ای لا غیر الشاری بناءً علی انہ لا يتضمن الکفالتہ تم یرجع علی شریکک بحصتہ منہ ان اداہ من مالہ ولا تصحان الا بالمقلدین و

ترجمہ :- اور وہ یہ کہ دو آدمیوں کی ہر قسم کی تجارت یا بعض خاص قسم کی تجارت میں شرکت ہو اور یہ شرکت ایک آدمی کے مال کا حصہ پر مشتمل نہیں ہوگی اور شرکت عین دوست ہے اگر بعض مال میں شرکت ہو اور بعض میں نہ ہو یا ایک کا مال زیادہ ہو دوسرے سے یا مال دو تعلق کے برابر ہوں اور تعلق برابر نہ ہو لیکن اس شرط کا حکم اس میں بھی ہے کہ دونوں شریکوں کا مال برابر ہو اور تعلق کا حصہ کسی کو زیادہ ملے اور کسی کو کم اس میں ذکر ہو مشافعی کی مخالفت کر کے ہے۔ ان کے نزدیک ہر ایک برابر ہونے سے نفع میں ہلکا برابر ہی قرار دیا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ایک شریک سہرا میں دراصل مال کا دو دوسرا شریک اور ہر ایک ان میں سے اپنے مال کو دوسرے کے مال کے ساتھ ملا کر ہر طرح کا بیع ہے۔ بلکہ یہ نام نہ تو مشافعی کے کہ ان کے نزدیک سہرا ایک منبر کا اور تعلق طہران کی ہے اور اس شرکت میں جو شریک کوئی چیز ملے گا اس کی قیمت کا مطالبہ وہ خاص منبری سے کیا جائے گا دوسرے شریک سے جس میں ملے خود جس شریک سے اس سے مطالبہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس شرکت میں باہر کی کفالت و ضمانت نہیں ہوتی۔ البتہ خرید و بیع اس کے شریک کرے گا اس سے اس چیز کی قیمت باطل کر دیا کرے کہ بعد وعدہ شریک غیر منبری سے دوسرے کرے گا اور شرکت مساوی دسوا دس درست نہیں مساوات وراہم و دنا بیز اور چاروں کے کے یا سوا چاروں کے کے ایسے کمزوروں کے جن کا بین دین ہو کہ ان میں درج ہو۔ تبس سونے کی گولی اور دھنڑہ چاندی کے قطعہ کو کہا جائے لیکن ان کو دھان کو کہہ نہ جائیگا۔

ترجمہ :- علیٰ قولہ صحیح یعنی اگر ایک شریک عین دوست میں دوسری کے مالوں کو برابر ہوا شرط نہیں جائیگز بعض مال میں شرکت یا کل مال میں ہر ایک کا زیادہ ہو دوسرے کے مال برابر ہوں اگر تعلق برابر نہ ہو یا اس کے ہر قسم تمام صورتیں جائز اس میں فرق ہو کہ فیہ دینے کے ان میں ہرگز تعلق کا اہل ہے اس کے ساتھ یہ شرکت جائز ہے شافعی یا فخری اعلیٰ مرتبہ کو سمجھنے کے بعد کہ ان میں مال مساوی ہونا نہیں سونے یا چاندی کے ذلے سے ملے اگرچہ سونا یا چاندی کی خلقت تجارت کے ہے بلکہ ان کی قیمت ہر طرح سے مشخص ہے اس کے جب تک وہ ان ہوں سکے ہر ان میں شرکت جائز نہیں کیونکہ یہ مساوات کے حکم سے ان کے لئے ہر طرح کے خود پر استعمال آجائے ہو تو باقی ہے کہ درج عام ہرگز نہ سکے کہ حق قرار دینے کے لئے کافی ہے اس کے بعد شرکت میں دس امان ہر شریک ہے



وباعر من بعد ان باع كل نصف عرضه بنصف عرض الاخر اعلم انه لا يخلو  
 ان تكون قيمة متاعها متساوية، فحينئذ يبيع كل واحد منهما نصف  
 متاعه بنصف متاع الآخر ثم يعقدان عقد الشريكة <sup>الشریکین</sup> واما ان تكون قيمة  
 متاعها متفاوتة كما اذا كان قيمة متاع احدهما الف وقيمة متاع الآخر  
 الفين يبيع صاحب العقل ثلث متاعه، بثلاث متاع الآخر ليكون كل واحد  
 بينهما اثلاثا ثلثاه لصاحب الاكثر وثلثه لصاحب الاقل ثم يعقدان  
 عقد الشريكة فيكون الربح ههنا بقدر الملك واما يحتاج الى عقد الشريكة فيكون كل واحد  
 وكلاهما من الآخر واما يكون الربح ههنا بقدر الملك لان الربح ههنا فاعمال.

ترجمہ: یہ اور سب دیکھو جسے جس حرکت درست ہے جیسے ہر ایک اپنے توجہ سے سالانہ کو دوسرے کے ساتھ سالانہ کے ہر ایک  
 دوسرے کے پاس فروخت کرے وہیں یہ بات واضح رہے کہ اگر دونوں کے سالانہ کی قیمتیں مساوی ہوں تو ہر ایک اپنے نصف سالانہ  
 کو دوسرے کے نصف سالانہ کے عوض بیچ کر پھر انہیں شریک بنائے گا۔ لیکن اگر دونوں کے سالانہ کی قیمتیں میں تفاوت ہو مثلاً  
 ایک کے سالانہ کی قیمت ہزار دو سو ہے اور دوسرے کے سالانہ کی قیمت دو ہزار ہے اور دونوں حرکت کے ساتھ کاروبار کرنا  
 چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ ہزار دو سو ہے اور دوسرے کے سالانہ کے نصف سالانہ کے ہر ایک کے ساتھ اس طرح ہزار  
 کے سالانہ کا سرمایہ دو سال کے لیے بیچ جائے گا۔ اگر دوسرا والا جو دوسرے سے دو گنا کے لکھ ہو گا اور ایک ہزار  
 والا جو دوسرے سے ایک گنا کے لکھ ہو گا۔ پھر دونوں فقرہ کاروبار کا لکھ کریں اب اس کا وہ دوسرے سے دو گنا ہو گا اور ایک گنا  
 لکھ کے نصف سالانہ کے مطابق ہے۔ ان میں حرکت کے باوجود کاروباری حرکت کا عقد اس لئے ضروری ہے تاکہ ہر ایک دوسرے کا  
 حق نہاد ہو سکے۔ اور اس صورت میں حق بقدر ملک اس کے ہوتے ہیں کہ ہاں علیحدہ حقیقت اس سال کے لکھ کے اندر اضافہ سے دوسرے  
 نسبت سے اس سال ہے اس نسبت سے حق کا حساب ہو گا۔

تشریح: اسے نو نو سکون کی واحد اور واضح رہے اگر سب صاحب شریک کے سالانہ میں جواز حرکت کا یہ علیہ طلب ہے کہ دونوں میں سے  
 ہر ایک اپنے نصف سالانہ کو دوسرے کے نصف کے عوض فروخت کرے اس سالانہ کو شریکین کے ہر ایک کے لیے اس صورت  
 پر جب دونوں کا مال خیریت میں مساوی ہو اور دونوں کی صورت میں یہ شکل بنائی کہ اگر والا اشارت حرکت کرے تو ہر ایک  
 ثابت ہو سکے۔ مثلاً دوسرے سال کی ایک شکل بنائی کہ اگر ایک سال ہر ہزار کا اور دوسرے سال دو ہزار کا تو کہہ سکتے ہیں کہ سالانہ  
 کی دو بنائی زیادہ دوسرے کے ایک بنائی کے عوض فروخت کرے تاکہ دونوں شریکوں کے دو سالانہ میں مال میں شریکیت  
 بنائی اور دونوں شریکوں کے سب سے ہو جائے گا۔  
 تفسیر: قرآن و احادیث اور اس سالانہ کا جواب ہے کہ ہر ایک کے اپنے نصف سالانہ کو دوسرے کے نصف سالانہ کے ہر ایک  
 فروخت کرنا اقرب مال میں خودی شریک ثابت ہو گئی اس کے بعد ہر حرکت کی کیا ضرورت؟ جواب کے خلاف یہ ہے  
 کہ ہر مال مجبور و مفادہ یا عین کے عقد شریک کی اس لئے ضرورت ہے تاکہ ہر ایک دوسرے کا دیکر ہر سالانہ ثابت ہو سکے  
 کیونکہ عقد شریک کے طریق عرف ملک ہی شریک ہونا ثابت ہوتا ہے اور شریک ملک کے کفایت یا کفایت ثابت نہیں ہوتی۔  
 جب تک کہ یہ نہ ہو سکتا ہے۔



و هذک مال الآخر قبل الشراء فالشراء بینهما علی ما شرطنا فیهما محل ان یغلط  
 فی الفهم و ینفهم انما هذک مال الآخر قبل شراء احد هما لکن ینجب ان لا ینفهم  
 هذک ان وضع المسألة فیما اذا کان هذک مال الآخر بعد شراء احد هما بالمال  
 بدلیل قولہ ولا یتغیر بالحکم بھذک مال الآخر بعد ذلک و بدلیل قولہ ہذا  
 اذا اشتتری احدھما یا احد الی الین اولا ثم هذک مال الآخر فینجب ان ینفهم  
 و هذک مال الآخر قبل ان یشتری ہذا الآخر بمالہ شیشا و انما ذکرنا ہذا  
 لاند موضع الغلط و ان هذک قبل شراء الاخران و کذلک حین الشریکۃ صریح  
 فیشریکۃ لھما مشترکۃ ذلک و رجم بکھنۃ ثمنہ و الا فہو  
 اشتري من مالہ

ترجمہ :- اور دوسرے کمال خریداری سے پہلے ہر ایک جو ملک خرید کر دہن و دہن کے دو بیان ان کی شرائط مشترک  
 ہوگی ۔ تو اس عبارت سے غلط فہم پیدا ہو سکتا ہے اور سمجھا جا سکتا ہے کہ دوسرے کا ان کی ایک کی خریداری سے پہلے غلط ہو گیا ہو  
 لیکن ایسا کہنا غلط ہے کیونکہ مسئلہ اس میں یہ ہے کہ ایک نے اپنے مال سے کسی سالانہ خریدنے کے بعد دوسرے شریک کمال لینا بعد ہوا  
 اور صاحب ہر ایک کے اس قول میں اس کی ذات اضافہ ہے کہ اس خریدنے کے بعد اگر شریک آخر کا ان ایک جو تو جس حکم میں کوئی  
 نتیجہ نہ ہوگی اور یہ قول میں اس پر خریدنے کے نتیجہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ دہن میں سے ایک شریک ادا اپنے مال سے  
 کسی خریدنے سے بعد دوسرے کا مال لینا جو جائے اس کے لئے عبارت ادا کا مطلب میں ہے سمجھا اور دوسرے کے کہ دوسرے شریک کا مال  
 لینا جو جائے اس دوسرے شریک کے لئے اس لئے کہ خریدنے سے پہلے یہ فیصلہ اس حکم کوئی ہو کہ یہاں غلط فہم کا مکان  
 ہے اور ان میں سے ایک کا مال دوسرے کے خریدنے سے پہلے لینا جو جائے اس کے لئے لینا ہوا اس لئے اس لئے کہ دوسرے شریک سے  
 کو وقت شرکت وکیل خرچ بنایا جو خوب وہ اسباب جو خریدنے کے لئے دہن میں شریک جو جائے اس کے لئے شریک کے طور پر اور چونکہ  
 توں میں ہے وہ اپنے شریک کے حصہ کے موافق اس لئے قیمت و صواب کر لیا اور اگر اس کے دہن میں نہیں بنایا تھا تو اس کا اب  
 اس کا ہونا جس سے خریدتا ہے ۔

مشترک ہو دہن و دہن مشترک ان میں دو اہم و نامہ اور جو قسمیں کے نہیں ہیں جو کہ ہاں شریک کے دو مشین ہوتے ہیں ہر مال جب دہن  
 کے ان شریک جو جائے شریک مشترک اظہار ہے اور اگر کسی کا حصہ ہو تو ہاں ہی حکم اس کا کہ یہ شخص اپنے مال میں دوسرے کی شرکت  
 پر اس مال پر ان ہوا تھا کہ جو اس کے مال میں شریک ہو گا اب جب اس کا مال بیکہ و اتوا دہن اس کی شرکت پر کسی دہن میں ہو گا  
 شہ تو اہل عالم امام ابن دہن کے مال لینے سے پہلے اگر کسی کو شریک کا مال ہو صرف اس کے ایک مال اس کا اضافہ آقا دوسرے شریک  
 سے لینا نہ کہ نصف کا حصہ نہیں کر سکتا ہے اور اگر غلط کہ بعد کے ہوا تو شریک کو مزید پر اضافہ آگیا کیونکہ جب اس طرح قلم ہوا کہ قیادہ  
 نہیں ہو سکتا اگر کسی کو اضافہ ہوا ہے ان میں مشترک ہو گا

و حاشیہ سرشار نے یہ قلم نہیں لایا اگر نہ کہ وہ دہن کا اظہار ہی مطلب بقصدہ کے خلاف تھا اس لئے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے  
 اپنے مال سے کسی خریدنے کے بعد دوسرے شریک کا مال خریدنے کے غلط شریک کے خریدنے سے پہلے لینا جو جائے اس کے لئے شریک کے طور پر اس کے لئے  
 اس سے پہلے کہ وہ کہلے اور دہن کا حصہ لینے کی طرف توجہ ۱۱۵۵  
 یہ قول ان و کہ ان میں شریک کمال ایک ہوا اگر اس کے اس شریک کو جس نے مال خریدنا ہے اس کا مال بنایا جو خریدنا اشتہہ ہوا  
 لکن اگر نہ















لأنه لا طريق لحل الوطني إلا الهبة لأنه لو باع نصيبه من شركه بصير هذا  
 النصيب مشتركاً بينهما فلا يحل الوطني وإذا اقتضى الهبة لا يكون على  
 المشتري شيء وأخذ كل بثمرها أي لنبايع إن يطالب الثمن من الهبة  
 شاء لأن المقاضاة تتضمن الكفالة.

ترجمہ :- کیونکہ یہ کہ ہندو ملی حلال سم کے کوئی صورت نہیں اس لئے کہ اس اجازت کے اگرچہ یہ بخون کریں تو جسہ پیر  
 دروغی کے دو میان مشترک ہو جائے گا اور ملی مٹائی نہ ہوگی اور یہ کہ کافرانہ مسلم ہو گا جو ہر شری برا سم کے  
 نصف کے عوض کویر بھی دینا چاہے گا۔ اگر ہر ایک سے اس کی قیمت کا مطالبہ ہو سکتا ہے۔ یعنی بائ کو حق ہے کہ دروغی  
 شرکیہ میں سے جس سے چاہے باغی کی قیمت کا مطالبہ کرے اس لئے کہ شرکت مفادہ ایک دوسرے کی مفالست  
 کو ملتی ہوئی ہے۔





فان جعل لغيرها او وسط داره مسجدًا او اذن بالصلاة فيه فلا هي ان جعل  
تحت المسجد اسم داب لغير مصالح المسجد لا يصير المسجد مسجدًا  
وكن اذا جعل وسط داره مسجدًا او اذن بالصلاة فيه لا يصير مسجدًا  
لعدم افراز الطريق وعند ابی یوسف یزول بنفس القول ای یزول مطلق  
الواقف عن الوقف بنفس القول وعند محمد لتسليمه الی المتولى وقبضه  
فشرط ثم ذكر في وع هذا الاختلاف فقال فصح وقف المشاع ان  
لم يحتمل القسمة في المسجد والمقبرة لا يجوز الوقف عند ابی یوسف ايضا

ترجمہ :- اور اگر مسجد بنا کر اور کسی کو بخشے جس کو کہنے سے نہ مانا جائے کہ مسجد بنائی اور اس میں ہو کر نماز  
کی اجازت دے اور مسجد کے شرعاً مسجد نہ ہوگی۔ لیکن اگر مسجد کے لیے مصالح مسجد کے علاوہ دوسرے مصالح کے لیے نہ مانا جائے  
تو وہ مسجد مسجد نہ ہوگی۔ اگر کسی طرح اگر اپنے گھر کے بیچ میں مسجد بنائی اور اس میں نماز کے لیے عام اجازت دی تو نہیں وہ مسجد  
شرعی نہ ہوگی اس لیے کہ اس کے لیے اس نے اپنے گھر سے علیحدہ مستقل کوئی راستہ نہیں دیا۔ اگر شرعاً مسجد جو کہنے کے  
شرط ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک صرف وہی ہے کہ ایک ذی ہر جائے ہے جو وقف کرنے والے کی فقط  
ذاتی ملک کے لیے ہے اور کسی کے اسکو وقف کیا تو خود نہ ہو جائے اس کی ملک جائے رہے اور امام محمد کے نزدیک وقف کی  
ملک ذاتی ہونے کی شرط ہے کہ وہ وقف کروہ چیز کو مشرک کے لیے اور مشرک اس پر قبضہ کرے۔ آگے مصنف  
اس اختلاف پر بھی بعض دفعی مسائل بیان کر رہے ہیں تو صحیح ہے وہ امام ابو یوسف کے نزدیک مشاع زمین و قطع  
مشترک جو کہ وقف کرنا ائمہ مشاع اگر ایک چیز جو نہ قابل تقسیم نہیں تو مسجد و مقبرہ میں اس کو وقف کرنا امام ابو  
یوسف کے نزدیک مجرم و مستحب نہیں۔

تشریح :- وقفہ مدخل متعلقہ اور وہ ایسے والیں بنایا جائے کہ مسجد کے لیے وقف لازم نہیں ہوگا کہ جسے اگر مشرک واپس دینے سے انکار  
کرے جبر نامی اس مقدمہ میں لازم وقف کا مسجد کے لیے خواہ صورت میں امام صاحب کے نزدیک بھی وقف لازم  
ہو جائے گا یہ کہ تقاضات نامی ایک جہت کو متفقین کے اختلاف کو ختم کر دیتے ہیں۔  
بلکہ خود وافر ذرا الخ ہیں اس کا راستہ بنانے اور اپنے طرح اپنی ملکیت سے جدا اور مانا کر کے اب اگر امام ابو یوسف اور  
یہی دلائل ہوں جن کا مسجد کے کوئی حلقہ نہ ہو یا اس کے برعکس ہو تو اس کی ملک ذاتی نہ ہوگی کہ مسجد کا حق اس  
سے متعلق ہے بلکہ اگر وہ متین ہے کہ اگر اس نے اپنے گھر کے بیچ میں مسجد بنائی اور مشرک کو اس میں داخل ہونے اور نماز  
پڑھنے کی اجازت دے۔ اس کے ساتھ اس سے راستہ بھی دے یا تو مسجد کے خود کو مسجد جو جائے اور دارستانہ نہیں ہے اور امام ابو  
حنبلہ کے نزدیک مسجد نہیں ہے گی۔ اور صاحبین نے وقف میں جو مسجد بن جائے اور مسجد کے حق کے طور پر اسے راستہ بلا حرج  
دیا جائے گا جیسا کہ وہ اپنی زمین اجرت پر دے کر راستہ کی شرعاً نہ دے گا

ترجمہ :- بلکہ اگر کوئی غیر مصالح الخ مثلاً اس کے رہائش جائے رہا یعنی بنالہ۔ اور ابی ای اگر وہ مسجد کے اوپر اپنے بے مکان  
بنائے۔ تاہم غایب ہے کہ اگر اس کے اوپر مسجد کے امام کے بے مکان بنائے تو یہ فرج نہیں اس کی مسجد کے ساتھ مسجد میں ہے۔  
اگر مسجد میں ہر جائے اور ہر دھار اس کے اوپر مکان بنانا چاہے تو اس کو اس سے روکا جائے گا۔  
وہاں سے وقفہ

و فی غیرہما يجوز الوقف عند محمدؑ ایضا وان احتمل القسمة فهو محصل  
 الاختلاف فیصم عند ابی یوسفؑ لا عند محمدؑ ویفتی بقول ابی یوسفؑ  
 وجعل غلۃ الوقف اوالا لایۃ لنفسه وشرط ان یتبدل بہ ارضا اخرى  
 اذا شاء عند ابی یوسفؑ لخاصۃ فان شرط الاستبدال لا یمنع صحۃ الوقف  
 عند ابی یوسفؑ لخاصۃ اذا ساقاۃ بین صحۃ الوقف و بین الاستبدال عند  
 فانہ يجوز الاستبدال فی الوقف من غیر شرط اذا ضعفت الارض عن  
 الرزق ونحن لا نفتی بہ

یتردد فی بعض النسخ انہ لا یمنع صحۃ الوقف اذا ساقاۃ بین صحۃ الوقف و بین الاستبدال عند

ترجمہ: یہاں مسجد وغیرہ کے علاوہ دوسرے امور میں ناقابل تقسیم متاع کا وقف امام کو کر کے نزدیک ہی جائز ہے تو قال طبرسی  
 میں ہیں محل اختلاف ہے امام ابو یوسفؑ کے نزدیک اس کا وقف درست ہے اور امام محمدؑ کے نزدیک درست نہیں اور طبرسی  
 امام ابو یوسفؑ کے قول پر ہے اس طرح اگر اوقاف وغیرہ کی پیداوار کو اپنی ذات کے لئے کر لے اور وقف کی دولت اپنے لئے چاہی  
 دے گی یا یہ شرط کرے کہ جب چاہوں اس زمین تک بارہ دوسری زمین وقف کر دوں تو سب درست ہیں خاص کر امام ابو  
 یوسفؑ کے نزدیک اگر ان کے نزدیک خرما مستعمل محنت وقف کے لئے مانگے ہیں کیونکہ ان میں باہمی کوئی منافات نہیں ہے  
 اس لئے وہ دون خرما کے ہیں وقف کے بدل دیئے کو بارہ رکھتے ہیں جب کہ زمین موقوف غراب ہو جائے تو اس میں پیداوار  
 کی مصاحبت نہ ہے اس میں ہر قسم کی تردید ہے

تشریح: درجہ اولیٰ و ثانیہ کے قول و وقفہ انشاء الامین جو شرک اور غیر مقسم ہو قطعاً ہی کے اختلاف کی بنیاد وقف میں رکھنے  
 کی شرط ہے جو کہ امام محمدؑ نے شرط کیا کہ غیر مقسم کے وقف کو غیر مقیم قرار دے اس کے تقسیم سے قطعاً مکمل ہر تیسرے اور وقفہ  
 ضروری ہے اس لئے تقسیم لازمی ہے اور امام ابو یوسفؑ کے نزدیک تسلیم شرط نہیں اس لئے جس نے تسلیم پوری ہوئی ہے بعضی  
 مقسم ہزارہ میں شرط نہ ہوگی تو جنہوں نے امام ابو یوسفؑ کے قول کو لیا ہے میں متعین علیہ اہل بیت غیر مقسم کے وقف  
 کو جائز رکھا اور جنہوں نے امام محمدؑ کے قول کو اختیار کیا۔ میں متعین علیہ ہزارہ اہل بیت کے وقف متاع کو جائز نہیں رکھا۔

دعا میں مدوام ملے قول وجعل الامین کا لفظ "وقف انشاء" ہے میں وقف کی آدنی مثلاً باج کے جعل اور زمین کی فصلی  
 اور کو یہ دیکھنے کی صورت میں اس کی اجرت اگر اوقاف اہل ذات کے لئے رکھ لے تو جائز ہے البتہ میں جائز ہے کہ اوقاف خود  
 اس کے متعلق ہونے کی شرط کا لفظ "وقف امر" کے نزدیک ان میں سے کوئی ات جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک وقف کو متعلق  
 کے سپرد کرنا لازماً ہے فقہر سے کفار شرط ہے اور کرمیت یا آدنی اپنے لئے رکھ لینے سے اسے فوت ہو جاتا ہے۔ ہزارہ  
 متبع ہیں کہ اس مسئلہ میں تقریباً امام ابو یوسفؑ کے قول پر ہے۔

فقہ قول و شرک امام اس کا بھی اوقف انشاء پر قطع ہے میں امام ابو یوسفؑ کے نزدیک جائز ہے کہ اوقاف وقف کے  
 وقف پر شرط کر دے کہ اس زمین کو دوسری زمین سے بدل سکے اور امام محمدؑ کے نزدیک وقف جائز ہے اور شرط  
 باطل ہے کیونکہ شرط زوق ایک میں مانع نہیں اور وقف اس کے بندہ کی مکمل ہے۔  
 بلکہ قول ہزارہ و اہل بیت کہ ان کے متاع ہزارہ اس قبیل کے ہے کہ مستبد ہیں جائز ہے اس طرح اہل بیت کے وقف کو جائز  
 کہا اور اقلیت کے مفقود کو ضائع کرنا باطل







وان لم یشرطها الواقف ان وقف علی الفقراء وان وقف علی معین وأخیرہ  
 للفقراء فی مالہ فان امتنع او کان فقیرا اجرة الحاكم وعظماء باجرته ثم  
 مرده الی مصرفه ونقصه یصرف الی عمارته او یؤخر لوقت الحاجة الیہا وان  
 تغذر صرف الیہا بیع وصرف ثمنہ الیہا ولا یقسم بین مصارفہ  
یؤخر لوقت الحاجة الیہا

ترجمہ :- اگر یہ واقف نے اس بات کی شرط نہ کی ہو کہ مطلقاً الفقراء پر وقف کیا ہو اور اس شخص معین پر وقف کیا ہو اور وہ  
 کیا ہو کہ اس کے بعد فقروں کے لئے ہے تو اس کی تعمیر میں معین شخص کے لئے جو ہے اب اگر وہ موت نہ کرے یا وہ ایکن مجلس پر  
 خود کسی کو کریم جو دے سے اور خود کریم سے اس کی تعمیر و مرمت کرے اور موت نہ ہو جائے کہ یہ اس کے حقوق علیہ کے  
 حال کر دے اور اس وقت مرمت جائے نہیں کی جاتی بلکہ یہ مرمت اس کے لئے ہے جس کا جائزہ اس وقت مرمت ہو  
 نہ ہو اور وقت حاجت کے لئے وغیرہ کر سکے اور کیا جائے اور اگر اس عمارت میں مرمت کرنے کے قابل نہ ہو تو اس کو بیچ کر  
 اور قیمت حقوق کی تعمیر میں صرف کر لی جاتی وقت کے مستحقوں کو تقسیم نہ کریں۔

تکمیل :- دیکھو کہ اس مسئلہ میں بھی یہ کہ مستحقین ہر تقسیم جائز ہیں اس لئے کہ زمین میں اس کا حق نہیں تنگ اس کے مخالف میں  
 ان کا حق ہے۔

لکھ کر دیکھا کہ زمین حقوق چیز کی آدمی سے سب سے پہلے اس کی عمارت کی مرمت ہوگی پھر جو اس کی سے قرب ہو اور  
 اس کی کھڑی معلومت سے متعلق جو اس پر آدمی سے غرض ہو لا مثلاً امام مسجد اور مدرس مدرسہ پر حق کی مرمت کی کفایت کے مطابق  
 خرچ کیا جائے گا پھر فراغ، خالی ایسے ہی دوسرے مصالح پر خرچ کیا جائے گا اب تقسیم ہے جبکہ وقف کے حق معین نہ ہو اور اگر  
 وقف کا مصرف معین ہو تو اس کی مرمت کے بعد معین مصرف پر خرچ کیا جائے گا، غرض خیرہ میں ہے کہ سراج سے مراد نہ تھیں اور  
 ان کا مال ہے اور اب اسے مراد پانی قرض وغیرہ اور ان کے ساتھ ان کا خادم چراغ جلانے والا اور فراشی ہیں مثال ہے۔  
 اور امام میں طیب ہیں داخل ہے اس لئے کہ وہ جامع مسجد کا امام ہے اور مسجد کے مصالح میں نمونہ اور وہ بان شامل ہے۔

و حاشیہ :- اہل قریہ و آخرہ للفقراء الا یہیں ہیں کہ میں نے یہ تحریر کیا اور لایا فلان کہ اولاد پر وقف کیا پھر ان کے بعد فقراء  
 کے لئے وقف ہے۔

## خاتمہ القلم

بخدمت و مروت و عظم القلم اعز الحق بن محمد الطبرانی مہمان آبادی

مسجد و مدرسہ حسین مدینہ مایہ ذمہ

۵ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء

میر محمد کتب خانہ مرکزِ علم و ادب کراچی





